بلوچستان کے عوام کا نمائندہ اخبار

Daily IMROZ Quetta

A.B.C Certified

روزنامہ امروز کوئٹہ

چیف ایڈیٹر حکیم اکمل

www.imroz.com.pk

جلد نمبر 12	بروز منگل 05 جنوری 2021ء، 21 جمادی الاول 1442ھ	شمارہ 190	قیمت 10

ملک دشمن عناصر بلوچستان میں امن وامان کی صورتحال خراب کرنا چاہتے ہیں، بشریٰ رند

بھارت اور دیگر پاکستان دشمن عناصر اس طرح کی کارروائیوں سے سی پیک کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں، بلوچستان کی قوم پرست جماعتوں کا کردار بھی انتہائی مایوس کن رہا، صرف جنرل پرویز مشرف کے دور میں ترقیاتی کام ہوئے

بلوچستان میں اس طرح کی تمام کارروائیوں میں بھارت ملوث ہے، ہماری تمام تر ہمدردیاں ہزارہ کمیونٹی کیساتھ ہیں، وزیر اعلیٰ جام کمال کی ہدایت پر اس واقع کی تحقیقات جاری ہیں شر پسند عناصر کو کیفر کردار تک پہنچایا جائیگا، پریس کانفرنس

اسلام آباد (خ ن) پارلیمانی سکریٹری برائے اطلاعات بلوچستان بشریٰ رند نے اسلام آباد پریس کلب میں پر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے گزشتہ روز مچھ بولان میں ہونے والی دہشتگردی کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ملک دشمن عناصر بلوچستان میں امن وامان کی صورتحال خراب کرنا چاہتے ہیں۔ بلوچستان میں اس طرح کی تمام کارروائیوں میں بھارت

بقیہ 2 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

مچھ واقعہ، بھارت پاکستان میں سرمایہ کاری کرنیوالوں میں بددلی پھیلانا چاہ رہا ہے، شاہ محمود قریشی

بھارت ایسے دل خراش اور المناک واقعات کے ذریعے پاکستان میں عدم استحکام چاہتا ہے، وزیر خارجہ

اسلام آباد (این این آئی) وزیر خارجہ مخدوم شاہ محمود قریشی نے بلوچستان مچھ میں ہونیوالے المناک واقعہ کے حوالے سے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ بھارت پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے والوں میں بددلی پھیلانا چاہ رہا ہے۔ مچھ بلوچستان میں غریب مزدوروں اور معصوموں کے ناحق قتل کے

بقیہ 1 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

عمران اگر عزت سے جانے پر راضی نہیں تو عوام کے ساتھ ملکر کچھ اور فیصلہ کریں گے، مریم نواز

لانگ مارچ ضرور ہوگا لیکن پی ڈی ایم اس کی تاریخ کا اعلان عوام اور موسم کی سہولت کو مدنظر رکھ کر کرے گی

بہاولپور (این این آئی) پاکستان مسلم لیگ (ن) کی نائب صدر مریم نواز نے کہا ہے کہ عمران اگر عزت سے جانے پر راضی نہیں تو عوام کے ساتھ ملکر کچھ اور فیصلہ کریں گے، لانگ مارچ ضرور ہوگا، پی ڈی ایم اس کی تاریخ کا اعلان عوام اور موسم کی سہولت کو مدنظر رکھ کر کرے گی، ہم استعفے بھی دیں گے اور عمران

بقیہ 3 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، وفاقی وزیر داخلہ شیخ رشید احمد بلوچستان کے امن وامان بارے منعقدہ اعلیٰ سطحی اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

کوئٹہ دھرنا، وفاقی وزیر داخلہ کی زیر صدارت اعلیٰ سطحی اجلاس

مچھ میں 11 افراد کے قتل کیخلاف کوئٹہ میں مجلس وحدت المسلمین کے زیر اہتمام ہزارہ برادری کا لاشیں رکھ کر احتجاج جاری، صوبائی حکومت کی ناکام مذاکرات کے بعد وفاقی وزیر داخلہ کی زیر صدارت اجلاس

اجلاس میں اعلیٰ سطح کے سیکورٹی اور پولیس حکام، چیف سکریٹری بلوچستان اور دیگر اعلیٰ افراد نے وزیر داخلہ کو مچھ واقعے سے آگاہ کیا، وفاقی وزیر مظاہرین سے ملاقات کریں گے اور قاتلوں کی گرفتاری کا یقین دلائیں گے، عہدیدار

کوئٹہ (آن لائن) مچھ میں 11 افراد کے قتل کیخلاف کوئٹہ میں مجلس وحدت المسلمین کے زیر اہتمام ہزارہ برادری کا لاشیں رکھ کر احتجاج جاری۔ وفاقی وزیر داخلہ شیخ رشید احمد کی سربراہی میں وفاقی حکومت کا وفد کوئٹہ پہنچ گیا وفد کے ہمراہ ڈپٹی اسپیکر قومی اسمبلی محمد قاسم خان سوری بھی ہے بعد

بقیہ 36 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

وزیر داخلہ شیخ رشید احمد ہنگامی دورے پر کوئٹہ پہنچ گئے

سیکورٹی کے حوالے سے اعلیٰ سطحی اجلاس کی صدارت

کوئٹہ (این این آئی) وفاقی وزیر داخلہ شیخ رشید احمد ہنگامی دورے پر کوئٹہ پہنچ گئے سیکورٹی کے حوالے سے اعلیٰ سطح اجلاس کی صدارت کی، تفصیلات کے مطابق وزیراعظم عمران خان کی ہدایت پر وفاقی وزیر داخلہ شیخ رشید احمد خصوصی طیارے میں پیر کی شب کوئٹہ پہنچے کوئٹہ آمد کے

بقیہ 4 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

مولانا فضل الرحمٰن کو حلوہ بھی کھلائیں گے، پرویز خٹک

اسلام آباد (این این آئی) وزیر دفاع پرویز خٹک نے کہا ہے کہ اپوزیشن کے استعفوں کا انتظار ہے، جلد سے جلد

بقیہ 5 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، گورنر بلوچستان امان اللہ خان یٰسین زئی پاکستان ریڈ کریسنٹ سوسائٹی بلوچستان کے سالانہ اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

ترقیاتی منصوبوں کی بروقت تکمیل اور پر مانیٹرنگ بھی ضروری ہے، نور محمد دمڑ

صوبائی حکومت عوام کے مسائل کے حل کیلئے ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے، صوبائی وزیر پی ایچ ای اینڈ واسا

ہرنائی کوئٹہ، ہرنائی سنجاوی روڈ کی تعمیر ضلع ہرنائی سمیت مختلف اضلاع کے عوام اور کاروباری حلقے مستفید ہونگے

کوئٹہ (این این آئی) بی اے پی کے مرکزی رہنما صوبائی وزیر پی ایچ ای، واسا حاجی نور محمد خان دمڑ نے کہا کہ وفاقی حکومت کی خصوصی تعاون سے صوبائی حکومت نے ترقیاتی منصوبوں کا جال بچھایا گیا ہے یکساں بنیادوں پر کام کروا رہے ہیں تا کہ پسماندگی کا خاتمہ ہو سکے موجودہ صوبائی حکومت عوام کو ہر ممکن سہولیات فراہم کرنے کیلئے دن رات کوشاں ہے ہرنائی کوئٹہ، ہرنائی سنجاوی روڈ کی تعمیراتی کام پر جلد کام شروع ہوگا ہرنائی کوئٹہ، ہرنائی

بقیہ 17 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

معاشی ترقی اور خوشحالی کیلئے امن بنیادی شرط ہے، گورنر بلوچستان

ملک اور صوبے میں معاشی نظام کو مزید مستحکم بنانے میں تاجروں اور صنعتکاروں کا کلیدی کردار ہے، امان اللہ یٰسین زئی

کرونا وائرس کی وجہ سے کاروباری اور تجارتی مراکز کی بندش سے زندگی کے تمام شعبے بالخصوص تاجر برادری بہت متاثر ہو چکی ہے، تاجروں سے گفتگو

کوئٹہ (خ ن) گورنر بلوچستان امان اللہ خان یاسین زئی نے کہا ہے کہ ملک اور صوبے میں معاشی نظام کو مزید مستحکم بنانے میں تاجروں اور صنعتکاروں کا کلیدی کردار ہے۔ صنعت وتجارت سے وابستہ افراد معاشی اور تجارتی سرگرمیوں کو فروغ دینے، مثبت قومی تشخص کو اجاگر کرنے اور مقامی لوگوں کو روزگار کے وسیع مواقع فراہم کر سکتے ہیں۔ گورنر یاسین زئی نے کہا کہ موجودہ حکومت بین الاقوامی اور قومی سرمایہ کاروں کو سرمایہ کاری کیلئے تمام

بقیہ 6 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ملک بھر میں گزشتہ روز کورونا وائرس سے 39 افراد جاں بحق 1895 نئے کیسز رپورٹ ہوئے

اسلام آباد (این این آئی) ملک بھر میں گزشتہ روز کورونا وائرس سے 39 افراد جاں بحق، 1895 نئے کیسز

بقیہ 7 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ضلعی انتظامیہ اور حکومت سے مذاکرات ناکام، ایم ڈبلیو ایم کا دھرنا جاری

مچھ میں قتل کیئے جانیوالے مزدوروں کے لواحقین، مجلس وحدت مسلمین کا دھرنا کوئٹہ کے مغربی بائی پاس پر جاری، وفاقی وزیر داخلہ شیخ رشید احمد کوئٹہ پہنچ گئے

سانحہ مچھ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں، دکھ کی اس گھڑی میں ہم لواحقین کو تنہا نہیں چھوڑینگے، حکومت کی جانب سے ملزمان کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں، صوبائی زراء

کوئٹہ (این این آئی) مچھ میں قتل کیے جانے والے مزدوروں کے لواحقین، مجلس وحدت مسلمین کا دھرنا کوئٹہ کے مغربی بائی پاس پر جاری صوبائی حکومت اور ضلعی انتظامیہ سے مظاہرین کے مذاکرات ناکام جبکہ وفاقی وزیر داخلہ شیخ رشید احمد کوئٹہ پہنچ گئے، تفصیلات کے مطابق پیر کو مچھ میں قتل کیے جانے والے مزدوروں کے لواحقین نے میتوں کی تدفین کرنے سے انکار کرتے ہوئے مغربی بائی پاس پر مجلس وحدت المسلمین کی جانب سے دیئے جانے والے دھرنا میں میتوں کے ہمراہ شریک ہونے کا اعلان کر دیا جس کے بعد ڈپٹی کمشنر کوئٹہ اورنگزیب بادینی اور ایف سی حکام سانحہ مچھ کے خلاف دھرنا دینے والے

بقیہ 16 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

کورونا سے صحتیاب ہونے کے بعد اسد عمر کی واپسی، کورونا صورتحال کا جائزہ لیا

اسلام آباد (این این آئی) کورونا سے صحتیاب ہونے کے بعد اسد عمر نے نیشنل کمانڈ اینڈ آپریشن سینٹر کے اجلاس

بقیہ 8 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

سبی، بی بی ناگڑی کے مقام پر ویکسی ویٹریشن کے قریب دھماکہ، مشین کو جزوی نقصان پہنچا

قانون نافذ کرنے والے ادارے اور بم ڈسپوزل عملہ جائے وقوعہ پر پہنچ گیا اور پورے علاقے کو گھیرے میں لیا

سبی (این این آئی) کرک کے قریب بی بی ناگڑی کے مقام پر کام کرنے والے ویکسی ویٹریشن کے قریب دھماکہ مشین کو جزوی نقصان پہنچا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، واقعے کی اطلاع ملتے ہی قانون نافذ کرنے والے ادارے جائے وقوعہ پر پہنچ گئے اور علاقے کو گھیرے میں

بقیہ 13 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

مچھ، دس کان کنوں کے قتل کا مقدمہ 35 گھنٹے کے بعد سی ٹی ڈی تھانہ نصیر آباد میں درج کرلیا گیا

کوئٹہ (این این آئی) بلوچستان کے علاقے مچھ میں دس کان کنوں کے قتل کا مقدمہ 35 گھنٹے کے بعد سی ٹی ڈی

بقیہ 11 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

بلوچستان عوامی پارٹی صوبے کے تمام لوگوں کی پارٹی ہے، محمد خان لہڑی

پی ڈی ایم کے احتجاجی مظاہروں دھرنوں سے بلوچستان حکومت کو کوئی خطرہ نہیں ہے، مشیر محنت وافرادی قوت بلوچستان

وزیر اعلیٰ بلوچستان جام کمال خان کی محنت اور کوششوں سے پارٹی عوام کے امنگوں اور خواہشات کو ہر ممکن پورا اترنے کی کوشش کر رہی ہے

ڈیرہ مراد جمالی (این این آئی) صوبائی مشیر برائے محنت وافرادی قوت حاجی محمد خان لہڑی نے کہا کہ پی ڈی ایم کے احتجاجی مظاہروں دھرنوں سے بلوچستان حکومت کو کوئی خطرہ نہیں ہے پی ڈی ایم خود تقسیم ہو گیا پی ڈی ایم مظاہروں میں لگا رہے لیکن حکومت اپنا کام کریگا ان خیالات کا اظہار انہوں نے مشرق میڈیا سینٹر کے نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کیا انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان جام کمال خان کی قیادت میں

بقیہ 18 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

دنیا بھر میں قرآن مجید سے ہر کلمہ گو کو خصوصی محبت اور عقیدت ہے، گورنر بلوچستان

قرآن پاک کے نسخے کو پیر امتیاز حیدر نے اپنے ہاتھ سے ایک سال کے عرصے میں لکھا جو لائق تحسین ہے

کوئٹہ (خ ن) گورنر بلوچستان امان اللہ خان یاسین زئی نے کہا ہے کہ دنیا بھر میں قرآن مجید سے ہر کلمہ گو کو خصوصی محبت اور عقیدت ہے۔ قرآن پاک کے نسخے کو پیر امتیاز

بقیہ 9 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

وفاقی کا صوبوں کے مشاورت کے بعد 18 جنوری سے مرحلہ وار تعلیمی ادارے کھولنے کا اعلان

اسلام آباد (این این آئی) وزیر تعلیم شفقت محمود نے 18 جنوری سے مرحلہ وار تعلیمی ادارے کھولنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ نویں سے 12 ویں جماعت تک تعلیمی اداروں کو 18 جنوری سے کھول دیا جائیگا، 18 جنوری نویں سے 12 ویں کی وہ جماعتیں جن

بقیہ 10 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

مغوی وکیل بازیاب، عدالت نے معاملہ وزیر اعظم وکابینہ کے نوٹس میں لانے کی ہدایت کر دی

اسلام آباد، وفاقی حکومت کے زیر انتظام علاقہ ہے، وفاقی حکومت کا مطلب وزیر اعظم اور وفاقی کابینہ ہے، چیف جسٹس

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی دار الحکومت اسلام آباد میں گھر سے 'اغوا' ہونے والے وکیل حماد سعید ڈار بازیابی کے بعد ہائی کورٹ نے مذکورہ کیس میں سیکریٹری داخلہ کو معاملہ وزیر اعظم اور کابینہ کے نوٹس میں لانے کی ہدایت کر دی۔ چیف جسٹس اسلام آباد ہائیکورٹ اطہر من اللہ کی

بقیہ 12 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

پرائیویٹ سکولز سپریم کونسل کا سکول کھولنے کے حکومتی فیصلے کا خیر مقدم

اسلام آباد (این این آئی) پرائیویٹ سکولز سپریم کونسل نے سکول کھولنے کے حکومتی فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا

بقیہ 14 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

بلوچستان میں کاروباری واقتصادی سرگرمیوں میں اضافہ ہو رہا ہے، فرمان زرکون

بلوچستان کے طول وعرض میں بے شمار پوشیدہ وسائل موجود ہیں اسکے علاوہ جغرافیائی طور پر بھی بلوچستان کی ایک اہمیت ہے

گوادر پورٹ اور سی پیک کے باعث اس خطے کی اہمیت میں اضافہ ہو گیا ہے جبکہ حکومت کی جانب سے یہاں سرمایہ کاری اور کاروبار کیلئے بے شمار مراعات اور سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں

کوئٹہ (خ ن) بلوچستان سرمایہ کاری بورڈ کے چیف ایگزیکٹو فرمان زرکون نے کہا ہے کہ بلوچستان میں کاروباری واقتصادی سرگرمیوں میں اضافہ ہو رہا ہے، بڑی تعداد میں ملکی وغیر ملکی سرمایہ کار یہاں سرمایہ کاری کرنے کیلئے تیار ہیں، اسلام آباد میں تاجروں کے ایک وفد سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے طول و عرض میں بے شمار پوشیدہ وسائل موجود ہیں اسکے علاوہ جغرافیائی طور پر بھی بلوچستان کی ایک اہمیت ہے، گوادر

بقیہ 15 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اشتعال آمیز تقاریر، پی ٹی ایم کے مرکزی رہنما ڈاکٹر سید عالم محسود گرفتار

پشاور (این این آئی) خیبر پختونخوا پولیس نے پشتون تحفظ موومنٹ (پی ٹی ایم) کے مرکزی رہنما ڈاکٹر سید عالم محسود

بقیہ 19 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

نیب حراست میں لوگ مر رہے ہیں، نیب کسی کے کنٹرول میں نہیں، سلیم مانڈوی والا

اسے لگام دینا ہوگی، کیا نیب افسران کا احتساب نہیں ہونا چاہیے؟ ڈپٹی چیئرمین سینیٹ کا نیب کی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو ایوان کی انسانی حقوق کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ

کیا نیب افسران خاص لوگ ہیں، کیا ان کو استثنیٰ حاصل ہے؟ نیب افسران کے اثاثے، ڈگریاں، ڈومیسائل چیک کیے جائیں، نیب افسران کی بھرتیاں کیسے ہوئیں، چیک کیا جائے

اسلام آباد (این این آئی) ڈپٹی چیئرمین سینیٹ سلیم مانڈوی والا نے قومی احتساب بیورو (نیب) کی جانب سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو ایوان کی انسانی حقوق کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ نیب کی حراست میں لوگ مر رہے ہیں، نیب کسی کے کنٹرول میں نہیں، اسے لگام دینا ہوگی، کیا نیب افسران کا احتساب نہیں ہونا چاہیے؟ کیا نیب افسران خاص لوگ ہیں، کیا ان کو استثنیٰ حاصل ہے؟ نیب افسران کے اثاثے، ڈگریاں، ڈومیسائل چیک کیے جائیں، نیب افسران کی بھرتیاں کیسے ہوئیں، چیک کیا جائے جبکہ وزیر اعظم کے معاون خصوصی شہزاد اکبر نے اپوزیشن کو جواب دیتے

بقیہ 21 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ایف بی آر کی ٹیکس پیئرز کو گوشوارے داخل کرنے اور اے ٹی ایل میں شامل ہونے کی ہدایت

اسلام آباد (این این آئی) ایف بی آر نے ٹیکس پیئرز کو گوشوارے داخل کرنے اور اے ٹی ایل میں شامل ہونے

بقیہ 20 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

حب، ایرانی ڈیزل کی بندش کیخلاف ٹرانسپورٹرز احتجاجی مظاہرہ کر رہے ہیں

مچھ واقعے سے پوری قوم شدید صدمے سے دوچار ہے، سردار یعقوب ناصر

نہتے انسانوں کو ذبح اور ہاتھ پاؤں باندھ کر فائرنگ سے قتل کرنے کی انسانی تاریخ میں مثال ملنا مشکل ہے، مرکزی رہنماء ن لیگ

حکومت کی آئینی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ دہشت گردی ہو یا پھر کوئی اور ٹارگٹ کلنگ ہو حکومت پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ کسی صورت بری الذمہ نہیں ہو سکتی

لورالائی (این این آئی) پی ڈی ایم کے رہنما و مسلم لیگ (ن) کے مرکزی سینئر نائب صدر سینیٹ کے سٹینڈنگ کمیٹی برائے بین الصوبائی رابطہ کے چیئرمین سینیٹر سردار محمد یعقوب خان ناصر نے کہا ہے کہ مچھ میں ہزارہ برادری کے گیارہ کان کنوں کو بے دردی کے ساتھ قتل کرنے کی شدید مذمت کرتا ہوں اس واقعہ سے پوری قوم شدید صدمے سے دو چار ہے نہتے انسانوں کو ذبح اور ہاتھ پاؤں باندھ کر فائرنگ سے قتل کرنے کی انسانی تاریخ میں مثال ملنا مشکل ہے یہ انسان نہیں وحشی درندے ہیں حکومت واقعہ میں ملوث درندوں کو فوری طور پر گرفتار کر کے پھانسی کے تختے پر لٹکائیں تا کہ ائندہ کوئی ایسی حرکت سے بعض رہیں۔ یہ بات انہوں نے میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ صوبائی حکومت امن وامان اور لوگوں کے جان ومال کے تحفظ کرنے میں ناکام ہو چکی ہے حکومت کا یہ کہنا کہ اسکی ذمہ دار حکومت نہیں بلکہ دہشت گرد ہیں بلکل مذاق کے مترادف ہے حکومت کی

بقیہ 22 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

وفاقی حکومت نے سینٹ سمیت پی ڈی ایم کو ہر فورم پر بھرپور جواب دینے فیصلہ کر لیا

وزیر اعظم عمران خان نے ترجمانوں کو اپوزیشن رہنماؤں کے کرپشن کیسز کو اجاگر کرنے کا ٹاسک دیدیا

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی حکومت نے سینٹ سمیت پی ڈی ایم کو ہر فورم پر بھرپور جواب دینے فیصلہ کر لیا ہے جبکہ وزیر اعظم عمران خان نے ترجمانوں کو اپوزیشن رہنماؤں کے کرپشن کیسز کو اجاگر کرنے کا ٹاسک دیتے ہوئے ایک بار پھر واضح کیا ہے کہ کوئی بھی معاشرہ

بقیہ 23 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، صوبائی وزراء نور محمد دمڑ اور مٹھا خان کاکڑ وزیر تعلیم سردار یار محمد رند سے ملاقات کر رہے ہیں، اس موقع پر سیکرٹری کالجز ہاشم غلزئی ودیگر بھی موجود ہیں

صوبے کے تمام اضلاع علاقوں میں عوام کو صحت کی بنیادی سہولیات کی فراہمی کیلئے کوشاں ہیں، شجاعت علی کھوسہ

بلوچستان میں ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے کیلئے 1500 ڈاکٹرز ایڈہاک پر بھرتی کیے جا رہے ہیں، ایڈیشنل سیکرٹری صحت

صحبت پور (این این آئی) بلوچستان کے تمام اضلاع دور دراز کے علاقوں میں عوام کو صحت کی بنیادی سہولیات کی فراہمی کیلئے کوشاں ہیں۔ بلوچستان میں ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے کیلئے 1500 ڈاکٹرز ایڈہاک پر بھرتی کیئے جا رہے ہیں۔ تمام بنیادی مراکز صحت وسول ڈسپنسریز میں

بقیہ 34 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

سینیٹ قائمہ کمیٹی داخلہ کا سیکرٹری قانون کی غیر موجودگی پر برہمی کا اظہار

اسلام آباد (این این آئی) سینیٹ قائمہ کمیٹی داخلہ نے سیکرٹری قانون کی غیر موجودگی پر برہمی کا اظہار کیا ہے۔

بقیہ 35 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

مچھ واقعہ میں ملوث عناصر انسان کہلانے کے بھی مستحق نہیں ہیں، ثوبیہ کرن کبزئی

ملک دشمن عناصر نے مچھ میں بیگناہ کانکنوں کو نشانہ بنا کر ملک میں افراتفری پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، رہنما بی این پی

کوئٹہ (این این آئی) بلوچستان عوامی پارٹی کی مرکزی رہنما و سابق صوبائی وزیر ثوبیہ کرن کبزئی نے کہا ہے کہ ملک دشمن عناصر نے مچھ کے علاقے میں بے گناہ کانکنوں کو نشانہ بنا کر ملک میں افراتفری پیدا کرنے کی کوشش کی ہے مچھ واقعہ میں ملوث عناصر انسان کہلانے کے بھی مستحق نہیں ہیں۔ یہاں جاری ہونے والے ایک بیان میں ثوبیہ کرن کبزئی نے کہا کہ مچھ کے علاقے میں ملک دشمن

بقیہ 27 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

بیلہ و گردونواح میں زلزلے کے جھٹکے محسوس کیے گئے

کوئٹہ (این این آئی) بیلہ اور گردونواح میں زلزلے کے جھٹکے محسوس کیے گئے۔ پیر کو بلوچستان کے ضلع لسبیلہ کے علاقے بیلہ اور گردونواح میں زلزلے کے جھٹکے محسوس کیے گئے

بقیہ 25 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

سپریم کورٹ کا سینیٹ انتخابات سے متعلق ریفرنس پر چیئرمین سینیٹ، اسپیکر اسمبلیز، الیکشن کمیشن کو نوٹس

چاروں صوبائی حکومتوں اور الیکشن کمیشن کو نوٹس جاری کر رہے ہیں، چاروں ایڈووکیٹ جنرلز اور الیکشن کمیشن کے جواب کا جائزہ لیں گے، چیف جسٹس

اسلام آباد (این این آئی) سپریم کورٹ آف پاکستان نے سینیٹ انتخابات کرانے سے متعلق صدارتی ریفرنس کے معاملے پر پہلی سماعت کے بعد چیئرمین سینیٹ، اسپیکر قومی وصوبائی اسمبلیز، الیکشن کمیشن، وفاقی وصوبائی ایڈووکیٹ جنرلز کو نوٹس جاری کر دیئے۔ پیر کو چیف جسٹس گلزار احمد کی

بقیہ 24 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ہائیکورٹ نے ریپ کی تصدیق کیلئے ٹو فنگر میڈیکل ٹیسٹ کو غیر قانونی قرار دیدیا

اینٹی ریپ آرڈیننس 2020 بھی شیڈول میں جرائم سے متاثرہ خواتین کا ٹو فنگر میڈیکل ٹیسٹ روکتا ہے

لاہور (این این آئی) لاہور ہائیکورٹ نے جنسی تشدد، ریپ اور بدفعلی کی تصدیق کے لئے ٹو فنگر میڈیکل ٹیسٹ کی شرط غیر آئینی قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ٹو فنگر میڈیکل ٹیسٹ کا اقدام آئین کے آرٹیکل 9، 14 اور 25 سے متصادم ہے جبکہ حکومت کی ٹو فنگر میڈیکل ٹیسٹ

بقیہ 32 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

پروین رحمٰن قتل مقدمہ، سپریم کورٹ نے ٹرائل کورٹ کو جلد فیصلے کا حکم دیتے ہوئے کیس نمٹا دیا

اسلام آباد (این این آئی) سپریم کورٹ نے سماجی کارکن پروین رحمان قتل مقدمہ میں ٹرائل کورٹ کو جلد فیصلے کا حکم

بقیہ 33 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

شیریں مزاری کی مقبوضہ کشمیر میں بھارتی جارحیت اور مظالم کی شدید الفاظ میں مذمت

مودی سرکار مسلسل انسانی حقوق اور عالمی انسانی قوانین کی خلاف ورزیوں کی مرتکب ہو رہی ہے

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر انسانی حقوق ڈاکٹر شیریں مزاری نے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی جارحیت اور مظالم کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مودی سرکار مسلسل انسانی حقوق اور عالمی انسانی قوانین کی خلاف ورزیوں کی مرتکب ہو رہی ہے، آسیہ اندرابی سمیت کشمیری آسیروں کو بھارت کی مختلف جیلوں خصوصاً بدنام زمانہ تہاڑ جیل میں قید کر کے عالمی قانون کی کئی بار دھجیاں

بقیہ 28 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد میں امریکی سفارتخانہ محدود ویزا خدمات کی فراہمی جاری رکھے گا

اسلام آباد (این این آئی) اسلام آباد میں امریکی سفارتخانہ محدود ویزا خدمات کی فراہمی جاری رکھے گا۔ ترجمان امریکی سفارتخانہ کے مطابق ہم ابھی تک تمام

بقیہ 26 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

بلوچستان ہم سب کا مشترکہ گھر ہے، اسد بلوچ

بلوچستان کے پرامن ماحول اور حالات کو برقرار رکھنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے، صوبائی وزیر

مچھ کے مقام پر ہزارہ برادری سے تعلق رکھنے والے مزدور نوجوانوں پر وحشیانہ عمل کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں

کوئٹہ (این این آئی) بلوچستان نیشنل پارٹی (عوامی) کے مرکزی سیکرٹری جنرل صوبائی وزیر وجیہہ میر اسد اللہ بلوچ نے کہا ہے کہ بلوچستان کے پرامن ماحول اور حالات کو خراب کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دیں سکتے، مچھ کے مقام پر ہزارہ برادری سے تعلق رکھنے والے مزدور نوجوانوں پر وحشیانہ عمل کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں، ایسے اقدامات دراصل بلوچستان کے پرامن حالات کو خراب کرنے کی ناکام کوششوں کا حصہ ہے جیسے کسی

بقیہ 29 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، گورنر بلوچستان امان اللہ خان یٰسین زئی کو پیر امتیاز حیدر اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے قرآن مجید کا نسخہ سے متعلق تفصیلات بتا رہے ہیں۔

بلوچستان میں کوئی سویلین حکومت ہے، ٹارگٹ کلنگ بند کرائی جائے، اراکین سینیٹ

اسلام آباد میں امن وامان کی صورتحال اور طالب علم کے قتل پر سینیٹ رپورٹ طلب کرے، شیری رحمٰن، سینیٹر میر کبیر، سینیٹر جاوید عباسی، مولانا عبدالغفور حیدری

حکومت اور ریاستی ادارے دہشتگردوں کے مقابلہ کے لیے پرعزم ہے (وسیم شہزاد) اسامہ ستی کے قتل کی عدالتی تحقیقات کا حکم دیدیا گیا (بابر اعوان)

اسلام آباد (این این آئی) سینیٹ میں اپوزیشن اراکین نے مچھ میں گیارہ افراد اور اسلام آباد میں اسامہ ستی کے قتل کے واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ بلوچستان میں کوئی سویلین حکومت ہے نہ کوئی سویلین اتھارٹی، ہزارہ کمیونٹی کو تحفظ فراہم کیا جائے اور ٹارگٹ کلنگ بند کرائی

بقیہ 31 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

نیر بخاری نے اسامہ قتل کیس میں قانونی امداد کیلئے بخاری لاء چیمبر کی خدمات فراہمی کا اعلان کر دیا

پیپلز پارٹی ملزمان کو سزا دلوانے کیلئے قانونی اخلاقی امداد فراہم کریگی، ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے، نیئر بخاری

اسلام آباد (این این آئی) سیکرٹری جنرل پیپلز پارٹی سید نیر حسین بخاری نے اسامہ قتل کیس میں قانونی امداد کیلئے بخاری لاء چیمبر کی خدمات فراہمی کا اعلان کر دیا۔ پیر کو نیئر

بقیہ 30 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ 1

بنایا شہید بھٹو نے پاکستان کے اداروں کو مضبوط کیا اور اقلیتوں کو انکے حقوق دیئے۔انہوں نے کہا کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے عوامی لیڈر تھے شہید بھٹو نے طاقت کا سرچشمہ عوام کو بنایا اور عوام کو ووٹ کی طاقت دی۔انہوں نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو نے کسانوں اور

بقیہ 9

رپورٹ نہیں آجاتی تب تک التوا دیا جائے۔جسٹس عمر عطاء بندیال نے کہا کہ ملزم کتنے عرصے سے جیل میں ہے۔معاون وکیل نے کہا کہ احد چیمہ دو سال نو ماہ سے جیل میں ہے۔جسٹس عمر عطاء بندیال نے کہا کہ ہم اس کیس کا ریکارڈ دیکھنا چاہتے ہیں، دیکھنا ہے کن مقدمات

ریگولیشن اور کوآرڈینیشن نے برطانیہ سے آ... تمام مسافروں کی جانچ پڑتال اور سارس-کو... لازمی قرار دیا تھا۔یہ بات بھی قابل ذکر ہے... میں رپورٹ ہونے والے اس وائرس کی ا... دیگر ممالک میں بھی تشخیص ہو چکی ہے، ا... امراض اور کلینیکل نتائج سے پتا چلتا ہے کہ...

بقیہ 32

پوائنٹ سنگر شیرانی انچارج انسپکٹر سلیم مری، انسپکٹر محمد نعیم ،کانسٹیبل سید نقیب اللہ شاہ، کانسٹیبل صادق خان نے

افسوس و فاتحہ خوانی کی۔سینیٹ قائمہ کمیٹی داخلہ نے سینیٹر کلثوم پروین کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور ایک قرارداد پاس کیا، قرارداد میں سینیٹر کلثوم پروین کی خدمات

NOTICE INVITING TENDER

The Deputy Director, Agriculture (On Farm Water Management) KILLA ABDULLAH, invites sealed Tender/Bid on 18th January, 2021, for execution of various development schemes under the under the project NATIONAL PROGRAMME FOR IMPORVEMENT OF WATER COURSE PHASE-II (BALOCHISTAN COMPONENT) PSDP No. 40[Z2019.1957] on cost sharing basis i.e. Government Share 75% & Farmer/Beneficiary Share 25% as per policy, from interested contractors/firm with the Bid Security @ 2% of estimated cost/offered rate in shape of Call Deposit (Refundable). The non-refundable Tender Form Fee Rs.2000/-to be deposited in any National Bank of Pakistan Branch situated in Balochistan Province through Green Bank Challan in a head of account (C03136) (verified by the District Accounts Officer). Bid Security (2%) ***TSE NO. TS180363E***

S#	Name of Work/s	E/ Cost
	National Program for Improvement of Water Courses & Water Storage Tanks 2020-21 Phase-II (Balochistan Component)	
1	Construction / Lining of Water Courses in Barani Areas [02 No.]	3.097
2	Construction of Water Storage Tanks Brick Masonry 60'x60'x4.50 [10 Nos]	15.940
3	Construction of Water Storage Tanks Brick Masonry 50'x50'x4.50 [12 Nos]	14.883
4	Construction of Water Storage Tanks Brick Masonry 40'x40'x4.50 [11 Nos]	10.224
5	Construction of Water Storage Tanks Brick Masonry 30'x30'x4.50 [1 Nos]	0.710

Procurements shall be made under BPP Rules 2014.***Eligibility of Bidders:***a. Registration with Pakistan Engineering Council 2020 in relevant category i.e. C-5 or above in relevant discipline.b.Registration with relevant taxation departments FBR, NTN & BRA (where applicable).c.The Contractors/Firms should be on Active Taxpayers List (ATL) of FBR/BRA. d.The bidder must have completed at least 03 relevant projects in the past 03 years.e.Turnover of last 3 years showing financial capacity of the firm with average annual turnover of Rs. 50.00 Million or above.f. The Contractor/Firm must submit the latest Bank credit line certificate / Bank Statement and audit Balance sheet of Last three years and proof of their Tax Returns (Whether they are Filer or Non-Filer) are eligible to provide services to Government department.g.Affidavit confirming that: (a) applicant firm(s)/joint venture(s) have never been blacklisted by any government department and/or by any government owned company/ foundation/ authority (If ever black listed, then provide the case history and current status of the firm regarding this decision) and nor in any litigation; and (b) all the information provided by the applicant firm/joint venture are correct. History of litigation (if any) in courts or any arbitration proceedings shall also be provided.h.The firm should have experience in relevant Specialty Codes CE04, CE09 & CE10, for execution of such projects as well as financially stable enough to execute project.***Method of Procurement:*** Single Stage-Two Envelope Procedure.***Bid Security:*** The bids must accompany Bid Security (2%) in the form of Call Deposit or Bank Guarantee (Bank's certificate is mandatory) of amount specified above in the name of the under-signed from a scheduled bank.***Tender Documents:*** The bidding documents can be downloaded from BPPRA website. ***Bid Validity Period:*** 90 days.***Issuance of tender Documents:*** From the date of publication, during office hours of any working day.***Last Date of bid submission:*** The Tenders should be submitted on ***18-01-2021*** till 12:00 PM Sharp at the office of the undersigned.***Tender opening:*** The Technical Proposals will be opened on same day at the office of the under-signed at 01:00 PM.***Stamp Duty:*** The successful bidder must submit the Stamp Duty in shape of Judicial Stamp Paper or Special Adhesive Stamps @ 0.25% of total tender cost. ***Address:*** Office the Deputy Director Agriculture On Farm Water Management, Killa Abdullah, at Chaman***Note:-***The Tender Opening Committee/Bid Evaluation Committee reserves the right (Delegated by the BPPRA Rules 2014) that either accept or reject any or all the offers/quotations prior to the acceptance of a bid. Contact No.+92 300-3801319

Deputy Director Agriculture
On Farm Water Management
Killa Abdullah

PRQ No.1690/04.01.2021

www.dpr.gob.pk. @dpr_gob dpr.gob @dgpr.balochistan

NOTICE INVITING TENDER

The Executive Engineer Maintenance Division-I, Quetta invites sealed percentage tender based on Composite Schedule of rates 2018,G.O.B.amended up-to date from interested contractors /firms for the work Listed below; Earnest Money 2%-,Tender fee Rs.1000 And Completion 06 Months for the work

S.#	Name of Work	E/Cost
1	REPAIR AND RENOVATION OF GOVERNOR HOUSE QUETTA.***TSE180309.***	5.000 (M)

The Procurement Shall be carried out in accordance with Baluchistan Public Procurement Regulatory Authority Rules, 2014. ***BASIC ELIGIBILITY;***T he Contractor must have valid registration with Pakistan Engineering Council in relevant Category C-6 or above in relevant discipline and registration with tax authorities i.e. (NTN and sales Tax Department), where applicable.Relevant Work Experience (any relevant work completed in last three year).Turn-over of Last Three Year.***METHOD OF PROCUREMENT;*** Single Stages-One envelope Building Procedure.***BIDDING/TENDER DOCUMENTS;Issuance;*** The Consultants/firms having registered with PEC in aforementioned category in relevant discipline can obtain the bidding documents from the address mentioned below on production of green challan form for an amount of Rs.1000 (Non Refundable) deposit in the head of account C-02716 through Government Treasury / National Bank of Pakistan or can be downloaded from website of BPPRA. From the date of publication of this invitation in newspapers till one day prior to the last date of Submission. The contractors/firms who obtain bidding documents by downloading them from BPPRA website will also be required to produce deposited green Challan from of above mentioned fee. The documents if required by mail will be promptly dispatched by registered mail for witch cost of mail will be borne by the applicant, however, under no circumstances the Procuring Agency will be held responsible for late delivery or loss of the documents so mailed. Earnest Money as mentioned above should be submitted in the form of bank guarantee or Deposit at call from a Scheduled Bank. ***Dead Line of Submission***; The Bidding Documents duly filled and attached with copies of supporting documents must be delivered in sealed envelopes by hand or through registered mail to the address mentioned below on or before ***25 January , 2021*** at 11:00 Hrs.Opening; The tender document will be opened on ***25 January , 2021.***at 12:00 Hrs, Procurement.Committee in the presence of contractors or their authorized representatives/agents.***Bid validity;*** Ninety (90) Days.***Place of issuance and submission will be:***Address;Office Address, Maintenance Division-I, Quetta. Telephone No ; 9202438, E- Mail Address ; QA4541@bppra.org.pk.***Terms and Conditions;*** are mentioned (Incorporated) in detail in bidding document.

Executive Engineer
Maintenance Division-I,Quetta

PRQ No.1705/04.01.2021

www.dpr.gob.pk. @dpr_gob dpr.gob @dgpr.balochistan

روزنامہ امروز کوئٹہ

روزنامہ امروز کوئٹہ بروز منگل 05 جنوری 2021ء

اسرائیل عراق پر حملہ کر کے امریکا ایران کو لڑانا چاہتا ہے، ایرانی وزیر خارجہ

ہمیں عراق سے معلوم ہوا ہے کہ امریکا ایران کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہا ہے، اسرائیل نے عراق میں امریکی افواج پر حملوں کی منصوبہ بندی کر کے جنگ کو بھڑکانے کی کوششیں شروع کر رکھی ہیں، بیان

مبینہ اسرائیلی منصوبے سے صدر ٹرمپ کو جنگ پر اکسانے کی کوشش کی جا رہی ہے، اس سے قبل ایران نے الزام عاید کیا تھا کہ امریکی صدر ٹرمپ عراق میں ایران کے خلاف جنگ کے بہانے اور جواز تلاش کر رہا ہے

تہران (این این آئی) ایرانی وزیر خارجہ محمد جواد ظریف نے ٹویٹ میں کہا ہے کہ اسرائیل عراق میں امریکی افواج پر حملوں کی منصوبہ بندی کے تحت امریکا اور ایران کو آپس میں لڑانا چاہتا ہے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق ... پوسٹ کردہ ایک ... جواد ظریف نے ... مبینہ اسرائیلی منصوبے سے صدر ٹرمپ کو جنگ پر اکسانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سے قبل ایران نے الزام عاید کیا تھا کہ امریکی صدر ٹرمپ عراق میں ایران کے خلاف جنگ کے بہانے اور جواز تلاش کر رہا ہے

بقیہ 1 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

لسبیلہ، ڈائریکٹر جنرل زرعی انجینئرنگ اوتھل ورکشاپ کے مختلف حصوں کا معائنہ کر رہے ہیں

عرب لیگ کے سابق سیکرٹری جنرل عمرو موسیٰ کورونا کا شکار، اسپتال منتقل

موسیٰ کا اپنے تمام دوستوں اور ہر خیریت دریافت کرنے والوں کا شکریہ، دفتر سے جاری بیان میں دعاؤں کی درخواست

ڈاکٹروں نے انہیں اسپتال میں داخل ہونے کا مشورہ دیا تاکہ وہ مکمل طبی نگرانی میں رہیں

قاہرہ (این این آئی) عرب لیگ کے سابق سیکرٹری جنرل عمرو موسیٰ کے کورونا کا شکار ہونے کی تصدیق ہوئی ہے۔ وہ ڈاکٹروں کی نگرانی میں ہیں اور قرنطینہ میں موجود ہیں۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق دفتر سے جاری بیان میں دعاؤں کی درخواست کی گئی ہے ... انہوں نے مزید کہا کہ ان کی صحت بہتر ہے۔

بقیہ 2 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

کراچی، سپریم کورٹ کے احکامات پر عملدرآمد کرتے ہوئے تجاوزات کیخلاف آپریشن کے دوران پولیس اہلکار موجود ہیں

طالبان حملے روکنے پر آمادہ نہیں، افغان حکومت

طالبان کی اکثریت سمجھتی ہے لڑائی سے اقتدار حاصل کیا جا سکتا ہے، جو کہ ایک خطرناک ذہنیت ہے، مذاکرات کار رکن حافظ منصور

یہ عبوری حکومت دراصل حکومت کی موجودہ شکل سے ایک نئی ہیئت میں تبدیلی کو ممکن بنائے گی جس پر طالبان اور افغان حکومت کے درمیان اتفاق رائے ہوگا

کابل (این این آئی) طالبان کے ساتھ مذاکرات کرنے والے افغان حکومتی وفد میں شامل ایک رکن نے کہا ہے طالبان کی اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ لڑائی کے ذریعے اقتدار حاصل کیا جا سکتا ہے، جو ایک خطرناک ذہنیت ہے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے سے بات چیت کرتے ہوئے طالبان کے ساتھ مذاکرات کرنے والے افغان حکومتی وفد کے ایک رکن حافظ منصور نے کہا کہ طالبان ابھی تک جنگ بندی پر تیار نہیں ہیں۔ حافظ منصور کے مطابق طالبان فورسز کی اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ لڑائی کے ذریعے اقتدار حاصل کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے افغان حکومت کو اس حوالے سے خبردار کرتے ہوئے اسے ایک خطرناک ذہنیت قرار دیا۔ حافظ منصور نے کہا کہ بعض ایسے ممالک جو گزشتہ دو دہائیوں میں افغانستان کی مدد کرتے رہے ہیں وہ ایک عبوری حکومت کے قیام کے لیے مدد

بقیہ 7 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

منظم صیہونی قاتل گینگ کے قاتلانہ حملے، چار فلسطینی شدید زخمی

مقبوضہ بیت المقدس (این این آئی) قابض صیہونی ریاست کی سرپرستی میں سنہ 1948ء کے مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں منظم قاتل صیہونی گینگ کی دہشت گردی جاری ہے ...

بقیہ 3 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

دنیا میں کورونا وائرس کے کیسز ساڑھے آٹھ کروڑ، 18 لاکھ 44 ہزار سے زائد ہلاکتیں

دنیا بھر میں 2 کروڑ 30 لاکھ 33 ہزار 441 مریض اسپتالوں، قرنطینہ مراکز میں زیر علاج اور گھروں میں آئسولیشن میں ہیں، رپورٹ

نیویارک (این این آئی) دنیا بھر میں کورونا وائرس سے متاثرہ افراد کی تعداد 8 کروڑ 50 لاکھ 27 ہزار 813 تک جا پہنچی ہے جبکہ اس موذی وائرس سے 18 لاکھ 44 ہزار 685 افراد ہلاک ہو چکے ہیں ... دنیا بھر میں 2 کروڑ 30 لاکھ 33 ہزار 441 مریض اسپتالوں، قرنطینہ مراکز میں زیر علاج اور گھروں میں آئسولیشن میں ہیں ...

بقیہ 4 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

سال 2020 میں غزہ سے اسرائیلی فوج نے 76 فلسطینی گرفتار کر لیے

غزہ (این این آئی) فلسطینی محکمہ امور اسیران ... سال 2020 ... 76 فلسطینیوں ...

بقیہ 6 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

بھارت، متنازع زرعی قوانین کے خلاف احتجاج میں ایک اور کسان کی خودکشی

باپو کے نام سے مشہور کسان کا نام کشمیر سنگھ تھا وہ اتر پردیش کے ضلع رام پور کا رہائشی تھا، بھارتی میڈیا

نئی دہلی (این این آئی) بھارت میں حکومت کی جانب سے ... متنازع زرعی قوانین کے خلاف احتجاج ...

بقیہ 5 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

الحشد ملیشیا کی بغداد ہوائی اڈے کے قریب عمارتوں پر دھاوے، توڑ پھوڑ

سلیمانی کے قتل کی پہلی برسی کے موقعے پر بغداد میں تمام سفارت خانوں کی سیکیورٹی مزید سخت کردی، عراقی ذرائع

ایرانی کمانڈر قاسم سلیمانی کے قتل کی پہلی برسی کے موقعے پر بغداد میں تمام سفارت خانوں کی سیکیورٹی مزید سخت کردی گئی ہے

بغداد (این این آئی) الحشد ملیشیا کے ارکان نے بغداد کے بین الاقوامی ہوائی اڈے کے قریب موجود عمارتوں پر دھاوا بولا اور اندر گھس کر توڑ پھوڑ کی۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق عراق کے سیکیورٹی ذرائع نے بتایا کہ بغداد میں ایرانی پاسداران انقلاب کے کمانڈر قاسم سلیمانی کی برسی کے موقع پر سیکیورٹی کے سخت ترین انتظامات کیے گئے ہیں۔ تمام سیکیورٹی اداروں اور انٹیلی جنس اداروں کو الرٹ کر دیا گیا ہے۔ جائنٹ سیکیورٹی کنٹرول روم کی طرف سے

بقیہ 8 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

دنیا بھر میں فضائی حادثات میں 50 فیصد کمی کے باوجود ہلاکتوں میں اضافہ

2020 میں 40 حادثات سے 299 افراد ہلاک، 2019 میں 86 واقعات میں 257 ہلاکتیں ہوئیں، رپورٹ

واشنگٹن (این این آئی) دنیا بھر میں فضائی حادثات کی تعداد میں 50 فیصد سے زائد کی کمی کے باوجود گزشتہ برس بڑے کمرشل طیاروں کو پیش آنے والے مہلک حادثات میں مرنے والوں کی تعداد 299 رہی۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق ڈنمارک کی ایک ایوی ایشن کنسلٹنگ فرم ٹو 70 نے کہا کہ سال 2020 کے دوران بڑے کمرشل مسافر طیاروں کے 40 حادثات ہوئے جن کے نتیجے میں 299 افراد ہلاک ہوئے۔ دوسری جانب سال 2019 میں 86 فضائی حادثات ہوئے جو

بقیہ 11 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

امریکی ریاست جارجیا میں سنیک ہیڈ مچھلی پکڑ کر فوری مارنے کی ہدایت جاری

خطرناک مچھلی اپنے سامنے آنے والی کسی بھی چیز کو کھا لیتی، جس میں مچھلیاں، مینڈک اور کیکڑے شامل ہیں، حکام

جارجیا (این این آئی) امریکی ریاست جارجیا کے محکمہ قدرتی وسائل نے ہدایت جاری کی ہیں کہ اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ نے ناردرن سنیک ہیڈ مچھلی پکڑ لی ہے تو اسے چھوڑیں نہیں، بلکہ مار ڈالیں اور ڈبل تھیلی میں اسے فریز کر دیں۔ امریکی میڈیا کے مطابق امریکی ریاست جارجیا اس خونخوار شکاری مچھلی کے لیے الرٹ جاری کرنے والی ملک کی پندرھویں ریاست بن گئی۔ یہ مچھلی چین، روس اور کوریا کی مقامی مچھلی ہے اور اپنی جسامت میں ڈھائی فٹ تک پہنچ سکتی ہے۔ اور یہ ایسی نہ مٹنے والی بھوک رکھتی ہے کہ اپنے سامنے آنے والی کسی بھی چیز کو کھا لیتی ہے، جس میں مچھلیاں، مینڈک اور کیکڑے شامل ہیں۔ اس مچھلی میں

بقیہ 10 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

قاسم سلیمانی کی پہلی برسی، ایران نے اسرائیل کو خبردار کر دیا

تہران (آن لائن) ایرانی پاسداران انقلاب کے کمانڈر جنرل قاسم سلیمانی کی پہلی برسی کے موقع پر ایران نے اسرائیل کو خبردار کر دیا ہے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کی رپورٹ کے مطابق ایرانی کمانڈر کی برسی کے موقع پر

بقیہ 9 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، بلوچستان کسٹم انٹیلی جنس اور ایف سی بلوچستان کی مشترکہ چھاپوں کے دوران پکڑے جانیوالے چھالیہ، کپڑا، ٹائر اور دیگر اشیاء

سائبیریا میں 50 ہزار سال پرانے نایاب برفانی گینڈے کی محفوظ لاش برآمد

گینڈے کی مرتے وقت عمر تین سے چار سال ہوگی اور وہ ڈوبنے کی وجہ سے ہلاک ہوا، محققین

ماسکو (این این آئی) سائنس دانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ مشرقی سائبیریا میں مقامی لوگوں کو 20 سے 50 ہزار سال پرانے برفانی گینڈے کی لاش ملی ہے جو مکمل طور پر محفوظ ہے۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق سائبیریا کے شمال مشرقی علاقے میں برف کا میدان موسمی تغیرات کے نتیجے میں پگھل گیا اور اس میں سے اون سے ڈھکے ایک برفانی گینڈے کی لاش نمودار ہوئی۔ حیران کن طور پر اس برفانی گینڈے کے بیشتر اندرونی اعضاء بھی محفوظ ہیں۔ اپنی محفوظ ترین حالت میں ہونے کی وجہ سے اس گینڈے کو خطے سے ملنے والی کسی جانور کی سب سے محفوظ ترین لاش قرار دیا جا رہا ہے۔ برفانی گینڈے کی باقیات کو

بقیہ 16 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

افغانستان میں بھارت کی غیر اخلاقی سرگرمیاں عروج پر

کابل (آن لائن) افغانستان میں بھارتیوں کے ہاتھوں بچوں سے جنسی زیادتی، ویڈیوز بنانے کا ایک اور واقعہ منظر عام پر آ گیا ہے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق افغان دارالحکومت کابل میں کم سن بچی سے جنسی زیادتی کا گھناؤنے فعل میں بھارتی گروہ ملوث نکلا۔ افغان پولیس نے بھارتی سیاح دیپ ڈیپائے کی کابل میں 15 سالہ افغان لڑکی سے جنسی زیادتی کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا

بقیہ 15 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

بیوی کے تشدد سے پریشان اپنی موت کا ڈرامہ رچانے والا بھارتی شوہر گرفتار

بیوی مار پیٹ اور ہر وقت گالیاں دیتی، برا بھلا کہتی تھی اس لیے ڈرامہ رچایا، پولیس نے وارننگ دیکر چھوڑ دیا

پٹنہ (این این آئی) بھارتی ریاست بہار میں بیوی کے تشدد اور گالیوں سے پریشان ہو کر اپنی موت کا ڈرامہ رچانے والے شوہر کو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ بھارتی میڈیا کے مطابق سال نو کے موقع پر 37 سالہ پردیپ کمار لاپتہ ہو گیا تھا جب کہ اس کے بستر اور کمرے کے فرش پر خون کے دھبے کے نشانات تھے جس پر اہلیہ 33 سالہ کماری پرتیبھ نے پولیس میں گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی تھی۔ پولیس کو تحقیقات کے دوران گھر سے آدھا کلومیٹر کے فاصلے پر خون کے داغوں والی خالی بوتل ملی جو کہ پردیپ کے بستر پر لگے خون کے دھبوں جیسی ہی تھے اس بوتل کی مدد سے پولیس نے پڑوسی ضلع غازی پور سے

بقیہ 14 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

سال 2020 کے دوران اسرائیلی دہشت گردی میں 48 فلسطینی شہید

رام اللہ (این این آئی) فلسطین میں اسیران اور شہدا فورم نے کہا ہے کہ سال 2020 کے دوران اسرائیلی ریاستی دہشت گردی کے نتیجے میں 48 فلسطینی شہید ہوئے۔ شہدا میں دو خواتین اور 8 بچے شامل ہیں۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق فلسطینی شہدا و اسیران فورم کے سیکرٹری جنرل محمد

بقیہ 13 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

نئے سال کے موقع پر واٹس ایپ پر 1.4 ارب وائس اور ویڈیو کالز کا نیا ریکارڈ

واٹس ایپ پر پہلی بار ایک دن میں اتنی زیادہ تعداد میں ویڈیو اور وائس کالز کی گئیں، فیس بک کے اعداد و شمار

نیویارک (این این آئی) معروف سوشل میڈیا پلیٹ فارم فیس بک کی زیر ملکیت کمپنی واٹس ایپ نے نئے سال کے موقع پر ایک دن میں سب سے زیادہ کالز کا نیا ریکارڈ بنا لیا۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق فیس بک کی جانب سے جاری اعداد و شمار کے مطابق نئے سال کے موقع پر واٹس ایپ پر دنیا بھر سے 1.4 بلین ویڈیو اور وائس کالز کی گئیں۔ فیس بک کے مطابق واٹس ایپ پر پہلی بار ایک دن میں اتنی زیادہ تعداد میں ویڈیو اور وائس کالز کی گئیں۔ کمپنی کے مطابق اگر ان اعداد و شمار کا پچھلے سال کے مقابلے میں کی جانے والی کالز کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو اس میں 50 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ دوسری جانب

بقیہ 12 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

پہلا آل دیہات مرحوم ماما عبداللہ ٹیپ بال کرکٹ ٹورنامنٹ میں ونر اور رنر ٹیموں میں انعامات تقسیم کیے جا رہے ہیں

سعودی عرب میں کرونا کی وجہ سے لگائی گئی سفری پابندی ختم، پروازیں بحال

ناگزیر حالات اور انسانی بنیادوں پر آنیوالوں کو 14 دن تک قرنطینہ میں رہنا ہوگا، سعودی وزارت داخلہ

اس مدت کی میعاد ختم ہونے کے بعد مسافروں کو 'پی سی آر' کا ٹیسٹ کرانا ہوگا تاکہ مسافر کے کویڈ 19 کی نئی شکل سے متاثر نہ ہونے کی یقین دہانی کرائی جا سکے

ریاض (این این آئی) سعودی عرب میں کویڈ 19 کی ایک نئی شکل سامنے آنے کے بعد بیرون ملک آمد و رفت پر عارضی پابندی ختم کرتے ہوئے احتیاطی تدابیر سے اتوار سے فضائی سروس بحال کر دی گئی ہے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق سعودی عرب کی وزارت داخلہ کے ایک ذریعے نے بتایا کہ اتوار کو دن 11 بجے سے تمام بین الاقوامی پروازیں بحال کر دی گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سمندری اور بری راستوں سے بھی آمد و رفت کو بحال کر دیا گیا۔ سعودی وزارت داخلہ کے ایک سرکاری ذریعے نے بتایا کہ مملکت کی حکومت نے متعدد ممالک میں کرونا وائرس کے پھیلاؤ سے متعلق احتیاطی تدابیر کے تحت دو ہفتوں کے لیے مملکت میں آمد و رفت بند کر دی گئی تھی۔ یہ پابندی کرونا کی ایک نئی شکل کے سامنے آنے کے بعد 20 دسمبر 2020 کو ایک ہفتے کے لیے لگائی گئی تھی تاہم اسے مزید

بقیہ 17 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، گورنر بلوچستان امان اللہ خان یٰسین زئی سے آل پاکستان انجمن تاجران کے چیئرمین خواجہ محمد شفیق کی قیادت میں تاجر برادری کا وفد ملاقات کر رہا ہے

امریکا میں کورونا کی نئی ویکسین کی منظوری کی تیاریاں

نوواویکس کی کورونا ویکسین کا موڈ آف ایکشن فائزر اور موڈرنا کی ویکسین سے مختلف ہے، ڈاکٹر انتھونی فاؤچی

واشنگٹن (این این آئی) امریکا میں فائزر اور موڈرنا کے بعد نوواویکس کی کورونا ویکسین کی منظوری کا امکان ہے جس کے بعد دنیا بھر منظور ہونے والی کورونا ویکسین کی تعداد 5 ہو جائے گی۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق امریکا میں دسمبر کے اختتام تک کورونا ویکسین لگانے کے ہدف کو مکمل نہ کر پانے کے باعث اب فائزر اور موڈرنا کی ویکسین کے بعد نوواویکس کی کورونا ویکسین کی منظوری بھی دیدی گئی ہے۔ اس حوالے سے امریکی ماہر وبائی امراض ڈاکٹر انتھونی فاؤچی کا کہنا تھا کہ ملک بھر میں 85 فیصد آبادی کو ویکسین لگانا ضروری ہے اور اس کے لیے صرف 2 کمپنیاں مطلوبہ تعداد فراہم نہیں کر سکتیں اس لیے دیگر کمپنیوں کو بھی موقع دینا ہوگا۔ فائزر اور موڈرنا کی کورونا ویکسین جدید آر این اے طریقہ کار سے بنی ہیں اور فائزر کی ویکسین کو منفی 70 سینٹی گریڈ پر رکھنا ہوتا ہے اس کے برعکس نوواویکسن کورونا وائرس کے اسپائیک پروٹین (جو

بقیہ 25 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

زیادتی کا شکار امریکی خاتون کا ملزم کی ضمانت پر بھارتی قونصلیٹ کے باہر احتجاج

سان فرانسسکو (آن لائن) بھارت میں زیادتی کا نشانہ بننے والی امریکی خاتون نے ملزم راجیو پنور کو ضمانت ملنے پر بھارتی قونصلیٹ کے سامنے شدید احتجاج کیا ہے قونصلیٹ کے باہر ویڈیو بنا کر بھارت کا اصل چہرہ دنیا کو دکھا دیا۔ تفصیلات کے مطابق امریکی خاتون کو 2013 میں بھارت میں دہلی کے سابق میئر کے بھتیجے نے زیادتی کا نشانہ بنایا گیا تاہم بھارت میں ملزم راجیو پنور کو عدالت کی جانب سے ضمانت ملنے پر امریکی خاتون

بقیہ 26 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

غزہ اور لبنان کو میزائل ہم نے دیئے ہیں، ایرانی پاسداران انقلاب

اگر ہماری سرخ لکیروں کو عبور کیا گیا تو ہمارا ردعمل حیران کن ہوگا، فضائیہ کمانڈر امیر علی حاجی زادہ

تہران (این این آئی) ایرانی پاسداران انقلاب کی فضائیہ کے کمانڈر امیر علی حاجی زادہ نے کہا ہے کہ فلسطین کے علاقے غزہ کی پٹی میں فلسطینی مزاحمت کاروں اور لبنان میں موجود تمام میزائل اور راکٹ ہماری مدد سے بنائے گئے ہیں۔ غزہ اور لبنان اسرائیل کے خلاف ہمارے مورچے ہیں۔ حاجی زادہ نے ایرانی میڈیا کو انٹرویو میں کہا کہ ہماری میزائل صلاحیتوں کے بارے میں بات چیت ایک سرخ لکیر ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ کوئی بھی ہمیں اپنے میزائلوں کی رینج 2000 کلومیٹر تک بڑھانے سے روک نہیں سکتا۔ انہوں نے نے وائٹ ہاس میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی انتظامیہ کے باقی دنوں کے دوران تصادم کے امکان کے بارے میں کہا کہ اس طرح کی باتیں صرف پریس کا تجزیہ ہیں لیکن ان میں

بقیہ 19 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

اسرائیل سے دوستی خیانت، فلسطینیوں کی طرف پیٹھ نہیں پھیر سکتے، ترک رہنما

انقرہ (این این آئی) فلسطین ترک پارلیمانی دوستی گروپ کے سربراہ اور پارلیمنٹیرین برائے القدس ایسوسی ایشن کی ایگزیکٹو کمیٹی کے رکن ترک رکن پارلیمنٹ حسن توران نے کہا ہے کہ امریکی صدر ٹرمپ کا سنچری ڈیل سمجھوتہ صدی کی خیانت ہے۔ ترکی ٹرمپ کے نام نہاد منصوبے پر عمل درآمد یا قبولیت کی اجازت نہیں دے سکتا ہے اور اس حوالے سے واضح موقف رکھتا ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق لیگ کے زیر اہتمام سمپوزیم کے دوران ترکی

بقیہ 18 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

لاہور، گورنر پنجاب چوہدری محمد سرور اور اسپیکر پنجاب اسمبلی پرویز الٰہی گورنر ہاؤس میں ملاقات کے دوران تبادلہ خیال کر رہے ہیں

اسرائیلی فوج کے ساتھ جھڑپوں میں زخمی ہونے والا فلسطینی مفلوج ہو گیا

24 سالہ ہارون رسمی ابو عرام خلیل شہر کے جنوبی علاقے التوانہ میں اسرائیلی فوج کے ساتھ جھڑپوں میں زخمی ہو گیا تھا، ذرائع

تاہم یہ کارروائی ہنگامہ آرائی میں تبدیل ہو گئی جس کے دوران متعدد فلسطینیوں نے اسرائیلی فوج پر حملہ کرنے کی کوشش کی

مقبوضہ بیت المقدس (این این آئی) مقبوضہ مغربی کنارے میں اسرائیلی فوج کے ساتھ جھڑپوں کے دوران گردن میں گولی لگنے سے زخمی ہونے والے فلسطینی نوجوان کے چاروں ہاتھ پاں مفلوج ہو گئے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق فلسطینی ذرائع نے بتایا کہ 24 سالہ ہارون رسمی ابو عرام خلیل شہر کے جنوبی علاقے التوانہ میں اسرائیلی فوج کے ساتھ جھڑپوں میں زخمی ہو گیا تھا۔ عینی شاہدین نے بتایا کہ اسرائیلی فوجیوں نے نہایت ہی قریب سے ابو عرام پر براہ راست گولی چلائی۔ اس سے قبل ابو عرام نے اسرائیلی فوجیوں کو اس جنریٹر پر حملے سے روکنے کی کوشش کی تھی جو وہ اور اس کے گھر والوں کے زیر استعمال تھا۔ سوشل میڈیا پر جاری ویڈیو کلپ میں فلسطینیوں کو دیکھا گیا کہ وہ چیخ و پکار اور دھکم پیل کے بیچ اسرائیلی فوجیوں سے بجلی کا جنریٹر واپس لینے کی کوشش کر رہے

بقیہ 24 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

اسرائیلی فوج نے فلسطینی نوجوان کے سر میں گولی ماردی، شدید زخمی

الخلیل (این این آئی) قابض اسرائیلی فوج نے مقبوضہ مغربی کنارے کے جنوبی شہر الخلیل میں ایک فلسطینی نوجوان کے سر میں گولی ماردی جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہو گیا۔ مرکز اطلاعات فلسطین کے مطابق یہ واقعہ جنوبی الخلیل کے علاقے مسافر یطا میں لتوانہ کے مقام پر پیش آیا۔ مقامی ذرائع کا کہنا تھا کہ فلسطینی نوجوان 24 سالہ حارون رسمی ابو عرام راستے میں چل رہا تھا کہ اسرائیلی فوجیوں نے اسے گولیاں ماریں۔ ایک گولی اس کے سر میں لگی جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہو گیا۔ زخمی ہونیوالے نوجوان کو اسپتال منتقل کیا گیا ہے جہاں اس

بقیہ 23 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، بی ایف اے کی ٹیم جیل روڈ پر بیف اور مٹن شاپس کیخلاف کارروائی کر رہے ہیں

سال 2020 کے دوران یمنی حوثی ملیشیا کے 9328 جنگجوؤں کی ہلاکت

ہتھیاروں کے 27 گودام 573 عسکری گاڑیاں بھی تباہ 104 ڈرون طیارے مار گرائے گئے، یمنی مسلح افواج

مرکز کی جانب سے حوثیوں کے جانی نقصان کے بارے میں جاری اعداد و شمار کی خصوصی ذرائع اور باغی ملیشیا کے میڈیا کی رپورٹوں سے بھی تصدیق ہو چکی ہے

صنعاء (این این آئی) گذشتہ سال کے دوران یمن میں ایرانی حمایت یافتہ حوثی ملیشیا کے 9 ہزار سے زیادہ ارکان مارے گئے۔ یہ افراد لڑائی کے مختلف محاذوں پر یمنی فوج اور عوامی مزاحمت کاروں کی فائرنگ اور آئینی حکومت کے حامی عرب اتحاد کے فضائی حملوں میں ہلاک ہوئے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے نے بتایا کہ یمن کی مسلح افواج کے میڈیا مرکز کی جانب سے جاری اعداد و شمار کے مطابق جنوری 2020 سے دسمبر 2020 تک حوثی ملیشیا کی ہلاکتوں کی تعداد 9328 رہی۔ مرکز کی رپورٹ میں بتایا گیا کہ اس دوران اکتوبر 2020 کا مہینہ حوثیوں کے لیے مہلک ترین ثابت ہوا جب باغی ملیشیا کے 1220 ارکان مارے گئے۔ مرکز کی جانب سے حوثیوں کے جانی نقصان کے بارے میں جاری اعداد و شمار کی خصوصی ذرائع اور باغی ملیشیا کے میڈیا کی رپورٹوں سے بھی تصدیق ہو

بقیہ 20 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

جرمنی، مردوں کے سونے کے دانت چوری کرنے والا گورکن گرفتار

جرمنی کے شہر وارزبرگ میں پولیس نے گورکن کے گھر پر چھاپہ مار کر 11 سونے کے دانت برآمد کر لیے

برلن (این این آئی) جرمنی میں ایک ایسے گورکن کو گرفتار کیا گیا ہے جو طویل عرصے تک رات کے وقت قبر کھود کر مردوں کے سونے کے دانت نکالتا رہا۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق جرمنی کے شہر وارزبرگ میں پولیس نے اس گورکن کے گھر سے 11 سونے کے دانتوں کے علاوہ انگوٹھی اور کچھ دیگر زیورات برآمد کیے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق وارزبرگ کے قریبی گاں کے کچھ افراد کو شبہ ہوا کہ ان کے مرنے والے عزیزوں کی قبروں کو کھول کر دوبارہ بند کیا گیا ہے، جس کی پولیس کو اطلاع دی گئی۔ لوگوں کی رپورٹ پر پولیس نے چند روز قبرستان کا جائزہ لیا جس سے یہ تاثر پختہ ہوا کہ اس میں گورکن ملوث ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد پولیس نے اس کے گھر پر چھاپہ مارا جہاں سے 30 گرام سونے کی اشیا برآمد ہوئیں جن میں

بقیہ 22 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

بنگلا دیش: رکن پارلیمنٹ شاہد اسلام اور ساتھیوں کے 617 بینک اکاؤنٹس منجمد

ڈھاکہ (آن لائن) بنگلا دیشی رکن پارلیمنٹ شاہد اسلام اور ان کے ساتھیوں کے 617 بینک اکاؤنٹس منجمد کر دیے گئے۔ عرب میڈیا رپورٹ کے مطابق شاہد اسلام اور ان کے ساتھیوں کے بینک اکاؤنٹس غیر قانونی سرگرمیوں استعمال کیے جانے کے باعث منجمد کیے گئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق یہ اکاؤنٹس کویت سمیت

بقیہ 21 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

لسبیلہ، محکمہ صحت کی جانب سے آسٹریلوی تعاون سے پولیو ٹیم کی تربیت یو سی باروٹ یو سی پتھرا تحصیل حب ضلع لسبیلہ میں جاری ہے

روزنامہ امروز کوئٹہ

ایڈیٹر و پبلشر عبدالحکیم نے قلات پرنٹنگ پریس پٹیل روڈ کوئٹہ سے چھپوا کر دفتر روزنامہ امروز آفس نمبر TF-02 تیسری منزل ایںگل پلازہ، ایںگل روڈ، کوئٹہ سے شائع کیا

فون: 2835212 فیکس: 2835212

ای میل imroz.ad@gmail.com

2021 سے بندھی اُمیدیں اور توقعات

کوئی سال کیا منحوس ہوتا ہے، یا مبارک، ہم بنی نوع انسان اس کا فیصلہ کرنے والے کوئی نہیں ہوتے۔ اب اگر حالیہ گزشتہ سال 2020 کی ہی بات کر لیں تو کرونا کے چھائے بادلوں کی بنا پر اسے ایک برا سال قرار دیا جا رہا ہے۔ مگر اسی سال کے اواخر میں ہمیں یہ نوید بھی تو سنائی گئی کہ بنی نوع انسان نے کینسر کا حتمی علاج دریافت کر لیا ہے۔ اور اگر خدا نے چاہا تو موجودہ سال ہی اس پہ عمل شروع ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں دنیا بھر کے سائنسدانوں کی دن رات کی محنت نے کرونا کی ویکسین بھی تیار کر لی ہیں۔ کرونا نے جہاں ہم سب سے ان کے بہت سے پیاروں کو چھین لیا ہے، وہیں ہمیں زندگی کے اصل مطلب کا ادراک بھی بخشا ہے۔ انسان نے ایک دوسرے کے مل کر زندہ رہنے کی قدر و قیمت کو پہچان لیا ہے۔ Leave me alone کہنے والا انسان اب تنہائی سے نفرت کرنے لگا ہے۔ بہر حال اگر ہم ملکی لیول پہ نئے برس کی بات کریں تو نیا سال سیاسی، معاشی اور سماجی شعبوں میں بہتری، ترقی اور خوشحالی کی اُمیدوں کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ سیاسی اُفق پر اگرچہ بے یقینی کے گہرے بادل ہیں، مگر حالات وواقعات میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ان سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وقت کے ساتھ سیاسی طوفان بھی دھیمے پڑ جائیں گے اور جماعتیں کھینچا تانی سے نکل کر سینیٹ کے انتخابات کی طرف توجہ کریں گی جو فروری یا مارچ میں متوقع ہیں۔ سیاسی دور اندیشی اور دانش مندی کا مظاہرہ حزب اختلاف اور حکمران جماعت، دونوں کی طرف سے کیا جانا ضروری ہے مگر حکومت پہ چونکہ زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس لیے ہر مثبت قدم میں پہل بھی اسی کی جانب سے ہو تو زیادہ مناسب ہے۔ حکومت اگر توجہ دے تو بزرگ سیاست دان اور حکومت کی اتحادی جماعت مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چودھری شجاعت حسین کا یہ مشورہ اس کے بڑے کام آسکتا ہے کہ حزب اختلاف کی تجاویز کا جواب بیان بازی سے نہ دیا جائے بلکہ سنجیدگی اختیار کی جائے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حکومت کو اپنی ابلاغی حکمت عملی پر نظرثانی کی اشد ضرورت ہے۔ قومی سیاست میں ہر بات کا ترکی بہ ترکی جواب ہر بار ضروری نہیں ہوتا، بلکہ ہمیشہ ایک ایسا معتبر چینل موجود رہنا چاہیے جو رہنماؤں کے درمیان رسمی یا غیر رسمی بات چیت سے معاملات کو سلجھانے میں مدد کرتا ہو۔ ملک پہلے ہی کم مسائل کا سامنا نہیں کر رہا کہ اوپر سے سیاسی بحرانوں کو بھی دعوت دی جائے۔ چودھری شجاعت حسین کا یہ کہنا قابلِ غور ہے۔

کہ حکومت اور اپوزیشن کو ملکی مفاد میں اکٹھا ہونا چاہیے اور معاملات کو انا کا مسئلہ بنانے کے بجائے سلجھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بزرگ سیاسی رہنما کا یہ بیان، جس میں نئی پہل کی تجویز اور ماضی سے سبق سیکھنے کی مشاورت شامل ہے، سیاسی حلقوں کے لیے نئے سال کی قرارداد ثابت ہو سکتا ہے۔ پاکستان کو ترقی کی جانب گامزن کرنے کے لیے حکومت کو جس قسم کے ماحول کی ضرورت ہے، قومی یکجہتی اور ہم آہنگی اس کی بنیادی شرط ہے۔ سیاسی توپوں کی گولہ باری رکے گی تو حکومت ان عوامی مسائل کا جائزہ لے سکے گی جو گزشتہ برس عوام کے لیے بے پناہ اذیتوں کا سبب بنے رہے۔ کورونا کی وبا سے بے شک کاروبارِ زندگی متاثر ہوا مگر عوام کے لیے بے قابو مہنگائی بھی کم اذیت ناک نہ تھی۔ مہنگائی کے پچھلی ایک، ڈیڑھ دہائی کے ریکارڈ ٹوٹ گئے اور آٹے، گندم، چینی وغیرہ کے جو بحران پیدا ہوئے وہ سونے پر سہاگہ۔ اشیائے خورونوش کی قیمتوں کے حوالے سے 2021ء کس طرح مختلف ثابت ہو سکتا ہے، یہ حکومتی کارکردگی کا بڑا امتحان ہے۔ گزشتہ برس بہت سے معاشی مسائل کا ذمہ عالمگیر وبا کورونا پر ڈالا جاسکتا تھا، مگر رواں برس اس سلسلے میں عملی طور پر بہت کچھ کرنا پڑے گا اور برآمدات میں اضافے کا جو سلسلہ 2020ء کے دوران شروع ہوا، اسے جاری رکھنے اور بڑھانے کی ضرورت ہوگی۔ بعض برآمدی شعبوں کی جانب حکومت کی نظرِ کرم کے درست نتائج کا سامنے آنا اور کئی سال سے بند صنعتوں میں حرکت پیدا ہونا قومی معیشت کے لیے بڑی کامیابی ہے۔ ٹیکسٹائل کا شعبہ، جو ہمارے لیے برآمدی صنعتوں کا سرخیل ہے، حالیہ کئی سال کا بہترین دور دیکھ رہا ہے۔ چنانچہ کوشش کی جانی چاہیے کہ یہ خوش آئند رجحان برقرار رہے اور پھلے پھولے۔ حکومت کو پاکستانی برآمدی صنعت کو اس قابل بنانا ہے کہ عالمی منڈی میں یہ اپنے حریفوں کا سامنا کرنے کے قابل ہو سکے۔ ماضی میں پاکستانی مصنوعات کی پیداواری لاگت برآمدات میں بڑی رکاوٹ بنی رہی ہے، اگرچہ موجودہ حکومت کی جانب سے صنعتی شعبوں کو کچھ ایسی رعایتیں اور سہولتیں دی گئی ہیں جن سے لاگت میں کمی آئے، جیسا کہ توانائی کی قیمتوں میں رعایت اور ٹیکسوں کی سہولیات۔ چونکہ ان اقدامات کے درست نتائج برآمد ہوئے اس لیے آنے والے وقت میں ان درست فیصلوں کو زیادہ اعتماد کے ساتھ جاری رکھنا ہوگا۔ اس تناظر میں وزیراعظم عمران خان کی جانب سے تعمیراتی شعبے کے لیے فکس ٹیکس رجیم میں 31 دسمبر 2021ء تک جبکہ منصوبوں کے اختتام کی مدت میں 30 ستمبر 2023ء تک توسیع کی گئی ہے۔ تعمیراتی شعبے کے لیے فکسڈ ٹیکس، گھروں کی تعمیر کے لیے سستے اور باسہولت قرضے، نئے تعمیراتی منصوبوں کی حوصلہ افزائی اور حکومتی سطح پر تعمیراتی معاملات میں دور اندیشی اور منصوبہ بندی ترقی کی جانب ایک بڑا قدم ثابت ہو سکتا ہے۔ صنعتوں اور دیگر شعبوں کے لیے بھی پہلے سے جاری سہولیات میں توسیع کی جانی چاہیے۔ مراعاتی پیکیج صنعتی ترقی کا بیج ثابت ہو سکتے ہیں، مگر اس بیج کی مناسب نگہداشت اور نشوونما کے لیے معتدل ماحول فراہم کرنا بھی ضروری ہے۔ گزشتہ برس کے دوران صنعتوں کے لیے جو اقدامات کیے گئے اس سے بظاہر لگتا ہے کہ حکومت اس معاملے میں حساس واقع ہوئی ہے اور اپنے منصوبوں کو ٹھوس بنیادوں پر کھڑا کرنا اور آگے بڑھانا چاہتی ہے، مگر اس سلسلے میں ابھی مزید درست اور بروقت فیصلے ضروری ہیں اور معاشی بہتری کا جو عمل شروع کیا گیا ہے، اسے مستحکم صورت دینے کے لیے رواں سال بہت اہم ہوگا۔

”پی ڈی ایم“ نیم دروں نیم بروں

عطاء الرحمٰن

جمعہ یکم جنوری کی شام پی ڈی ایم کے گھنٹوں جاری رہنے والے سربراہی اجلاس کا نتیجہ شب نو بجے عین قومی خبرنامے کے وقت سامنے آ گیا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے میڈیا اور قوم کو فیصلوں سے آگاہ کیا۔ باقی تمام جماعتوں کے سینئر نمائندے دائیں بائیں ساتھ کھڑے خاموش رہے۔ کسی کے چہرہ پر ہلکی پھلکی مسکراہٹ تھی۔ جو میڈیا کو دکھانے کے لئے ضروری ہوتی ہے مگر کچھ پر سنجیدگی کا ایسا موڈ طاری تھا جسے ان کی مایوسی سے نہ بھی تعبیر کیا جائے تو زیادہ پرامید بھی نہیں دکھائی دیتے تھے۔ سارا جوش و جذبہ حضرت مولانا کے خطیبانہ لہجے میں سمٹ آیا تھا۔ انہوں نے پہلے سانس ہی میں ہر طرح کے لحاظ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حکمران اسٹیبلشمنٹ بلکہ قطعی الفاظ میں فوجی قیادت کا نام لے کر خوب لتے لئے۔ اسے تمام قومی خرابیوں کا ذمہ دار قرار دیا۔ برملا کہا عمران خان ان کا مہرہ ہے۔ ہم اس سے نجات حاصل کرنے کی بجائے ”ڈیپ سٹیٹ“ والوں کی بالادستی کا فی الفور خاتمہ چاہتے ہیں۔ یہ خود بخود چلا جائے گا۔ ان کا اگلا ہدف ”نیب“ کا ادارہ تھا۔ کہا یہ احتساب کی آڑ میں اپوزیشن رہنماؤں اور اہم کارکنوں کے خلاف سخت انتقامی کارروائیاں کر رہا ہے۔ ہم اس کے سامنے کبھی پیش نہیں ہونگے بلکہ 19 جنوری کو اسلام آباد میں اس کے الیکشن کمیشن کے دفاتر کے سامنے زبردست احتجاجی مظاہرے کریں گے۔ دوسری بات آپ نے یہ فرمائی ”پی ڈی ایم“ اس مطالبے پر پوری شدت کے ساتھ قائم ہے کہ وزیراعظم عمران خان 31 جنوری تک مستعفی ہو جائیں بصورت دیگر اسلام آباد کی جانب لانگ مارچ کریں گے۔ اس کا رخ راولپنڈی کی جانب بھی موڑا جا سکتا ہے (جہاں ملٹری ہیڈکوارٹر ہے اور اصل فیصلہ ساز قوتیں تشریف فرما ہوتی ہیں) چوتھا ارشاد یہ تھا پی ڈی ایم کی جماعتیں آئندہ ضمنی انتخابات میں حصہ لیں گی۔ سینٹ کے (وسط مدتی) چناؤ کے دوران میں میدان تحریک انصاف کے لئے خالی نہیں چھوڑا جائے گا۔ دھرنے کے بارے میں پہلے سے اعلان کردہ ارادے کے بارے میں آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں سے مشترکہ استعفوں کے حوالے سے نئی پالیسی یہ سامنے آئی ہے کہ ان کی بابت 31 جنوری کے بعد حالات کا جائزہ لے کر تاریخ اور وقت کا اعلان کیا جائے گا۔ اگرچہ مولانا کے بقول تمام شریک جماعتوں کے سربراہوں کے پاس ان کے اراکین اسمبلی کے استعفے جمع ہو چکے ہیں۔ آخری خبر پی ڈی ایم کے سربراہ کی زبان فیض ترجمان سے سننے کو ملی کہ عدم اعتماد کے ووٹوں کے ذریعے تحریک انصاف کی حکومتوں کو گرانے کی تجویز پر اتفاق رائے نہیں ہوا۔

”پی ڈی ایم“ کے تازہ سربراہی اجلاس کی جو بھی تفصیلات سامنے آئی ہیں ان پر اک نگاہ ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے تقریباً پانچ گھنٹوں کو محیط بحث مباحثے کے دوران سابق اور تین مرتبہ منتخب مگر مقتدر قوتوں کے عتاب میں آ کر اتنی مرتبہ برطرف ہونے والے وزیراعظم مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف اور سابق صدر مملکت پی پی پی کے سربراہ آصف علی زرداری کے تجویز کردہ پروگراموں اور عملی تجاویز کے درمیان سخت مقابلہ تھا۔ دونوں جانب سے انہیں شدومد کے ساتھ پیش کیا گیا۔ مولانا فضل الرحمٰن کا زیادہ تر اتفاق رائے میاں نواز شریف اور ان کی مجوزہ عملیات کے ساتھ تھا جبکہ جناب زرداری کو ”اے این پی“ کی قیادت کی حمایت حاصل تھی۔ اسی طرح دوسرے شرکاء کی آراء بٹی ہوئی تھیں۔ آخری نتیجے کے طور پر دونوں کو نصف نصف کامیابی مل گئی۔ اصولی بیانئے کے حوالے سے نواز شریف کے نقطہ نظر کو پذیرائی ملی ہے۔ اسٹیبلشمنٹ اور طاقتور یا بالادست قوتوں کے خلاف سابق وزیراعظم علاج کی خاطر لندن میں مقیم وزیراعظم کا سخت موقف ڈھکی چھپی بات نہیں۔ مولانا فضل ان کے ہمنوا ہیں۔ نواز شریف نے ”پی ڈی ایم“ کے قیام کے روز اول سے لے کر گوجرانوالہ اور دیگر شہروں میں منعقد ہونے والے جلسہ ہائے عام کے دوران ویڈیو لنک کے ذریعے اپنے خطابات کے دوران کھل کر بیان کیا۔ اسٹیبلشمنٹ کے کردار اور امور ریاست و سیاست میں ماتحت اداروں کی غیر آئینی مداخلت کو جس کے تحت ان کے نزدیک مرضی کی حکومتیں بنتی ہیں اور جب چاہیں اٹھا پھینک دی جاتی ہیں۔ ان کے ذریعے پسندیدہ پالیسیاں مسلط کی جاتی ہیں۔ آئین کی بالادستی اور جمہوریت کی مسلمہ و اعلیٰ قدروں سے تعارض کی صورت ہر وقت پیدا ہوتی رہتی ہے جو عدم استحکام کو جنم دیتی ہے۔ عوام کی منتخب کوئی حکومت اپنی آئینی مدت پوری نہیں کر پاتی۔ نواز شریف نے پی ڈی ایم کے جلسوں میں اس سلسلے میں کوئی پردہ یا ابہام باقی نہ رہنے دیا اور وقت کے مقتدر ترین افراد کے نام تک لے لئے جس پر کئی حلقے متذبذب ہوئے۔ نواز شریف کو پیغام پہنچائے گئے ہتھ ہولا رکھیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے اسی بیانئے کو پی ڈی ایم کی پوری قیادت کی جانب سے زیادہ بلند آہنگ لہجے اور غصہ آمیز الفاظ میں دہرایا اور کہا ہمارا اصل مقابلہ عمران سے نہیں ڈیپ سٹیٹ کے کرتا دھرتا عناصر سے ہے۔ ان کے مہرے کی ہماری نظروں میں کوئی وقعت نہیں اگرچہ 31 جنوری تک اس کا استعفیٰ مطلوب ہے۔ یوں اصولی اور آئینی سیاست کے حوالے سے نواز شریف کا بیانیہ بیانات کی حد تک پاکستان کی پوری نمائندہ اپوزیشن کی آواز بن گیا ہے۔ مقتدر قوتوں کا سیاسی کردار ہمیشہ سے متنازع رہا ہے۔ اب باقاعدہ عوامی سیاسی نعرہ بن گیا ہے یہ اہم پیش رفت ہے۔ دوسری جانب پی ڈی ایم کے اندر میاں صاحب کے سب سے بڑے حریف کبھی اتحادی کبھی مخالف آصف علی زرداری صاحب کی عملی سیاسی تجاویز نے اپنا لوہا منوایا ہے۔ لانگ مارچ ہوگا۔ دھرنے کو شاید ترک کر دیا جائے۔ استعفوں کی چال کو جسے بلاول بھٹو نے اپوزیشن کا ایٹم بم قرار دیا تھا موخر کر دیا گیا ہے۔ کوئی تاریخ طے نہیں ہوئی۔ یوں آصف زرداری صاحب ایک گھاگ سیاستدان کی مانند اپنی جماعت کی سندھ حکومت کو بچا کر لے گئے ہیں۔ یہ حکومت ان کی اور ان کی جماعت پی پی پی کی سب سے بڑی سیاسی طاقت ہے جسے زرداری صاحب جیسا پاکستانی سیاست کا سرد و گرم چشیدہ کھلاڑی مہارت کے ساتھ پی ڈی ایم کی احتجاجی سیاست کی دست برد سے بچا کر لے گیا ہے۔ تحریک عدم اعتماد کے آپشن کو البتہ وہ نہیں منوا سکے۔ فضل الرحمٰن اور نواز شریف اس کے برعکس موجودہ قومی و صوبائی اسمبلیوں کو ختم کر کے ازسرنو شفاف و آزادانہ انتخابات کا انعقاد چاہتے ہیں۔ تازہ ترین فیصلے پی ڈی ایم کی ساڑھے تین ماہ کی زندگی کے اولین اعلانات کے مقابلے میں نیم دروں نیم بروں کی پالیسیوں کی عکاسی کرتے ہیں۔

کیا ان ملی جلی تجاویز پر مشتمل نئے پلان کے ذریعے پی ڈی ایم اپنے فوری ہدف یعنی عمران خان کے استعفے کے حصول میں کامیاب ہو جائے گی۔ کیا مقتدر قوتیں اپنے غیر آئینی اقتدار کے خاتمے پر موثر طور پر اور عملی لحاظ سے آمادہ ہو جائیں گی اور کیا اس سال کے اختتام تک نئے اور آزادانہ و شفاف انتخابات کا جیسا کہ اپوزیشن چاہتی ہے انعقاد ممکن ہو سکے گا۔ ان میں کسی ایک سوال کا جواب تعین کے ساتھ نہیں دیا جا سکتا۔ عمران خان ڈٹے ہوئے ہیں۔ زیادہ پریشانی کا اظہار نہیں کرتے۔ البتہ انہیں تشویش لاحق ہو سکتی ہے اسٹیبلشمنٹ اپنے اوپر پڑنے والے دباؤ کو کم کرنے کی خاطر پی ڈی ایم کے ساتھ کوئی خاموش سمجھوتہ کر لے جس کی وجہ سے خان بہادر کے پاؤں اکھڑ جائیں۔ ”اوپر“ والوں نے مختلف گوشوں سے نیشنل ڈائیلاگ کے مشورے تو دینے شروع کر دیئے ہیں۔ اس سلسلے میں رابطے بھی ہو رہے ہیں۔ کچھ ظاہری کچھ خفیہ! عمران کا مسئلہ درحقیقت یہ ہے ان کی حکومت کا آئینی اور اصولی جواز تو روز اول سے جانی پہچانی وجوہ کی بناء پر سوالیہ نشان بنا ہوا ہے، جس کی بناء پر انہیں سلیکٹڈ خطاب سے نوازا گیا ہے۔ موصوف کی پانچ سالہ مدت کے پہلے اڑھائی برس کی کارکردگی بھی زیادہ تر مایوس کن رہی ہے جس وجہ سے اصولی کے ساتھ ان کی حکومت چلانے کی اہلیت کی ساکھ بری طرح مجروح ہوئی ہے۔ اگر یہی لچھن رہے تو آئندہ ایک دو برسوں میں پی ڈی ایم کی کامیابی یا ناکامی سے ملک اور قوم کا کباڑہ نکل جائے گا۔ اسٹیبلشمنٹ پر بھی اس کا بہت الزام آئے گا۔ سلیکٹڈ اور سلیکٹرز دونوں کے پاس اس کا مداوا کیا ہے۔ کسی کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ جہاں تک مقتدر قوتوں کی جانب سے امور ریاست و سیاست میں غیر آئینی مداخلت بند کر دینے کا تعلق ہے تو یہ وہ تنازع ہے جو ستر سال سے جاری ہے۔ اب اس کی شدت میں اضافہ ہو گیا ہے اور ملکی تاریخ میں عوامی سیاسی سطح پر بھی زیادہ قوت اور بلند آواز کے ساتھ اٹھایا جا رہا ہے لیکن ہمارے یہ کارفرما عناصر جن کے دست قدرت میں ملک و ملت کی باگیں ہیں کچی گولیاں نہیں کھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے اور ان کے ذیلی اداروں کے پاس سو حربے ہیں۔ انہیں نت نئے طریقوں سے آزمانہ جانتے ہیں۔ سیاست دانوں کے مضبوط سے مضبوط تر اتحاد میں پھوٹ ڈال دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ہمیشہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ سیاستدانوں کے لئے ایک دوسرے پر الزام بازی کا بازار گرم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہتا۔ ہمارے مردان سیاست کی یہی کمزوری اُن کی طاقت بن جاتی ہے اور وہ اس سے خوب خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میاں نواز شریف اگر واقعی فوج کی عدم مداخلت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یقینی بنانا چاہتے ہیں تو ایک لمبی اور جاں گسل جدوجہد کرنا پڑے گی۔ کیا ان کی جماعت اس کے لئے تیار رہے۔

پولیس۔۔کب بدلے گی؟

لبنیٰ ظہیر

اسلام آباد میں انسداد دہشت گردی پولیس دستے کے ہاتھوں بائیس سالہ نوجوان اسامہ کے قتل نے پورے پاکستان کو ہلا کے رکھ دیا۔ اب بیان آتے رہیں گے، مذمت ہوتی رہے گی، وزراء تحقیقات کے اعلان کرتے رہیں گے، اخباروں میں اداریے شائع ہوتے رہیں گے، اپوزیشن کے راہنما اسے حکومت کی نااہلی قرار دیتے رہیں گے۔ لیکن اسامہ کے والدین، اس کے بہن بھائی اب کبھی اس کی شکل نہیں دیکھ پائیں گے۔ کوئی اندازہ کر سکتا ہے کہ اس کے والدین پر کیا گزری ہو گی۔ کس طرح انہوں نے خود کو مشکلوں میں ڈال کر اسامہ کو پروان چڑھایا ہو گا۔ اسے لکھایا پڑھایا ہو گا۔ اس سے کیا کیا امیدیں وابستہ کی ہوں گی اور کس طرح پولیس کے ایک دستے نے جسے دہشت گردی کے خاتمے کی تربیت دی گئی تھی، جو دہشت گردوں کی بیخ کنی پر مامور تھا، اس نے انتہائی رعونت کے ساتھ دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک نہتے نوجوان کا بدن گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ کیا دہشت گردی کی خصوصی تربیت رکھنے والے ان پانچ اہلکاروں کیلئے ممکن نہ تھا کہ کسی گاڑی کو روک لیتے؟ کیا ان پانچوں میں سے کسی کو نشانہ لگانے کی یہ تربیت نہیں ملی تھی کہ وہ گاڑی کے ٹائروں پر نشانہ لگا کر اسے روک لیتا؟ کیا وجہ ہے کہ صرف اکیلے نہتے نوجوان کو چاروں طرف سے گھیر کر، بالخصوص سامنے کھڑے ہو کر صرف نوجوان کو نشانہ لگانا ہی واحد حل رہ گیا تھا؟ کیا اس کے پاس کوئی مہلک ہتھیار تھا؟ کیا اس نے مقابلہ کرنے یا مزاحمت کی کوشش کی؟ ایسے کوئی آثار نہیں ملے۔ کوئی اہلکار زخمی نہیں ہوا۔ کسی کے بدن پر خراش تک نہیں آئی۔ پولیس کی گاڑی پر فائرنگ کا ایک بھی نشان نہیں ملا۔ تو پھر اس سنگ دلی کو دہشت گردی نہ کہا جائے تو کیا نام دیا جائے؟۔

یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے۔ ایسے واقعات آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن اور سانحہ ساہیوال کی افسوسناک مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ہر واقعے کے بعد اسی طرح شور اٹھتا ہے۔ اسی طرح چیخ پکار ہوتی ہے۔ اسی طرح مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے بلند بانگ دعوے کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح زوردار بیانات آتے ہیں۔ اسی طرح کمیٹیاں بنتی ہیں۔ اسی طرح وقتی طور پر اہل کاروں کو حراست میں لیا جاتا ہے اور پھر چند دنوں، یا چند ہفتوں بعد سب کچھ بھلا دیا جاتا ہے۔ جس پولیس کلچر کو تبدیل کرنے کے دعوے ہوتے ہیں وہ کلچر جوں کا توں موجود رہتا ہے۔ اصلاحات کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں ہوتی۔ پولیس کے مزاج میں رعونت کا خناس اسی طرح سمایا رہتا ہے۔ کوئی نہ کوئی اسامہ اسی طرح نشانہ بنتا رہتا ہے۔ کسی نہ کسی گھر میں صف ماتم اسی طرح بچھی رہتی ہیں۔

جب سے ہوش سنبھالا ہے، پولیس کا چلن بھی یہی ہے اور پولیس کی اصلاحات کے دعوے بھی یہی ہیں۔ حقیقت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ ہر شہری کیلئے پولیس کی وردی خوف کی علامت ہے۔ پولیس کا اہلکار خوف کی علامت ہے۔ پولیس کا تھانہ خوف کی علامت ہے۔ پولیس کی گاڑی خوف کی علامت ہے۔ پولیس کا معروف "ڈالا" خوف کی علامت ہے۔ ایسا آج تک نہیں ہوا، برسوں سے ہو رہا ہے۔ یہ بھی نہیں کہ مختلف حکومتوں نے اصلاح کی کوشش نہیں کی۔ ایسی بہت کوششیں ہوئیں۔ کئی کمشن بنے۔ پولیس آرڈی نینس بھی جاری ہوئے۔ مشرف دور میں کچھ تھوڑی بہت تبدیلیاں بھی آئیں۔ لیکن ان ساری کوششوں کو جانچنے کا معیار یہ ہے کہ کیا پولیس کے رویے میں تبدیلی آئی؟ کیا وہ اب پہلے سے کہیں زیادہ عوام دوست ہو گئی ہے؟ کیا اب وہ چالان کیلئے گاڑی روکتے ہوئے " اوئے " نہیں کہتی؟ کیا تھانے ہمدردانہ اور دوستانہ کلچر کے نمونے بن گئے ہیں؟ کیا گالی گلوچ اور مار پیٹ اب پرانی باتیں ہو گئی ہیں؟ کیا ایف۔آئی۔آر درج کرانا اب آسان ہو گیا ہے؟ ایسی ایک بہت طویل چیک لسٹ بنائی جا سکتی ہے۔ نتیجہ یقیناً حوصلہ شکن ہی نکلے گا۔

پولیس اصلاحات کیلئے بنائے جانے والے کمشن نہ جانے پولیس کے اس رویے کے کیا اسباب بتاتے اور پھر اصلاح کیلئے کیا اقدامات تجویز کرتے ہیں۔ لیکن ایک عام شہری کے ذہن سے سوچا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ پولیس کی بھرتی، تربیت، کارکردگی کے جائزے اور احتساب کا کوئی موثر نظام نہیں۔ جب پولیس کی طرف سے کوئی ناروا اقدام ہوتا ہے تو نعرے ضرور لگتے ہیں لیکن عملاً کوئی باز پرس نہیں ہوتی۔ اسلام آباد تو چھوٹی سی جگہ ہے۔ پورے شہر میں سیف سٹی نظام کے کیمرے موجود ہیں۔ ایک زبردست کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم کام کر رہا ہے لیکن آئے روز جرائم میں اضافے کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ محاسبے کا نہ ہونا ہے۔ اسی اسلام آباد میں صحافی اغواء ہوئے۔ کچھ پتہ نہ چلا۔ مطیع اللہ جان کی بات تو ابھی کل کا واقعہ ہے۔ اغواء کرنے والے صاف دیکھے جا سکتے ہیں کہ وہ پولیس ہی کی وردیوں میں ہیں۔ معاملہ سپریم کورٹ تک پہنچا۔ لیکن کچھ نہ ہوا۔ کوئی اڑھائی سال پہلے معروف صحافی اور کالم نگار عرفان صدیقی کو ایک دہشت گرد کی طرح گھر سے اٹھایا گیا۔ ہتھکڑیاں لگا کر عدالت میں لایا گیا۔ اڈیالہ جیل میں ڈالا گیا۔ اس واقعے کی وزیراعظم، چیف جسٹس، وزیر داخلہ، قومی اسمبلی کے سپیکر اور سرکاری ترجمانوں کی طرف سے یکساں مذمت کی گئی۔ اہم بات یہ ہے کہ اعلیٰ سطح تحقیقات کا اعلان کیا گیا۔ نہ کوئی کمیٹی بنی۔ نہ کوئی تحقیقات ہوئیں۔ نہ کسی کا محاسبہ کیا گیا۔ نہ کسی پولیس اہلکار سے پوچھا گیا کہ تم نے کرایہ نامہ کے کیس پر یہ سب کچھ کیوں کیا؟

اسی سے پولیس کو من مانی کرنے اور اپنی حدود سے تجاوز کرنے کا حوصلہ ملتا ہے۔ اسی سے رعونت پیدا ہوتی ہے جو پولیس اہلکار کو دہشت گرد بنا دیتی ہے اور وہ کسی اسامہ کا سینہ چھلنی کر دیتا ہے۔ ایک اور پرانا مرض یہ ہے کہ سیاست نے پولیس کو کسی کام کا نہیں چھوڑا۔ ایک جائزے میں بتایا گیا ہے کہ سب سے زیادہ سیاسی مداخلت پولیس کے محکمے میں ہوتی ہے۔ فلاں کو فلاں عہدے پر لگا دو۔ فلاں کا فلاں شہر میں تبادلہ کر دو۔ فلاں کو فلاں تھانے میں بٹھا دو۔ فلاں کی ترقی کر دو۔ اس سیاست بازی نے پولیس کو اکھاڑہ بنا کے رکھ دیا ہے۔

پولیس میں بہت اچھے، دیانتدار، محنتی اور فرض شناس اہلکار بھی ہیں۔ لیکن وہ کلچر پر اثر انداز نہیں ہو رہے۔ نہ جانے وہ دن کب آئے گا جب پولیس کا فرض واقعی عام آدمی کی مدد ہو گا اور پولیس خود کو اسی فرض پر مرکوز رکھے گی۔

☆☆☆

جائیں تو جائیں کہاں؟

ناصف اعوان

حکومت قومی خزانہ بھرنے کے لیے آئے روز کوئی نہ کوئی ترکیب نکال رہی ہے اس کے باوجود وہ بھرنے میں نہیں آ رہا اور لوگ تنگ آ چکے ہیں مہنگائی انہیں بدحالی کی آخری سٹیج پر لے جا چکی ہے۔ اب جب سال نو کے آغاز پر اس نے پٹرول، بجلی اور گیس کی قیمتوں میں اضافہ کیا ہے تو لوگوں کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی ہیں کیونکہ آنے والے دنوں میں ہر چیز کی قیمت بڑھ جائے گی جس سے غریبوں کی چیخوں میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔

بات بڑی عجیب ہے کہ حکومت کو یہ علم ہے کہ عوام نکونک آئے ہوئے ہیں انہیں بدترین صورت حال کا سامنا ہے اور وہ آنکھیں بند کیے اپنے اقدامات کیے جا رہی ہے اس سے لگتا ہے اسے کوئی فکر نہیں کہ برسہا برس سے پریشان عوام نے اسے اس لیے ووٹ دیئے کہ ان کے دن پھر جائیں مگر وہ خون کے آنسو رونے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

کوئی کہاں تک صبر کرے اور نہ گھبرائے۔ ہر ہفتے بعد کوئی نہ کوئی اذیت سامنے آن کھڑی ہوتی ہے۔ کوئی نہ کوئی مشکل سر اٹھا لیتی ہے۔ حکومتیں اس طرح تو نہیں کیا کرتیں اور نہ ہی ایسے چلتی ہیں مگر نہیں یہاں عوام کو ووٹ دینے کی حد تک خندہ پیشانی سے دیکھا جاتا ہے اس کے بعد تو کون میں کون والی صورت حال ہو جاتی ہے لہٰذا عوام کو مہنگائی کی چکی میں خوب پیسا جاتا ہے اور ان پر نت نئے ٹیکس بھی لگا دیئے جاتے ہیں وہ لاکھ شور مچائیں حکمرانوں کو یاد دلائیں کہ وہ جب ان سے ووٹ لینے آئے تھے تو ان سے کہتے کہ بس وہ جیت کر ان کے سارے مسائل حل کر دیں گے انہیں خوشحالی کے راستے پر گامزن کر دیں گے وغیرہ وغیرہ مگر اس کا ان پر ذرا اثر نہیں ہوتا اور وہ مسلسل کہتے جاتے ہیں کہ اب وہ عوام کی خدمت کریں گے...؟

چند روز پہلے وزیراعظم نے کہا کہ اگلے دو اڑھائی برس میں وہ اپنے وعدے پورے کریں گے۔ اگرچہ انہوں نے اشارتاً اپنے وزیروں سے کہا کہ جو لوگوں کی خدمت نہیں کرے گا وہ فارغ ہو جائے گا مگر یہ سب دکھاوا ہے ادھر کوئی وزیر وزارت سے محروم ہوتا ہے تو کچھ دنوں کے بعد اسے کوئی اور وزارت دے دی جاتی ہے یا اسے مشیر بنا دیا جاتا ہے۔

کوئی تبدیلی کے آثار نہیں نظر آتے۔ وزیراعظم کے گرد بیٹھے کچھ لوگ چپکے چپکے اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے دولت کے ڈھیر لگاتے چلے جا رہے ہیں انہیں نہ کبھی پہلے عوام کا خیال تھا نہ ہی اب ہے انتظامی معاملات بہتر طور سے نہیں دیکھے جا رہے۔ جو کوئی با اختیار ہے وہ من مرضی کرتا ہے۔ اسے کسی قسم کا کوئی ڈر خوف نہیں کہ کوئی اسے پوچھ لے گا؟

بہر حال عوام اب مایوس ہو چکے ہیں انہیں کسی آنے والی حکومت سے بھی توقع نہیں کیونکہ اگر پچھلی حکومتوں میں سے کوئی آتی ہے تو وہ بھی ان کی امیدوں پر پورا نہیں اتر سکے گی کیونکہ اسے بھی کئی طرح کی سیاسی الجھنوں کا سامنا ہو گا اسے بھی ساتھیوں کے ناز نخرے اٹھانا ہوں گے ان کی خواہشات کا احترام کرنا ہو گا اور انہیں راضی رکھنے کے لیے جھک جھک جانا ہو گا لہٰذا ایک عوامی حکومت ہی تمام مسائل کا حل ہے یہ وڈیرے، سردار، جاگیردار اور سرمایہ دار غریب عوام کو خوشحالی کی منزل سے ہمکنار نہیں کر سکتے انہیں صرف اور صرف خود کو مستحکم کرنا ہے اس کے لیے وہ مختلف النوع طریقے اختیار کرتے ہیں جس سے عوام کے لیے، بہت کم بچتا ہے۔ پھر غربت میں اضافہ ہوتا ہے، مہنگائی اور بے روزگاری بڑھتی ہے۔ علاوہ ازیں عالمی مالیاتی اداروں کی شرائط خواہ کتنی ہی سخت کیوں نہ ہوں تسلیم کرنا پڑتی ہیں جو مجموعی طور سے ملکی معاشی ڈھانچے کو کمزور کر دیتی ہیں لہٰذا مکرر عرض ہے کہ پلوں کے نیچے سے بہت سا پانی گزر چکا، اب ایک ایسی حکومت وجود میں آنی چاہیے جو انصاف سستا اور آسان فراہم کر سکے لوگوں کے جائز مطالبات کو پورا کرنے کی سکت رکھتی ہو۔ پالیسیاں اور منصوبے بنانے کے لیے دوسروں کی محتاج نہ ہو اس کے بغیر بائیس کروڑ عوام کے اندر پائی جانے والی بے چینی ختم نہیں ہو سکتی اور اگر کسی کا خیال ہے کہ انہیں طفل تسلیوں سے مطمئن کیا جا سکے گا تو ایسا سوچنا غلط ہو گا۔

ہم ایک کالم میں یہ تجویز پیش کر چکے ہیں کہ حزب اختلاف حکومت کو گھر بھجوانے کے بجائے اس کے ساتھ مل کر در پیش خراب صورت حال کو ٹھیک کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرے مگر نقار خانے میں طوطے کی آواز نہیں سنی جاتی کیونکہ حکمران طبقہ خود کو عقل کل سمجھتا ہے اسے کسی بھی طرح کی تجویز اچھی نہیں لگتی لہٰذا وہ اپنی مرضی کرتا ہے اور اس کی مرضی نے اب تک جو دکھ پہنچائے ہیں وہ سب کے سامنے ہیں کہ غربت بڑھ گئی مافیاز نے جنم لے لیا، ناانصافی عام ہو گئی کمزوروں پر طاقتوروں نے یلغار کر دی، ادارے انہیں نظر انداز کرنے لگے چیک اینڈ بیلنس کا نظام قائم نہیں ہو سکا اور احساس بیگانگی میں اضافہ ہوتا گیا۔

بہرکیف حزب اختلاف کے نزدیک یہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ حکومت کو اقتدار سے محروم کرے کیونکہ وہ سمجھتی ہے کہ وہ انتقام کی سیاست کر رہی ہے اس میں بیٹھے بعض لوگ احتساب کے عمل کو شفاف بنانے کا نعرہ لگانے کے باوجود خود بہتی گنگا میں ہاتھ دھو رہے ہیں مگر انہیں چھوا تک نہیں جا رہا۔ ایسا بھی نہیں ہے نیب نے انہیں بھی پوچھنا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ مستقبل قریب میں وہ بھی قانون کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے کیونکہ عمران خان اب قانون کی حکمرانی کو یقینی بنانے کے لیے متحرک ہو چکے ہیں ان سے جو کوتاہیاں ہونا تھیں وہ ہو گئیں اب وہ گاہے گاہے کہہ رہے ہیں کہ اگلے برسوں میں انہوں نے عوامی فلاحی کاموں پر بھرپور توجہ دینی ہے وہ جانتے ہیں کہ لوگ مہنگائی کے ہاتھوں سخت پریشان ہیں بالخصوص سرکاری ملازمین، انہیں ریلیف ملنا چاہیے فی الحال ایسا کچھ نہیں یہی وجہ ہے کہ ہر کوئی حکومت سے نالاں دکھائی دیتا ہے بے شک کچھ منصوبے ایسے متعارف کرائے گئے ہیں جن میں ایک مکانات کی تعمیر میں رعایات ہیں مگر ان سے عوام کی اکثریت مستفید نہیں ہو سکتی لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ روز مرہ اشیاء، دوائیں، بجلی، گیس اور پٹرول کو سستا کیا جائے تب جا کر اس کو تھوڑی مقبولیت حاصل ہو گی بصورت دیگر اسے عوامی غم و غصے کا سامنا رہے گا اور حزب اختلاف آخر کار لوگوں کی ہمدردیاں سمیٹنے میں کامیاب ہو جائے گی۔

حرف آخر یہ کہ حکومت کو یہ انتظار نہیں کرنا چاہیے کہ اس کی حریف سیاسی جماعتیں آئندہ کیا لائحہ عمل اختیار کرتی ہیں جس سے وہ ”سکڑنے سمٹنے“ پر مجبور ہو جائے اور بیتے دنوں کی یادوں کو یاد کرنے لگے اسے چاہیے کہ جنگی بنیادوں پر گڈ گورننس کا آغاز کر دے۔ جو کوئی عوامی مفاد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے اسے قانون کے شکنجے میں کس دیا جائے تاکہ جو لاوا لوگوں کے دماغوں میں پک رہا ہے اسے ٹھنڈا کیا جا سکے اور انہیں یہ یقین دلایا جا سکے کہ یہ سال ان کے لیے خوشحالیاں لا رہا ہے!

آپ کی رائے اور تحریروں کا خیر مقدم

سیاسی، سماجی، معاشی موضوعات کے متعلق اپنی مختصر تحریریں، پریس ریلیز ہمیں بھیجے ہم انہیں اپنے اخبار کی زینت بنائیں گے۔

imroz.ad@gmail.com

whatsapp no :03327971944

ادارہ امروز میڈیا گروپ میں چھپنے والے مضامین / کالم اور تجزیے تحریر کنندگان کا اپنا نظریہ ہو سکتا ہے اس سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں (ایڈیٹر)

سیاست سے سیاہ ست تک۔۔

شفیق اعوان

قارئین سیاست کی بے شمار تعریفیں بیان کی گئی ہیں اس میں سے ایک جو تعریف جو مجھے سمجھ آتی ہے کہ ایمانداری سے امور ریاست چلانا، اقربا پروری سے پرہیز، ریاستی اداروں کا تحفظ، معاشرے کے مختلف طبقوں میں مساوات کا قیام، عدم تشدد کا پرچار، ظالم اور مظلوم، حاکم اور محکوم کے درمیان حقوق کی جنگ میں مظلوم کو مقدم رکھنا اور معاشرے سے جبر، ظلم، استحصال، استعماریت، رجعت پسندی کے خاتمے کی جدوجہد کو سیاست کہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ سیاست عبادت اور خدمت کا نام ہے۔

مزید یہ کہ ریاست کا نظام، معاشرے میں تحفظ کا احساس و امن قائم رکھنا، معاشرے کے مختلف طبقوں کے درمیان مساوات خیر خواہی محبت و بھائی چارگی کا قیام۔ حقوق العباد اولین ترجیح ہونا بھی ہے۔

حضرت امام غزالی احیاء العلوم میں سیاست کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ترجمہ: سیاست وہ تدبیر ہے جو زندگی کے وسائل اور انکے دائرے میں معاشرے کے افراد کے درمیان باہمی محبت، تعاون اور اتحاد پیدا کرے۔

سیاست خدمت کا دوسرا نام ہے لیکن فی زمانہ وطن عزیز میں سیاست محض اپنے لیے حصول اقتدار کا نام ہے اور ساری جدوجہد اس ایک مقصد کے لیے کی جاتی ہے۔ ایسا کرتے ہوئے ہم قائداعظم محمد علی جناح کے اصولوں کو بھی روندتے چلے جاتے ہیں اور ان سنہری اصولوں کا پرچار نہیں کرتے ہیں کہ مبادا عوام کو آگاہی ہو جائے۔ نجی میڈیا کی کیا بات کی جائے ریاستی میڈیا بھی 24 گھنٹے سیاستدانوں کی آپسی لڑائیاں یا حکومت وقت کی تعریف میں لگا دیتا ہے، ایسے ماحول میں قائد کے فرمودات کو جگہ کہاں مل سکتی ہے۔

خیر بات ہورہی تھی سیاست کے مقاصد کی تو سیاست میں آپ کا مخالف تمام برائیوں کی جڑھ ہوتا ہے اور اسی درخت پر لگنے والے پھل کے طور پر وہ خود کو پیش کرتا ہے۔ جب جڑ ہی برائیوں کا منبع ہوگی تو اس درخت کے پھل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

محض اپنے لیے اقتدار کے حصول کے لیے عوام کو اس جہد میں بطور ایندھن استعمال کیا جاتا ہے اور عوام ایک کے بعد دوسرے اور پھر تیسرے سوراخ سے ڈسے جاتے ہیں اور جاتے رہیں گے۔ جب قیادت بے ایمان ہو جائے تو عوام کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا اور قیادت سے میری مراد صاحب اقتدار اور اپوزیشن دونوں ہیں۔ دہائیوں اقتدار میں رہ کر سیاستدان تو ککھ سے لکھ بن جاتے ہیں لیکن عوام کا حال بقول حبیب جالب

وہی حالات ہیں فقیروں کے
دن پھرے ہیں فقط وزیروں کے
اپنا حلقہ ہے حلقہ زنجیر
اور حلقے ہیں سب امیروں کے
ہر بلاول ہے دیس کا مقروض
پاؤں ننگے ہیں بے نظیروں کے

ہمارے ہاں سیاست مظلومیت کا رونا رو کر اور منتخب ہونے کے بعد فرعونیت کو فروغ دینے یا عام لوگوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح سمجھ کر اپنی جذبات و خواہشات کے بھینٹ چڑھانے کا نام ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے ہم ریاستی اداروں سمیت سب کچھ تہس نہس کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

اس کی تازہ مثال پی ڈی ایم کے جاتی امرا کے حالیہ اجلاس کی روداد ہے جس میں ایک تجویز یہ بھی آئی کہ پی ڈی ایم اپنا دھرنا راولپنڈی یعنی جی ایچ کیو کے سامنے کرے۔ وہ تو بھلا ہو سابق صدر آصف زرداری صاحب کا کہ انہوں نے یہ تجویز یکسر نظر انداز کر دی اور مسلم لیگ نواز نے بھی اس کی تقلید کر دی۔ لیکن مولانا فضل الرحمان پھر بھی مصر رہے اور میڈیا بریفنگ میں پھر پنڈی دھرنے کی دھمکی دے ڈالی۔

اس سے قبل قابل احترام غفور حیدری صاحب ان کے قائد مولانا فضل الرحمان کی نیب طلبی پر پاک فوج کے پشاور کور کمانڈر ہاؤس کے سامنے دھرنے کی دھمکی دے چکے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ سیاست میں یہ انتہا پسندی ہمیں کہاں تک لے جائے گی۔

سیاست تو نام ہی رواداری کا ہے برداشت کا ہے ممکنات کا ہے یہ تو انتہا تک جانے کا نام ہی نہیں ہے۔ آخر اداروں کو کھلم کھلا دھمکیوں سے کس کو فائدہ ہوگا۔ میں کبھی اسٹیبلشمنٹ کا حامی نہیں رہا لیکن سیاست کو سیاہ ست میں بدلنے کا بھی کبھی حامی نہیں رہا۔ پی ڈی ایم یا اپوزیشن اسٹیبلشمنٹ کی مخالفت کی سیاست ضرور کرے لیکن اس میں بھی "گرے لائن" نہ پھلانگے۔

میں بھارتی میڈیا پڑھ اور دیکھ رہا ہوں وہ جس طرح مولانا فضل الرحمان اور پی ڈی ایم کے دیگر لیڈران کے پاک فوج کے خلاف بیانات کو اچھال رہے ہیں اس کا موقع تو ہم خود دے رہے ہیں۔ بھارت کے ایک میڈیا ہاؤس نے تو پی ڈی ایم لیڈران کے پاک فوج کے خلاف بیانات کو ماضی کی بدنام زمانہ مکتی باہنی سے جوڑ دیا ہے۔ آخر ہم بھارت سے اس کے علاوہ اور کیا توقع کر سکتے ہیں لیکن ہمیں بھی محتاط رویہ اپنانا چاہیے۔ از راہ تفنن عرض ہے اگر واقعی الیکشن دھاندلی زدہ تھے تو ایک سیٹ مولانا فضل الرحمان کو بھی جتوا دیتے۔ کم از کم سیاست میں اتنی تلخی نہ ہوتی اور قومی اسمبلی کی ایک سیٹ سے کیا فرق پڑ جانا تھا۔ شاید ہمارے پالیسی سازوں کو اس کے ردعمل کا ادراک نہ تھا۔

بلوچستان میں گیارہ کان کنوں کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا اس قتل عام کا تعلق ہزارہ برادری سے بتایا جا رہا ہے۔

بلوچستان میں ایک مخصوص فرقے کو مسلسل دہشت گردی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے لیکن کوئی حکومت بھی ان کو تحفظ نہ دے سکی۔ پی ڈی ایم قیادت کا بلوچستان میں خاصا اثر رسوخ ہے ان سے درخواست ہے کہ انہیں سیاہ ست سے فرصت ملے تو ادھر بھی توجہ دیں۔ حکومت اور اپوزیشن کو مل کر اس انسانی مسئلے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

حکومت کی طرف سے بھی اس واقع پر جو ردعمل آیا اس میں بھی اس قتل عام کی ذمہ داری اپوزیشن پر ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس پر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے۔

سیاسی قلابازیاں، چالیں اور ماسٹر اسٹروک

مشتاق سہیل

2021ء کا سورج نئے فتنوں، نت نئے اعلانات، خدشات، تحفظات، رسہ کشی، کھینچا تانی اور رنگا رنگ بیانیوں کے مقابلوں کی بازگشت کے ساتھ طلوع ہوگیا۔ سال گزشتہ کا احوال وبال ہی وبال۔ لاک ڈاؤن، پابندیوں، کرونا وائرس، سیاسی کشیدگی، آس، امید اور بالآخر مایوسیوں کے ساتھ رخصت، حضرت علامہ اقبال نے کہا تھا۔

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
لوٹ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

لیکن اس گردش ایام نے ملک کو کہیں کا نہیں رکھا۔ نئے سال کا پہلا کالم، لیکن 2021 کے آغاز سے قبل ہی محیر العقول واقعات کا ظہور، زمینی لیڈروں کی طرح آسمانی سیاروں کا یوٹرن آنے والے فتنوں کی خبر دے گیا۔ سال گزشتہ کے آخری ہفتہ میں دو سیارے زحل اور مریخ گلے ملنے زمین کے قریب آ گئے۔ فلکی سیاروں نے ایک دوسرے کو گلے لگا لیا۔ زمینی ستارے ایک دوسرے کی شکل دیکھنے نام سننے کو تیار نہیں، قیامت کی علامت صغریٰ "دلوں میں نفرتیں پلتی رہیں گی"۔ لیکن سیاروں کی اپنے مدار سے ہٹ کر دوسروں کے مدار میں مداخلت، نظام میں تبدیلی کا الارم کہا گیا۔ "دو ستاروں کا فلک پر ہے ملن آج کی رات" قدرت کا اپنا نظام، سیارے ایک دوسرے کا کام اور اختیارات میں مداخلت نہیں کرتے، یہ شرف حضرت انسان نے سنبھال لیا ہے۔ فرشتوں نے اسی پر اعتراض کیا تھا۔ خیر گزری سیارے اپنے اپنے مدار میں واپس چلے گئے۔ ماہرین نجوم دور کی کوڑی لانے لگے۔ سیاروں کا قریب آنا اچھی علامت نہیں، کچھ ہونے والا ہے۔ اسی دوران سیاسی شطرنج پر مہرے بدلنے کا سالخوردہ ماہر اچانک سیاسی اسکرین پر نمودار ہوا اور ہلچل مچا گیا۔ تعزیت کے بہانے کوٹ لکھپت جیل میں قید شہباز شریف سے ملاقات، گرینڈ ڈائیلاگ کی پیشکش، لیکن قیدی کو مذاکرات کی دعوت چہ معنی دارد؟ کہا پیر پگارا کا اہم پیغام پہنچایا۔ ایک نام سے پورا مضمون واضح ہوگیا۔ ناصر کاظمی یاد آگئے۔

عالمی وبا کی دوسری لہر سے تنگ عوام کیلئے اچھی خبر گئے دنوں کا سراغ لے کر کدھر سے آیا کدھر گیا وہ جانے والا خود سے کچھ نہیں کیا اہمیت ہے۔ لیکن جن کے ریفرنس سے گیا وہ انتہائی اہم، ان سے تعلقات جن کی اہمیت ہے جو ذمہ داری قبول کرتے ہیں یوٹرن نہیں لیتے بلکہ رائٹ ٹرن کے قائل ہیں محمد علی درانی ایسے ہی موقع پر نمودار ہوتے ہیں، پچھلے دنوں مولانا فضل الرحمان سے بھی جا ٹکرائے، وہی پیغام وہی پیشکش، مولانا ان دنوں خاصے برہم ہیں ٹکا سا جواب دیا۔ "اپنا سامنہ لے کے رہ گئے" "کیا ظاہر ہوتا ہے؟ باخبر حلقے جاگتے لوگ ملکی حالات سے لاتعلق نہیں ہیں۔ سمندر کی تہہ میں پلنے والے طوفانوں کا رخ موڑنے کی کوششیں جاری ہیں۔ ادھر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی 13 ویں برسی میں آصف زرداری کی تقریر اور پیپلز پارٹی کی سینٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کے اجلاس کے فیصلوں سے یوں لگا جیسے شطرنج کے مہرے بکھر گئے ہوں۔ وقتی طور پر پی ڈی ایم کے حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی۔ مولانا برہم، مریم نواز پریشان، پوری ن لیگ اپنے کیے پر پشیمان، مولانا نے خفگی سے کہا پیپلز پارٹی سے دوٹوک بات ہوگی کیا بات کریں گے؟ پی پی چیئرمین کا اپنا راستہ اپنا وتیرہ، معذرت کے ساتھ استعفے لانگ مارچ، سینیٹ الیکشن سے پہلے حکومت گرانے کی حکمت عملی، ایک قلابازی نے 5 جلسوں، ظہرانوں اور عشائیوں میں نوجوان لیڈروں کے کیے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ جلسوں پر کروڑوں کے اخراجات، نتیجہ کیا نکلا "جہاں سے چلے تھے وہیں آگئے ہم" کیا دنیا گول ہے؟ نادانی کس سے ہوئی؟ ان سے جنہوں نے سوچے سمجھے بغیر شعلوں کو ہوا دی۔ نواز شریف، مولانا فضل الرحمان، بلاول، مریم نواز سب کے بیانیے پاش پاش، دھواں دھار تقریریں ہوا میں تحلیل، اس موقع پر بانچھیں مارنے کی کیا ضرورت تھی وزیروں مشیروں اور ترجمانوں کو موقع مل گیا۔ "اپنے" قریبی صحافی نے تاخیر کیے بغیر کہا پی ڈی ایم کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ ایک دل جلے نے تبصرہ کیا کہ ن لیگ نے بار بار ڈسے جانے کے باوجود پھر اسی سوراخ پر پاؤں رکھ دیا۔ برسوں پرانے سیاستدان بھی ناکام ہی نکلے۔

ایسا تیر چلا کہ پی ڈی ایم کا پورا بیانیہ پاش پاش ہوگیا ایک نے دہائی دی "ہائے پی ڈی ایم لٹ گئی" لٹی یا لوٹی گئی؟ ایک کاریگر اور جوڑ توڑ کے ماہر شاطر سیاستدان نے لٹیا ڈبو دی۔ ایسا دھوبی پٹڑا مارا کہ بنیادیں ہلا دیں۔ سارے مشیر وزیر ترجمان میدان میں کود پڑے۔ استعفے لطیفے اور لانگ مارچ کو ناک پر ہاتھ رکھ کر لونگ مارچ قرار دے دیا۔ وزیر اعظم خوش قسمت ہیں کہ ان کے وزیر نا اہل سہی۔ مشیر اور ترجمان بلا کے ذہین بلکہ فطین ہیں۔ آپا فردوس ایسی دور کی کوڑی لاتی ہیں کہ اپوزیشن کی سٹی گم ہوجاتی ہیں۔ ایک صاحب نے تبصرہ کیا۔ "عجیب خواب تھا تعبیر کیا ہوئی اس کی" آصف زرداری کی جانب سے بھرے پرے جلسے میں اس قسم کی سیاسی قلابازی کا موقع نہیں تھا۔ اس قسم کی باتیں اور تجاویز محدود اجلاسوں میں دی جاتی ہیں۔ ایک دوست نے فون پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "کسی نے بچھو سے پوچھا تھا ڈستے کیوں ہو، دم اٹھا کر بولا "فطرت ہے میرے اندر زہر بھرا ہے، شہد کا ذخیرہ لے کر پیدا نہیں ہوا۔" دوست ن لیگ پر برہم تھے 40 سال میں کتنی بار ڈسے گئے پھر بھی عقل نہ آئی۔ آپا فردوس کیوں پیچھے رہتیں کہنے لگیں۔ زرداری کی چال پی ڈی ایم کو لے ڈوبی، تبصرے، ریمارکس، میڈیا وار بلکہ ہائبرڈ وار ایک طرف لیکن حکومت اور اپوزیشن نئے سال کے آغاز ہی سے ایک دوسرے کو بے بس کرنے کے لیے خطرناک راستے پر چلنے کی پالیسی پر گامزن ہوگئے ہیں۔ وزیر اعظم این آر او کی رٹ لگاتے لگاتے بوڑھے ہوگئے بھلے لوگوں نے سمجھایا کہ این آر او کوئی چیز نہیں پرویز مشرف نے اپنی منڈلی سجانے کے لیے ریلیف دیا تھا جسے سپریم کورٹ نے 16 دسمبر 2009ء کو کالعدم قرار دے دیا۔ مردہ گھوڑے کا بار بار ذکر، اپوزیشن اسے اعتراف شکست قرار دیتی ہے۔ لیکن وہ بھی اپنی دھن کے پکے سوتے جاگتے این آر او کا ورد کرتے نہیں تھکتے، وہ ابھی تک ترجمانوں اور مشیروں کی شکل میں پیادوں کو آگے بڑھا رہے ہیں اور قومی اداروں کو ملوث کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں جبکہ پی ڈی ایم کے یکم جنوری کے سربراہی اجلاس میں اپوزیشن نے مایوسیوں کی چادر اتار کر ضمنی الیکشن میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ پیپلز پارٹی کے روحانی پیشوا آصف علی زرداری کا ماسٹر اسٹروک ہے تاہم پی ڈی ایم استعفوں اور لانگ مارچ کے فیصلوں پر قائم ہے۔ مولانا اِدھر اُدھر دیکھے بغیر سرپٹ دوڑ رہے ہیں۔ کوئی سمجھے نہ سمجھے وہ اپنے مشن میں پرخلوص اور نواز شریف کے بیانیہ سے قریب تر ہیں کامیابی ناکامی وقت کا فیصلہ ہے لیکن فروری مارچ میں کچھ نہ کچھ ہونے جا رہا ہے۔ اگر اپوزیشن میں قلابازیوں سے احتیاط کی گئی تو حکومت کو ٹف ٹائم کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن ایک سینئر تجزیہ کار کی بات دل کو لگی کہ اپوزیشن کے لیے سب سے بڑا خطرہ خود اپوزیشن جبکہ حکومت کے لیے بڑا خطرہ حکومت ہے۔ حکومت اپنے بوجھ سے گرے گی۔ اسے سوچنا ہوگا کہ "سفر میں کچھ نہ کچھ تو بھول ان سے بھی ہوئی ہے۔ کہ ان کے پیچھے جو تھے پیچھے ہٹتے جا رہے ہیں" جبکہ اپوزیشن غیر ضروری قلابازیوں سے نقصان اٹھائے گی۔ پرانا محاورہ یاد آیا سو سنار کی ایک لوہار کی دیکھنا ہوگا کہ آئندہ دو ماہ میں کس کی ضرب کاری ثابت ہوتی ہے۔

بقیہ 1

ہے۔ ایران کا کہنا تھا کہ ہمیں عراق سے معلوم ہوا ہے کہ امریکا ایران کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہا ہے۔

بقیہ 2

رہے کہ عمرو موسیٰ سنہ 1991 سے 2001 کے درمیان مصر میں وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز رہے۔ اس کے بعد انہیں عرب لیگ کا سیکرٹری جنرل مقرر کیا گیا۔ سنہ 2011 میں صدر حسنی مبارک کی حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد مصر میں پہلے صدارتی انتخابات میں بھی حصہ لیا تھا۔

بقیہ 3

قاتلانہ حملوں میں مزید چار فلسطینی زخمی ہوگئے۔ مرکز اطلاعات فلسطین کے مطابق عرابہ کے مقام پر صہیونیوں نے دو حقیقی بہنوں کو گولیاں ماریں۔ دونوں اس وقت ایک کار میں جا رہی تھیں۔ گولیاں لگنے سے دونوں کو گہرے زخم آئے۔ زخمی ہونے والی لڑکیوں کو اسپتال منتقل کیا گیا ہے جہاں ان کی حالت خطرے میں بتائی جاتی ہے۔ ادھر طمرہ کے مقام پر 20 سالہ ایک فلسطینی شہری کو نامعلوم افراد نے گولیاں ماریں جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہوگیا۔ ایک گولی اس کے دھڑ میں لگی۔ ایک اور فلسطینی کو رھط شہر میں نامعلوم قاتل گینگ نے گولیاں مار کر زخمی کر دیا۔ اسے بھی اسپتال منتقل کیا گیا ہے۔

بقیہ 4

16 کی حالت تشویش ناک ہے جبکہ 6 کروڑ 1 لاکھ 49 ہزار 687 کورونا مریض صحت یاب ہو چکے ہیں۔ امریکی میڈیا رپورٹ کے مطابق کورونا وائرس کے کیسز اور اس سے اموات کے اعتبار سے 10 سرِ فہرست ممالک میں 33 کروڑ سے زائد آبادی کا حامل امریکا پہلے نمبر پر ہے جہاں اس وائرس سے اب تک 3 لاکھ 58 ہزار 682 افراد موت کے منہ میں پہنچ چکے ہیں جبکہ اس سے بیمار ہونے والوں کی مجموعی تعداد 2 کروڑ 9 لاکھ 4 ہزار 701 ہوچکی ہے۔ کورونا وائرس کے امریکا میں 81 لاکھ 84 ہزار 632 مریض اسپتالوں، قرنطینہ مراکز میں زیرِ علاج اور گھروں میں آئسولیشن میں ہیں، جن میں سے 29 ہزار 258 کی حالت تشویش ناک ہے جبکہ 1 کروڑ 23 لاکھ 61 ہزار 387 کورونا مریض اب تک شفایاب ہو چکے ہیں۔ 1 ارب سے زائد آبادی والا ملک بھارت کورونا وائرس کے مریضوں کی تعداد میں تیزی سے اضافے کے ساتھ اس فہرست میں دوسرے نمبر پر ہے، جہاں اس سے 1 لاکھ 49 ہزار 471 ہلاکتیں ہو چکی ہیں جبکہ اس موذی وائرس سے متاثرہ مریضوں کی تعداد 1 کروڑ 3 لاکھ 24 ہزار 631 ہوگئی۔ کورونا وائرس کے مریضوں کی تعداد کے حوالے سے ممالک کی اس فہرست میں برازیل تیسرے نمبر پر ہے جہاں یہ جان لیوا وائرس 1 لاکھ 95 ہزار 742 زندگیاں نگل چکا ہے جبکہ کورونا مریضوں کی تعداد 77 لاکھ 16 ہزار 405 تک جا پہنچی ہے۔ کورونا وائرس سے روس میں کل اموات 58 ہزار 506 ہوگئیں جبکہ اس کے مریضوں کی تعداد 32 لاکھ 36 ہزار 787 ہو چکی ہے۔ فرانس میں کورونا وائرس کی وبا سے مجموعی اموات 64 ہزار 921 ہوچکی ہیں، جہاں اس کے اب تک کل کیسز 26 لاکھ 43 ہزار 239 رپورٹ ہوئے ہیں۔ برطانیہ میں کورونا وائرس کے کیسز اور اس سے اموات دوبارہ تیزی سے بڑھنے لگی ہیں، یہاں اس سے اموات کی تعداد 74 ہزار 570 ہوگئی جبکہ کورونا کے کیسز کی تعداد 25 لاکھ 99 ہزار 789 ہوچکی ہے۔ ترکی میں کورونا وائرس سے اموات 21 ہزار 295 تک جا پہنچی ہیں جبکہ کورونا وائرس کے کیسز 22 لاکھ 32 ہزار 35 ہو چکے ہیں۔ اٹلی میں کورونا وائرس سے کل اموات کی تعداد 74 ہزار 985 ہوگئی جبکہ اس کے کل کیسز 21 لاکھ 41 ہزار 201 ہوگئے۔ اسپین میں کورونا وائرس کی وبا سے اموات 50 ہزار 837 ہوگئیں جبکہ اب تک اس کے 19 لاکھ 36 ہزار 718 مصدقہ متاثرین سامنے آئے ہیں۔ جرمنی اس فہرست میں 10 ویں نمبر پر آگیا ہے جہاں کورونا وائرس 34 ہزار 859 زندگیاں نگل چکا ہے، جبکہ اب تک اس کے 17 لاکھ 73 ہزار 540 کیسز رپورٹ ہوئے ہیں۔ سعودی عرب اسی فہرست میں 36 ویں نمبر پر پہنچ گیا ہے جہاں کورونا وائرس سے اب تک کل اموات 6 ہزار 239 رپورٹ ہوئی ہیں جبکہ مملکت میں اس کے مریضوں کی تعداد 3 لاکھ 62 ہزار 979 تک جا پہنچی ہے۔ 1 ارب 43 کروڑ سے زائد آبادی والے ملک چین میں کورونا وائرس کا پہلا کیس سامنے آیا تھا، چین کا اس فہرست میں نمبر 82 ہو چکا ہے، جہاں کورونا مریضوں کی تعداد 87 ہزار 117 ہو چکی ہے تاہم اس سے ہونے والی اموات کی تعداد 4 ہزار 634 پر رکی ہوئی ہے۔ پاکستان میں کورونا وائرس کی دوسری لہر جاری ہے، یہاں کورونا وائرس کے کیسز میں پھر تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، کورونا مریضوں کی تعداد کے حوالے سے مرتب کی گئی فہرست میں پاکستان ایک بار پھر 29 ویں نمبر سے 28 ویں پر آ گیا ہے۔ پاکستان میں گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران کورونا وائرس کے مزید 2 ہزار 272 کیسز سامنے آئے ہیں، مزید 53 افراد اس موذی وبا کے سامنے زندگی کی بازی ہار گئے، جبکہ 1 ہزار 686 مریض اس بیماری سے شفایاب ہوگئے۔ نیشنل کمانڈ اینڈ کنٹرول سینٹر (این سی او سی) کے اعداد و شمار کے مطابق ملک بھر میں کورونا وائرس سے انتقال کرنے والوں کی مجموعی تعداد 10 ہزار 311 ہوگئی ہے، جبکہ کل مریضوں کی تعداد 4 لاکھ 86 ہزار 634 ہو چکی ہے۔ 24 گھنٹوں میں کورونا وائرس کے مزید 44 ہزار 392 ٹیسٹ کیئے گئے، جبکہ اب تک کل 68 لاکھ 19 ہزار 699 ٹیسٹ کیئے جا چکے ہیں۔ کورونا وائرس کے ملک بھر میں اسپتالوں، قرنطینہ سینٹرز اور گھروں میں کل 35 ہزار 663 مریض زیرِ علاج ہیں، جن میں سے 1 ہزار 784 مریضوں کی حالت تشویش ناک ہے، جبکہ 4 لاکھ 40 ہزار 660 مریض اب تک اس بیماری سے شفایاب ہو چکے ہیں۔

بقیہ 5

مطابق اس کی لاش ایک ٹوائلٹ میں رسی سے لٹکی ہوئی ملی۔ جس کے قریب سے ایک نوٹ بھی ملا۔ جس میں اس نے مذکورہ زرعی قوانین کے خلاف اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے لکھا کہ وہ حکومت اور کسان تنظیموں کے درمیان ہونے والی بات چیت کی ناکامی سے بہت مایوس ہے۔ انہوں نے حکومت سے اپیل کی کہ وہ متنازع قوانین واپس لے۔ اس نوٹ میں یہ بھی درج ہے کہ وہ کب تک اس سردی میں یہاں بیٹھے رہیں گے۔ یہ حکومت ان کی بات نہیں سن رہی۔ لہٰذا وہ اپنی جان دے رہے ہیں۔ تا کہ مسئلے کا کوئی حل نکلے۔ خودکشی کے اس نوٹ کو، جو کہ گورکھی زبان میں لکھا ہوا ہے، پولیس نے قبضے میں لے لیا ہے اور کسان کی لاش پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دی گئی ہے۔ کسانوں کی اتر پردیش کی ایک تنظیم بھارتیہ کسان یونین کے مطابق کشمیر سنگھ نے اپنے نوٹ میں موت کے لیے حکومت کو ذمہ دار ٹھیرایا اور کہا کہ اس کے اوپر اس کے اہل خانہ کا یا کسی کا دباؤ نہیں تھا۔ احتجاج میں شریک افراد نے بتایا کہ اسٹیج سے کشمیر سنگھ کی خودکشی کا اعلان کیا گیا تھا۔ بھارتیہ کسان یونین کے ترجمان دھرمیندر ملک نے بتایا کہ کشمیر سنگھ، اس کا بیٹا اور پوتا بھی کئی دن سے احتجاج میں شریک تھے۔ دھرمیندر کے بقول وہ لوگ احتجاج کرنے والے کسانوں کے لیے لنگر کے انتظام میں لگے ہوئے تھے۔ واضح رہے کہ اب تک سنگھو اور غازی پور سرحد پر احتجاج کے دوران 46 کسانوں کی موت ہوچکی ہے۔

بقیہ 6

رسیدہ خاتون بھی شامل ہیں۔ غیرملکی خبر رساں ادارے کے مطابق فلسطینی محکمہ امور اسیران کی طرف سے جاری کردہ رپورٹ میں کہا گیا کہ غزہ کی پٹی سے فلسطینیوں کی گرفتاریاں ہر ماہ جاری رہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ اسرائیلی فوج نے کئی فلسطینیوں کو بیت حانون گذرگاہ سے حراست میں لیا۔ اس گذرگاہ کو فلسطینی غزہ اور غرب اردن میں آمد و رفت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے مگر صہیونی فوج نے اسے فلسطینیوں کے لیے ایک اذیت گاہ بنا دیا ہے۔ اس گذرگاہ کو عبور کرنے والے فلسطینیوں کو طرح طرح کے ہتھکنڈوں اور بلیک میلنگ کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس گذرگاہ سے گذشتہ برس 10 فلسطینیوں کو گرفتار کیا گیا۔ ان میں پانچ کاروباری افراد شامل ہیں جب کہ دیگر مریض بتائے جاتے ہیں جو غزہ کی پٹی سے علاج کی غرض سے غرب اردن جارہے تھے۔

بقیہ 7

کرنے کو تیار ہیں۔ یہ عبوری حکومت دراصل حکومت کی موجودہ شکل سے ایک نئی ہیئت میں تبدیلی کو ممکن بنائے گی جس پر طالبان اور افغان حکومت کے درمیان اتفاق رائے ہوگا۔ افغان حکومت کی طرف سے طالبان کے ساتھ مذاکرات کرنے والے وفد کے رکن حافظ منصور کے بقول امریکا کی یہ کوشش ہوگی کہ رواں برس مئی میں امریکی افواج کی مکمل واپسی سے قبل طالبان اور افغان حکومت کے درمیان ایک معاہدہ طے پاجائے۔ طالبان اور امریکا کے درمیان فروری 2020 میں دوحہ میں طے پانے والے معاہدے کے مطابق امریکی فورسز رواں برس مئی تک افغانستان سے نکل جائیں گی۔ حافظ منصور کے مطابق بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں کہ ایک عبوری حکومت کے قیام پر اتفاق رائے ہوجائے۔ ان کا کہنا تھا کہ حکومتی ٹیم پیر چار جنوری کو دوحہ روانگی سے قبل افغان حکومت سے حتمی رہنمائی حاصل کرے گی۔ یہ مذاکرات منگل پانچ جنوری سے شروع ہونا ہیں۔

بقیہ 8

جاری ایک بیان میں کہا گیا کہ بغداد میں بڑی تعداد میں سیکیورٹی فورسز کے اہلکار تعینات کیے گئے ہیں۔ ایرانی کمانڈر قاسم سلیمانی کے قتل کی پہلی برسی کے موقعے پر بغداد میں تمام سفارت خانوں کی سیکیورٹی مزید سخت کر دی گئی ہے۔ الحشد ملیشیا کے وفاداروں نے حال ہی میں بغداد کی شاہراہ ایئرپورٹ کا نام تبدیل کر کے 'شاہراہ ابو مہدی المہندس' رکھا ہے۔ المہندس قاسم سلیمانی کے ہمراہ تین جنوری 2020 کو بغداد کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر امریکی ڈرون حملے میں ہلاک ہوگئے تھے۔

بقیہ 9

ایران اور اسرائیل نے ایک بار پھر ایک دوسرے کے خلاف دھمکی آمیز بیانات دینا شروع کر دیے ہیں۔ اس حوالے سے بتایا گیا ہے کہ ایرانی وزیر خارجہ جواد ظریف نے دعویٰ کیا ہے کہ اسرائیلی ایجنٹ عراق میں امریکیوں کے خلاف حملوں کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ امریکہ اور اس کے صدر کو بھی اسرائیلی منصوبے میں پھنسنے سے بچنے کا مشورہ دیا ہے۔ دوسری جانب اسرائیلی فوج نے ایران، عراق اور یمن سے ممکنہ جوابی حملے کی تیاری شروع کر دی ہے۔ اس حوالے سے اسرائیلی میڈیا کے مطابق اسرائیلی حکام کا کہنا ہے کہ اسرائیل کیخلاف کارروائی کرنے والوں کو بھاری قیمت چکانا ہوگی۔ واضح رہے کہ امریکا نے گذشتہ برس 3 جنوری 2020ء کو عراق میں ایک ڈرون حملے کے ذریعے القدس فورس کے سابق کمانڈر قاسم سلیمانی کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس سے قبل واشنگٹن نے یہ الزام عائد کیا تھا کہ خطے میں امریکی فورسز پر ایران نواز مسلح گروپوں کے حملوں کا ماسٹر مائنڈ سلیمانی ہے۔ امریکی ڈرون حملے کے جواب میں ایران نے چند روز بعد عراق میں ایک فوجی اڈے پر بھرپور راکٹ حملہ کیا تھا۔ اس اڈے میں امریکی فوجی بھی تعینات تھے۔

بقیہ 10

پانی سے باہر بھی سانس لینے کی صلاحیت موجود ہے۔ جس کے باعث یہ ایک نہر سے دوسری نہر تک بھی آرام سے جا سکتی ہے۔ ایک مرتبہ یہ مچھلی کسی ندی میں پہنچ جائے تو اس سے لڑنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کی مادائیں سال میں 10 ہزار تک انڈے دیتی ہیں۔ جب ریاست جارجیا میں ایک مچھیرے نے اس ریاست میں پہلی مرتبہ مصدقہ طور پر یہ مچھلی پکڑی تو حکام نے اس کے بارے میں الرٹ جاری کر دیا۔ اپنی ہدایات میں محکمہ قدرتی وسائل نے مزید کہا کہ یاد رکھیں کہ یہ مچھلی پانی سے باہر بھی زندہ رہ سکتی ہے۔ اگر ممکن ہو تو اس مچھلی کی تصاویر لیں اور نوٹ کریں کہ آپ نے اسے کہاں پکڑا ہے۔ سنیک ہیڈ مچھلی کی پانی سے باہر سانس لینے کی خصوصیت کی وجہ سے یہ زمین پر مختصر ہجرت بھی کر سکتی ہے۔ جارجیا کے حکام نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ پانی میں گئے ہیں تو اپنا سامان منتقل کرنے سے پہلے کسی بھی قسم کا کیچڑ، پودے، مچھلیاں اور دیگر جانور نکال دیں، اور پانی سے رابطے میں آنے والی ہر چیز مثلا کپڑوں، کتوں، سامان اور کشتیوں کو صاف کریں اور سکھائیں۔ سرکاری بیان میں وضاحت کی گئی کہ سنیک ہیڈ مچھلی کیڑوں اور ننھے کیکڑوں سمیت بالغ مچھلیاں اور کیکڑے تک کھا لیتی ہیں جس کی وجہ سے دیگر مچھلیوں کے لیے کھانا کم پڑ سکتا ہے۔ سنیک ہیڈ مچھلی پانی میں بہت کم آکسیجن کے ساتھ زندہ رہ سکتی ہے جس کی وجہ سے اسے ٹراٹ اور سنوک جیسی دیگر مچھلیوں کے مقابلے میں فائدہ ہوتا ہے، جنھیں زیادہ آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے۔

بقیہ 11

257 جانوں کے ضیاع کا سبب بنے تھے۔ ٹو 70 کا کہنا تھا کہ سال 2020 میں بڑے کمرشل طیاروں کے حادثات کی شرح 0.27 فی ملین رہی یعنی 37 لاکھ پروازوں میں سے کوئی ایک پرواز ہلاکت خیز حادثے کا شکار ہوئی جبکہ 2019 کی شرح 0.18 فی ملین مہلک حادثات کی شرح سے زیادہ ہے۔ طیارہ حادثات میں کمی کی ایک وجہ کورونا وائرس عالمی وبا کے باعث عائد پابندیوں کے سبب پروازوں کی تعداد میں کمی بھی ہے۔ فلائٹ ریڈار 24 نے رپورٹ کیا کہ سال 2020 میں دنیا بھر میں اس کی ٹریک کردہ کمرشل پروازیں 42 فیصد کم ہوکر 2 کروڑ 44 لاکھ رہ گئیں۔ ٹو 70 کمپنی نے جن اموات کا جائزہ لیا ان میں 176 ہلاکتیں جنوری 2020 میں ایرانی فضائی حدود میں ایک یوکرینی طیارہ مار گرائے جانے سے ہوئیں۔ دوسرا سب سے مہلک واقعہ پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائن کو مئی میں پیش آیا جس میں 98 افراد مارے گئے تھے۔ ایوی ایشن سیفٹی نیٹ ورک (اے ایس این) کا کہنا تھا کہ گذشتہ 2 دہائیوں میں فضائی اموات ڈرامائی طور پر کم ہوئی ہیں جبکہ 2005 میں دنیا بھر میں کمرشل مسافر پروازوں میں ہونے والے اموات کی تعداد ایک ہزار 15 تھی۔ اعداد و شمار میں شامل کیے گئے بڑے مسافر طیاروں کو ایئرلائنز کے تقریبا تمام مسافروں نے استعمال کیا لیکن چھوٹے مسافر طیاروں کو اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ اے ایس این کے مطابق گذشتہ 5 سالوں میں کمرشل مسافر طیاروں کے اوسطا 14 مہلک حادثات ہوئے جن میں 345 ہلاکتیں ہوئیں۔ دنیا بھر میں ہوابازی کے لیے محفوظ ترین سال 2017 تھا جس میں علاقائی انجن کے صرف 2 مہلک حادثات ہوئے اور اس کے نتیجے میں 13 اموات بھی ہوئیں لیکن مسافر طیاروں کا کوئی خطرناک حادثہ رونما نہیں ہوا۔ امریکا میں فروری 2009 کے بعد سے مسافر ایئرلائن کا کوئی طیارہ ہلاکت خیز حادثے کا شکار نہیں ہوا اور اس عرصے کے دوران صرف ایک امریکی مسافر کسی حادثے میں مارا گیا۔

بقیہ 12

فیس بک کی ایپ میسنجر پر بھی نئے سال کے موقع پر بڑی تعداد میں ویڈیو اور وائس کالز کی گئیں۔ کمپنی کے مطابق نئے سال کا آغاز کمپنی کے لیے بہت بڑا دن ثابت ہوا کیونکہ میسنجر پر بھی عام دن کے مقابلے میں دوگنی کالز کی گئیں۔ علاوہ ازیں نئے سال کے موقع پر دنیا بھر سے فیس بک اور انسٹاگرام سے 55 ملین لائیو براڈ کاسٹ کی گئیں۔

بقیہ 13

صیحات نے بتایا کہ پوری دنیا میں کرونا کی وبا نے انسانیت کو اپنے حصار میں لے رکھا۔ فلسطینی قوم کو کرونا کے ساتھ ساتھ اسرائیلی ریاست کے ظلم و تشدد کا بھی مسلسل سامنا رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اسرائیلی فوج کے حملوں میں گذشتہ برس شہید ہونے والوں میں بچے، خواتین اور معذور افراد بھی شامل تھے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ فورم کو ملنے والی تفصیلات کے مطابق سال 2020 کے دوران 48 فلسطینی شہید ہوئے۔ ان میں 36 غرب اردن اور 12 غزہ کی پٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ شہدا میں دو خواتین اور 46 مرد ہیں۔ شہدا میں سب سے کم عمر 13 سالہ علی ایمن ابوعلیا ہیں جنہیں 4 دسمبر 2020 کو اسرائیلی فوج نے رام اللہ کے نواحی علاقے المغیر میں گولیاں مار کر شہید کیا گیا۔ اس کے علاوہ شہدا میں 75 سالہ سعدی محمود خلیل الغرابلی کو غزہ کی پٹی کے مشرقی علاقے الشجاعیہ میں گولیاں مار کر شہید کیا گیا۔

بقیہ 14

پرویپ کو بازیاب کرلیا۔ پرویپ کمار نے پولیس کو بتایا کہ یہ سارا ڈرامہ اپنی بیوی سے نجات حاصل کرنے کے لیے رچایا کیوں کہ وہ مجھے نہ صرف مارتی تھی بلکہ بات بے بات گالیاں دیتی اور برا بھلا کہتی تھی۔ پولیس نے میڈیا کو بتایا کہ پرویپ کمار پر موت کی جعلی منصوبہ بندی پر مقدمہ بنایا گیا تھا تاہم راضی نامے کے بعد انہیں دیگر گھر جانے کی اجازت دیدی گئی ہے جب کہ ان کی اہلیہ کو بھی سمجھایا ہے کہ مارپیٹ سے گریز کریں۔

بقیہ 15

ہے کہ بھارتی سیاح دیپ ڈیبائے نے 28 دسمبر 2020 کو مکروہ جرم کیا، دیپ ڈیبائے نے افغان لڑکی کو دھمکایا، لڑکی نے واقعے سے متعلق خاندان کو نہ بتایا، افغان پولیس سپرنٹنڈنٹ کے مطابق بھارتی سیاح نے ویڈیو سماجی رابطے کی ویب سائٹ پر شیئر کردی جو وائرل ہوگئی، واقعہ کا مقدمہ درج کرکے چار تھانوں کی ٹیم تشکیل دی گئیں اور ابھی تک ایک ملزم گرفتار ہوا، بھارتی سیاح دیپ ڈیبائے کو گرفتار کرلیا گیا، افغان پولیس سپرنٹنڈنٹ راشد کے مطابق پولیس ٹیمیں دیگر ملزمان کی تلاش شروع کردی گئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ویڈیو کی آن لائن تشہیر کو روکنے کیلئے بھی اقدامات کر رہے ہیں، افغان میڈیا نے یہ انکشاف کیا ہے کہ یہ پہلی بار نہیں کہ افغانستان میں افغان بچی کیساتھ زیادتی میں بھارتی ملوث پایا گیا ہو اس سے قبل بھارتی دفاعی اتاشی بریگیڈیئر ایس کے نارائن نے بھی افغان لڑکی کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا تھا جسکے بعد بھارتی سفارتخانہ میں متعین دفاعی اتاشی کو ملک بدر کر دیا گیا تھا، افغان میڈیا کا کہنا تھا کہ افغان لڑکی نے تعلیمی وظیفے کے حصول کیلئے سفارتخانہ میں درخواست دی تھی، درندہ صفت بھارتی دفاعی اتاشی بریگیڈیئر نارائن نے لڑکی کو سفارتخانہ میں ہی زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا افغان حکومت نے بھارتی دفاعی اتاشی کو دیس نکالا دیا لیکن جرم پر کوئی قانونی کارروائی نہ کی، تین ہفتے قبل بھی تین بھارتی فوجیوں نے اپنے ہی ملک کی عزت کو چلتی ٹرین میں تار تار کردیا، بھارتی فورسز مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھی خواتین کو اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنارہی ہیں بھارتی فوج، اقوام متحدہ امن مشن میں بھی جنسی زیادتی کے واقعات میں ملوث رہیں غیرملکی خواتین سیاح کیلئے ہندوستان جہنم بن چکا ہے کئی غیر ملکی خواتین، بھارتی شہریوں کے ہاتھوں جنسی زیادتی کا نشانہ بن چکیں عالمی سطح پر جنسی زیادتی کے واقعات میں ہندوستانی دارالحکومت نئی دہلی سرفہرست ہے۔

بقیہ 16

کیسوسک شہر لے جایا جائے گا جہاں ریڈیو کاربن تجزیے کے ذریعے سائنس دان باقیات کے نمونوں کا مطالعہ کریں گے۔ ابتدائی طور پر مقامی سائنس دانوں کا خیال ہے کہ یہ گینڈا 20 سے 50 ہزار سال پہلے یہاں رہا ہوگا۔ ابتدائی طور پر گینڈے کی باقیات کا جائزہ لینے والی سائنسدان ویلری پلوٹنیکو کا مزید کہنا تھا کہ مرتے کے وقت گینڈے کی عمر 3 سے 4 برس کے لگ بھگ تھی اور اس کی موت ممکنہ طور پر ڈوبنے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود اس گینڈے کے ناک پر چھوٹی سی سینگ بھی محفوظ ہے جو عام حالت میں سب سے جلدی گل سڑ جاتی ہے۔

بقیہ 17

ایک ہفتے کے لیے بڑھا دیا گیا تھا۔ تین جنوری 2021 کو دن گیارہ بجے سے یہ پابندی اٹھا دی گئی ہے۔ سعودی عرب کی وزارت داخلہ کے مطابق برطانیہ، جنوبی افریقا ایسے ممالک جہاں پر کرونا کی نئی شکل سامنے آئی ہے سے آنے والے مسافروں کو یہ یقینی بنانا ہوگا کہ وہ نئے وائرس سے متاثرہ ممالک سے کم سے کم 14 دن باہر رہے ہیں۔ اس مدت کی میعاد ختم ہونے کے بعد مسافروں کو 'پی سی آر' کا ٹیسٹ کرانا ہوگا تا کہ مسافر کے کوویڈ 19 کی نئی شکل سے متاثر نہ ہونے کی یقین دہانی کرائی جا سکے۔ ناگزیر حالات اور انسانی بنیادوں پر جن افراد کو مملکت میں آنے کی اجازت دی جائے گی انہیں 14 دن تک قرنطینہ میں رہنا ہوگا۔ تاہم ایسے ممالک جہاں پر کرونا کی نئی شکل سامنے نہیں آئی ہے وہاں سے آنے والے مسافروں کو 7 دن تک احتیاطی تدابیر کے تحت الگ تھلگ رہنا ہوگا۔

بقیہ 18

فلسطین کو کیوں نہیں ترک کرے گا؟ کے عنوان کے تحت، توران نے وضاحت کی کہ صدی کے معاہدے کو مارکیٹ میں لانے کے لیے کچھ عرب ممالک کی کوششیں اس کو جواز نہیں دیتی ہیں۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ یہ معاہدہ فلسطینی سرزمین کے باقی حصے کو چوری کرنے کا منصوبہ ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ترک صدر رجب طیب اردوآن نے تصدیق کی کہ وہ ہمیشہ ان منصوبوں کے سامنے کھڑے رہیں گے۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ عرب ممالک اور قابض ریاست کے مابین حالیہ عرصے کے دوران تعلقات معمول پر لانے کی تمام کوششیں مسترد کرتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اسرائیل کے ساتھ دوستی منطق سے مطابقت نہیں رکھتی اور ان ممالک نے اسرائیل کے ساتھ دوستی کر کے فلسطینی قوم کی توہین کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ فلسطینی قوم ترکی اور پوری مسلم دنیا کے لیے سب سے مقدم ہے اور ہم فلسطینی قوم کی طرف پیٹھ نہیں پھیر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ ہم بین الاقوامی اور پارلیمانی فورموں میں فلسطینی ریاست کے قیام کی حمایت کرتے ہیں۔ ہم فلسطین کے مسئلے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ فلسطین اور مسجد اقصیٰ کو ترک کرنا ناممکن ہے۔ انہوں نے اس طرف اشارہ کیا کہ فلسطینی عوام کے دکھوں پر خاموش نہیں رہنا چاہیے۔

بقیہ 19

صداقت نہیں۔ انہوں نے نے دھمکی دی کہ اگر ہماری سرخ لکیروں کو عبور کیا گیا تو ہمارا ردعمل حیران کن ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے کچھ چینلز کے ذریعے، امریکہ کو کسی بھی مہم جوئی کے نتائج سے خبردار کیا۔

بقیہ 20

چکی ہے۔ جانی نقصان کے علاوہ حوثی ملیشیا کو عسکری ساز و سامان کے لحاظ سے بھی بھاری نقصان سے دوچار ہونا پڑا۔ اس نقصان میں ہتھیاروں کے 27 گوداموں اور 573 عسکری گاڑیوں کی تباہی شامل ہے۔ ان میں 395 گاڑیاں مکمل جب کہ 178 گاڑیاں جزوی طور پر تباہ ہوئیں۔ گذشتہ برس کے دوران یمنی فوج اور عوامی مزاحمت کاروں نے مجموعی طور پر حوثیوں کے 104 ڈرون طیارے مار گرائے۔ ان میں ایرانی خودکش ڈرون بھی شامل ہیں۔

بقیہ 21

دیگر خلیجی ملکوں میں انسانی اسمگلنگ میں استعمال کیے جارہے تھے۔ عرب میڈیا کے مطابق شاہد اسلام اور ساتھیوں کے منجمد 617 بینک اکاؤنٹس میں انسانی اسمگلنگ سے جمع کی گئی 17 ملین امریکی ڈالرز کی رقم موجود ہے۔ رپورٹ کے مطابق 57 سالہ بنگلا دیشی پارلیمنٹ کے رکن شاہد اسلام اپنے ساتھی سمیت پہلے سے ہی جیل میں قید ہیں۔

بقیہ 22

سونے کے 11 دانت بھی شامل تھے۔ پولیس نے گورکن کو حراست میں لے لیا۔ خیال یہی ہے کہ گورکن تجہیز و تکفین کے دوران مردوں کو جانچ لیا کرتا تھا اور جن کے دانت سونے کے ہوتے، بعد میں قبر کھود کر انہیں نکال لیا کرتا۔

بقیہ 23

کی حالت خطرے میں بیان کی جاتی ہے۔ عینی شاہدین کا کہنا تھا کہ ابوعرام کو انتہائی قریب سے نشانہ بنا کر گولی ماری گئی۔

بقیہ 24

ہیں۔ بعدازاں فائرنگ کی آوازیں سنی گئیں اور ایک شخص کو زمین پر گرتے ہوئے دیکھا گیا۔ فرانسیسی خبر رساں ایجنسی کے ساتھ رابطے میں اسرائیلی فوج نے بتایا کہ اسے ایک فلسطینی کے براہ راست فائرنگ میں زخمی ہونے کا علم ہے۔ مزید یہ کہ واقعے کی تفصیلات زیرغور ہیں۔ اسرائیلی فوج کے مطابق یہ معمول کی کارروائی تھی جس کا مقصد غیر قانونی عمارتوں کو ضبط کر کے انہیں خالی کرانا ہوتا ہے۔ تاہم یہ کارروائی ہنگامہ آرائی میں تبدیل ہوگئی جس کے دوران متعدد فلسطینیوں نے اسرائیلی فوج پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ مقبوضہ مغربی کنارے میں واقع یہودی بستیوں میں 4.5 لاکھ سے زیادہ اسرائیلی مقیم ہیں۔ بین الاقوامی قانون کے تحت ان بستیوں کو غیر قانونی شمار کیا جاتا ہے۔ یہاں تقریبا 28 لاکھ فلسطینی رہتے ہیں۔ سال 1967 سے اسرائیل کے زیر قبضہ اس اراضی پر وقتا فوقتا فلسطینیوں اور اسرائیلی آباد کاروں کے درمیان جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں۔

بقیہ 25

صحت کے لیے مضر نہیں) کو مدافعتی نظام کو مضبوط بنانے والے کیمیکل سے ملا کر بنایا گیا ہے۔ فائزر اور موڈرنا کی کورونا ویکسین کے برعکس نوا ویکس کی کورونا ویکسین کے لیے بہت زیادہ ٹھنڈے ماحول کی ضرورت نہیں ہوتی اور اسے فریج میں ہی رکھا جاسکتا ہے۔ دنیا بھر میں فائزر، موڈرنا، آکسفورڈ یونیورسٹی اور چین کی سینوفارم کمپنی کی کورونا ویکسین کے بعد نوا ویکس کی کورونا ویکسین پانچویں ویکسین ہوگی۔

بقیہ 26

امریکی ریاست فرانسسکو میں بھارتی قونصلیٹ کے باہر پہنچ گئی اور نا انصافی کے خلاف دہائیاں دیتی رہی۔ امریکی خاتون نے سان فرانسسکو میں بھارتی قونصلیٹ کے باہر ویڈیو بھی وائرل کردی اور دنیا کو بھارت کا اصلی چہرہ دکھا دیا۔ امریکی خاتون کا کہنا تھا کہ بھارت میں خواتین غیر محفوظ ہیں، بھارت کے کرپٹ ججز نے ملزم کو ضمانت دیدی ہے، زیادتی کرنے والوں اور ان کو ضمانتیں دینے والوں کے خلاف لڑتی رہوں گی۔ بھارتی بیوروکریسی ریپ کرنے والے مجرموں اور کرپٹ جج کا تحفظ کرتی ہے۔ امریکی خاتون کی ویڈیو نے پورے بھارت میں آگ لگادی جس پر بھارتیوں نے شدید غم و غصے کا اظہار کیا اور متاثرہ خاتون کی دادرسی کے بجائے زیادتی کرنے والے ملزم کا دفاع کرنے لگ گئے اور احتجاج کرنے والی خاتون کو مشورہ دیا کہ ہائیکورٹ میں کیس کرنے کے لیے کیلی فورنیا قونصلیٹ جاؤ۔

بقیہ 27

برطانیہ میں کورونا کیسز بلند ترین سطح پر پہنچ گئے، 24 گھنٹوں میں 57 ہزار 725 افراد میں کورونا کی تشخیص اور مزید 445 افراد ہلاک ہوگئے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق کورونا کی نئی قسم تیزی سے پھیلنے کے سبب طبی ماہرین نے ملک بھر کے اسپتالوں کو الرٹ رہنے کی ہدایت کردی۔ رائل کالج آف فزیشنز کے صدر پروفیسر گوڈارڈ نے انتباہ جاری کیا ہے کہ برطانیہ بھر کے اسپتال تیار رہیں۔ پروفیسر گوڈارڈ کا کہنا تھا کہ برطانیہ بھر کے اسپتالوں کو کورونا مریضوں کے دباؤ کا سامنا ہوسکتا ہے۔ برطانیہ میں کی گئی نئی تحقیق میں انکشاف کیا گیا کہ کورونا وائرس کی نئی قسم پہلی قسم کے مقابلے میں تیزی سے پھیل رہی ہے اور تمام عمر کے افراد اس وائرس سے متاثر ہوسکتے ہیں۔

بقیہ 28

امریکی سینیٹر ٹیڈ کروز نے کہا ہے کہ وہ 3 نومبر کو منتخب صدر جو بائیڈن کی فتح کی مخالفت کرنے والی سینیٹ میں تقریبا 12 ری پبلکن ارکان شامل ہوں گے جو نئے صدر کے خلاف ووٹ دیں گے۔ اگرچہ یہ مخالفت علامتی ہے، اس سے جو بائیڈن کی کامیابی کو روکا نہیں جاسکے گا۔ غیرملکی خبر رساں ادارے کے مطابق کروز اور سینیٹ کے دیگر ممبران نے ایک بیان میں کہا کہ وہ سوئنگ ریاستوں میں انتخابی نتائج کے خلاف ووٹ ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس میں صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے انتخابی دھوکہ دہی کا ثبوت کے بغیر بات کی ہے۔ وہ دھوکہ دہی کے الزامات کی تحقیقات کے لیے فوری طور پر ایک کمیشن کے قیام کا مطالبہ کریں گے۔ بیان میں کروز کے ساتھ ایک گروپ شامل ہے جو اتوار کے روز نئے سینیٹرز کی حیثیت سے حلف اٹھائے گا۔ امریکی میڈیا کے مطابق ریپبلکن سینیٹ کے ممبر امریکی صدارتی انتخابات کے نتائج کے خلاف ووٹ دیں گے۔

بقیہ 29

گنیز بک آف ریکارڈز کے مطابق دنیا کے سب سے عمر رسیدہ جاپانی خاتون کانی تاناکا نے اپنی 118 ویں سالگرہ منائی ہے۔ جاپانی میڈیا کے مطابق تاناکا دو جنوری 1903 کو پیدا ہوئیں۔ اس وقت وہ مغربی جاپان کی ریاست فوکوکا کے صحت کے ایک مرکز میں موجود ہیں۔ وہیں پر ان کی 118 ویں سالگرہ کی تقریب منعقدہ کی گئی۔ جشن کے دوران خوشی اور مسرت کے جذبات کے درمیان تاناکا نے کہا کہ وہ 120 سال کی عمر تک زندہ رہنے کی امید کرتی ہیں۔ مرکز کے عہدیداروں کے مطابق تاناکا روزانہ باقاعدگی سے ورزش کرتی ہیں۔ وقت پر کھانا کھاتی ہیں۔ اچھی بھوک لگنے پر کھانا کھاتی ہیں۔ اس کے علاوہ چاکلیٹ کھانے اور کولا پینے کی شوقین ہیں۔ تاناکا سے جب اس کی صحت اور طویل عمر پانے کا راز جاننے کیلئے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ مزیدار کھانا اور مطالعہ "اس کی لمبی عمر کا راز ہے۔"

پولیس

ریلوے اسٹیشن	9201490
کینٹ پولیس اسٹیشن	9201087
بجلی روڈ پولیس اسٹیشن	9202042
سٹی پولیس اسٹیشن	9201250
گوالمنڈی پولیس اسٹیشن	1217
پشتون آباد پولیس اسٹیشن	2664040
قائد آباد پولیس اسٹیشن	9202218
انڈسٹریل پولیس اسٹیشن	92111050
پولیس لائن	9201435
کچلاک پولیس اسٹیشن	2890234
سریاب پولیس اسٹیشن	9211080
بروری پولیس اسٹیشن	2853610
نیوسریاب پولیس اسٹیشن	2892033
شالکوٹ پولیس اسٹیشن	2460190
ایمرجنسی سینٹر	15
ایمرجنسی سینٹر (A)	9202556
ایمرجنسی سینٹر (B)	9202777
سول لائن پولیس اسٹیشن	9202730
کرائمز برانچ	9201418
صدر پولیس اسٹیشن	9201435
ٹریفک ایمرجنسی	9201991
سیٹلائٹ ٹاؤن پولیس اسٹیشن	9211707
سی آئی اے	9202253
ایئرپورٹ پولیس اسٹیشن	2880387

بجلی

مرکزی شکایات سینٹر	18
کوئٹہ سٹی ڈویژن	9202027
ریونیو آفس سریاب	9211344
سب ڈویژن کرانی	2442834
کچلاک سب ڈویژن	2890076
گوالمنڈی سب ڈویژن	2869004
لیاقت بازار شکایت آفس	9201450
بروری سب ڈویژن	2828400
زرغون آفس	2823403
سپرنٹنڈنٹ انجینئر کوئٹہ	9202003

پی آئی اے

انکوائری	117
ایکس چینج	9201993/9202632
ریزرویشن	9201066
ایئرپورٹ انکوائری	114
ایکسچینج	9203873
ایئرپورٹ ایکسچینج	2880213/6
ٹریفک	2880028

ٹیلیفون

ہیلپ لائن	1236
شکایات	1218
بلنگ ہیلپ لائن	1200

ہسپتال

ایدھی سینٹر	283086/115
عمر فاؤنڈیشن	2837296
سول ہسپتال ایمبولینس	9202017
سول ہسپتال ایکس چینج	9202017
کرسچن ہسپتال	2842697
وفاقی میڈیکل سینٹر	9211636
ہیلپر آئی ہسپتال	9211087
ریلوے ہسپتال	9211078
لیڈی ڈفرن ہسپتال	2836532
فاطمہ جناح ٹی بی سینیٹوریم	2853618
چلڈرن ہسپتال	2823705/11
مائیلو شہید ٹرسٹ	2824875/2828383
پاکستان جنرل ہسپتال	2842043/2842295
جیلانی ہسپتال	2447183
ایل آر بی ٹی	2850362
شعبہ حادثات سول ہسپتال/ایمرجنسی	137
بی ایم سی	2823618/2830553
فوجی فاؤنڈیشن میڈیکل سینٹر	2664464

فائر بریگیڈ

سٹی فائر بریگیڈ	2841118/920264
سرکلر روڈ	9201066/16
کنٹونمنٹ بورڈ	9201629

واسا شکایات

ایکسین	9211612
سب آفس مالی باغ	9202299
کواری روڈ	9202846
ایوب اسٹیڈیم	9202708

دیگر اہم نمبر

پی ٹی وی سینٹر	9202626
ریڈیو پاکستان	9202393
کوئٹہ پریس کلب	2821734
بلوچستان بورڈ	9202791

امروز شوبز

مداح پسند کریں یا نہ کریں لیکن بد دعائیں نہ دیا کریں، ندا یاسر

اچھا میزبان وہی ہے جو مہمانوں سے باتیں نکلوانے کا ہنر جانتا ہو، میزبان مارننگ شو

ہمارے ہاں بننے والی فلمیں اچھی ہیں اور بہت بہترین ہدایتکار بھی ہیں جو اچھی فلمیں بنانا جانتے ہیں

[illegible]

دھوم 4 میں دیپکا پڈوکون ولن کے روپ میں دکھائی دینگی

مرکزی ولن کی اس سیریز میں بالترتیب جان ابراہم، ہرتھک روشن اور عامر خان نظر آئے تھے

[illegible]

سلمان خان نے معروف اداکارہ سنی لیون سے اظہار محبت کردیا

[illegible]

صرف دولت کمانا ہی زندگی کا مقصد نہیں ہونا چاہیے، دانش تیمور

شوبز میں بے پناہ مصروفیات کے باوجود اپنی فیملی کے لئے وقت نکالتا ہوں

لاہور (این این آئی) نامور اداکار دانش تیمور نے کہا ہے کہ فرصت کے لمحات اپنی فیملی کے ساتھ گزارنا پسند ہے، روزگار کے حصول کیلئے کوششوں کے ساتھ اپنی فیملی کو بھی ضرور وقت دینا چاہیے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ہم اپنا سب کچھ قربان کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ایک انٹرویو میں دانش تیمور نے کہا کہ شوبز میں بے پناہ مصروفیات کے باوجود میں اپنی فیملی کے لئے ضرور وقت نکالتا ہوں اور ہر کسی کو اسے اپنی عادت بنا لینا چاہیے۔ شوبز میں بے پناہ مصروفیات کے باوجود میں اپنی فیملی کے لئے ضرور وقت نکالتا ہوں اور ہر کسی کو اسے اپنی عادت بنا لینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ صرف دولت کمانا ہی زندگی کا مقصد نہیں ہونا چاہیے بلکہ زندگی کو انجوائے بھی کرنا چاہیے اور اپنے گھر والوں کے بغیر حقیقی خوشیاں میسر نہیں آ سکتیں۔

کامیاب کے لئے کسی بھی کام کو اپنا مقصد بنانا پڑتا ہے' صبا قمر

کسی بھی شعبے میں محبتوں کیساتھ سازش کرنے والوں کا سامنا بھی ہوتا ہے' انٹرویو

لاہور (این این آئی) نامور اداکارہ صبا قمر نے کہا ہے کہ جب تک آپ کسی کام کو اپنا مقصد نہ بنائیں کامیابی کے جھنڈے نہیں گاڑھے جا سکتے، بڑا اداکار بننے سے پہلے اچھا اداکار بننے کوشش کرنی چاہیے، کسی بھی شعبے میں ہر شخص کو محبتوں کے ساتھ سازش کرنے والوں کا سامنا بھی ہوتا ہے اور میں بھی اسی دنیا کا حصہ ہوں۔ ایک انٹرویو میں صبا قمر نے کہا کہ آج جو نئے چہرے شوبز کی دنیا میں داخل ہو رہے ہیں وہ راتوں رات شہرت کی بلندیوں پر پہنچنا چاہتے ہیں، کامیابی کی خواہش کرنا اور آنکھوں میں اس کے خواب سجانا ہرگز بری بات نہیں لیکن اس کے لئے سخت محنت اور جدوجہد کرنا پڑتی ہے تب جا کر ان خوابوں کو تعبیر ملتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے جب ماڈلنگ کا آغاز کیا تھا تو میرا بالکل بھی چھوٹی یا بڑی سکرین کی طرف رجحان نہیں تھا لیکن قسمت مجھے اس شعبے میں بھی لے آئی اور پھر میں نے کامیابی کو اپنا مقصد بنا لیا اور اس میں کامیاب بھی رہی۔

ایسا لگتا ہے ہم ایک ہی ڈگر پر چل رہے ہیں، فرزانہ تھیم

لاہور (این این آئی) سینئر اداکارہ فرزانہ تھیم نے کہا کہ اس وقت جو ڈرامہ سیریلز بن رہی ہیں ان میں مزید بہتری کی گنجائش موجود ہے، اگر ہم ڈراموں کے موضوعات تبدیل نہیں کریں گے تو دیکھنے والے یکسانیت کی وجہ سے اکتاہٹ کا شکار ہو جائیں گے۔ ایک انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ نجی ٹی وی چینلز سے بے شمار ڈرامہ سیریلز پیش کی جا رہی ہیں لیکن اب بھی ہزاروں موضوعات ایسے ہیں جن پر قلم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ ایسا لگتا ہے ہم ایک ہی ڈگر پر چل رہے ہیں لیکن ہمیں اپنے راستے کو بدلنا ہوگا۔

ارطغرل غازی کے مرکزی کردار انگین آلتان نے پاکستانی نجی فرم سے معاہدہ منسوخ کردیا

استنبول (آن لائن) ڈرامہ ارطغرل غازی کے مرکزی کردار انگین آلتان نے پاکستان کی نجی فرم سے معاہدہ اور پاکستان کا دورہ منسوخ کردیا۔ ڈرامہ سیریل ارطغرل غازی کے مرکزی کردار انگین آلتان نے گزشتہ دنوں پاکستان کی ایک فرم سے معاہدہ کیا تھا اور اس فرم کے برانڈ ایمبیسڈر بنے تھے۔ تاہم اب انہوں نے اس معاہدے سے دستبرداری کا اعلان کردیا ہے۔ ترک میڈیا رپورٹس کے مطابق انگین آلتان کی جانب سے جاری اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کی نجی فرم سے کیے گئے معاہدے سے دستبردار ہو گیا ہوں اور اب پاکستان کا دورہ بھی نہیں کروں گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان اور ترکی کے درمیان تعلقات کو فروغ دینا چاہتا ہوں اور جلد ہی نئی تاریخ کا تعین کرنے کے بعد پاکستان کا دورہ کروں گا۔ انگین آلتان کا اپنے بیان میں کہنا تھا کہ پاکستان کا دورہ منسوخ کرنے سے دکھ پہنچا ہے کیونکہ پاکستان کی عوام کی جانب سے چاہے جانے سے آگاہ ہوں۔

احمد شاہ کی سالگرہ پر بھارتی کامیڈین کا بھارتی سنگھ ویڈیو پیغام

ممبئی (آن لائن) پاکستان کے سوشل میڈیا اسٹار احمد شاہ کی سالگرہ پر بھارت کی معروف کامیڈین بھارتی سنگھ نے ان کے لیے ایک ویڈیو پیغام جاری کردیا۔ احمد شاہ کی جانب سے انسٹاگرام اکاؤنٹ پر بھارتی سنگھ کے پیغام کی ویڈیو شیئر کی گئی جس میں کامیڈین نے انہیں سالگرہ کی مبارکباد دی تھی۔ بھارتی سنگھ نے ویڈیو میں احمد شاہ کی جانب سے انہیں بھیجی گئی ویڈیو کی تعریف کی اور ان کا شکریہ بھی ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ 'میں آپ سے ملنے کے بہت زیادہ پرجوش ہوں، انشا اللہ ہم بہت جلد ملیں گے، میں آپ کو بہت زیادہ پیار کرنا چاہتی ہوں'۔ کامیڈین کا مزید کہنا تھا کہ 'احمد، آج آپ کی سالگرہ ہے، دعا ہے کہ آپ کی عمر بہت لمبی ہو آپ ہمیشہ صحت مند رہو، اس طرح ہمیں پیارے لگتے رہو اور سب کا بہت زیادہ پیار پاتے رہو'۔ احمد شاہ نے اپنی پوسٹ میں بھارتی سنگھ کی جانب سے سالگرہ کی مبارکباد دینے کا شکریہ ادا کیا۔ ساتھ ہی پوسٹ میں کہا گیا کہ احمد شاہ مستقبل میں آپ (بھارتی سنگھ) کے ساتھ کام کرنے کے منتظر ہیں۔

نادیہ خان تیسری شادی کے بندھن میں بندھ گئیں

سوشل میڈیا پر گردش کرنے والی خبروں کے مطابق ان کے شوہر ایئرفورس میں پائلٹ ہیں

کراچی (این این آئی) پاکستان ٹی وی کی معروف اداکارہ و مارننگ شو کی میزبان نادیہ خان تیسری بار شادی کے بندھن میں بندھ گئیں۔ نادیہ خان نے گزشتہ روز انسٹاگرام پر اپنے نکاح کی تصویر شیئر کرکے مداحوں کو شادی کے بندھن میں بندھنے کی اطلاع دی اور کہا کہ وہ مزید تصاویر بھی شیئر کریں گی۔ سوشل میڈیا پر ان کے نکاح کی مزید تصاویر بھی گردش کر رہی ہیں جن میں نادیہ خان سبز رنگ کے دلہن کے لباس میں بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔ ایک تصویر میں نادیہ خان اپنے شوہر کے ہمراہ اسٹیج پر بیٹھی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔ تاہم نادیہ خان کے شوہر کے حوالے سے فی الحال کوئی تفصیلات منظر عام پر نہیں آئیں اور نہ ہی انہوں نے خود کوئی تفصیلات شیئر کیں۔ تاہم سوشل میڈیا پر گردش کرنے والی خبروں کے مطابق ان کے شوہر ایئرفورس میں پائلٹ ہیں۔ واضح رہے کہ گزشتہ کئی دنوں سے نادیہ خان کی تیسری شادی کی خبر سوشل میڈیا پر گردش کر رہی تھی۔ نادیہ خان اس سے قبل دو بار شادی کے بندھن میں بندھ چکی ہیں لیکن دونوں بار ان کی شادی ناکام ہوگئی۔ نادیہ خان کے تین بچے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

خواہش ہے میرا ویب چینل نئے لوگوں کے لئے ایک پلیٹ فارم بنے' حمیرا ارشد

ویب چینل کو فہرست میں اوپر لانے کیلئے میں اور میری ٹیم پر عزم ہیں' گلوکارہ کی گفتگو

لاہور (این این آئی) نامور گلوکارہ حمیرا ارشد نے کہا ہے کہ آج کل زیادہ وقت اپنے ویب چینل ایم ایم فائیو کو دے رہی ہوں، میری خواہش ہے کہ یہ نئے لوگوں کے لئے ایک پلیٹ فارم بنے۔ خصوصی گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بھرپور کوشش کر رہی ہوں کہ میں نے جو چینل شروع کیا ہے وہ معیار کے اعتبار سے پاکستان کے صف اول کا ویب چینل بنے اور اس کے لئے میں اور میری ٹیم بھرپور محنت کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے علم ہے کہ مجھے اپنے ویب چینل کو فہرست میں اوپر لانے کے لئے بڑی محنت کرنا ہوگی جس کے لئے میں اور میری ٹیم پر عزم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میری پرستاروں سے اپیل ہے کہ وہ میرے چینل کو سبسکرائب کریں اور میری ٹیم کا حصہ بنیں۔

امروز کھیل

Imroz Sports

قومی کرکٹ ٹیم کے کوچ یونس خان کرائسٹ چرچ شہداء کے لواحقین سے گفتگو کر رہے ہیں

کرائسٹ چرچ ٹیسٹ پر نیوزی لینڈ کی گرفت مضبوط

3 وکٹوں پر 286 رنز بنالیے، کیوی کپتان کین ولیمسن نے 2021 کی پہلی سنچری سکور کی

کرائسٹ چرچ (آن لائن) پاکستان اور نیوزی لینڈ دوسرے ٹیسٹ کے دوسرے روز نیوزی لینڈ نے کھیل کے اختتام پر 3 وکٹوں کے نقصان پر 286 رنز بنالیے ہیں۔ نیوزی لینڈ کی جانب سے ٹام لیتھم اور ٹام بلنڈل اوپننگ کرنے آئے لیکن پاکستانی بولرز کے سامنے زیادہ دیر ٹھہر نہ سکے، لیتھم 33 رنز بنا کر شاہین شاہ آفریدی کی گیند پر کیچ ہوئے جبکہ بلنڈل کو 16 رنز پر فہیم اشرف نے شکار کیا۔ روس ٹیلر بھی کریز پر زیادہ رک نہ سکے اور 12 رنز بنا کر محمد عباس کی گیند پر شان مسعود کے ہاتھوں کیچ آؤٹ ہوگئے۔ کپتان کین ولیمسن نے ایک بار پھر ایک بیٹنگ کلاس دکھاتے ہوئے مسلسل دوسری اور ٹیسٹ کیریئر کی 24 ویں سنچری سکور کی، اس دوران ہینری نکولس نے ان کا بھرپور ساتھ دیتے ہوئے نصف سنچری سکور کی۔ اس سے قبل نیوزی لینڈ نے ٹاس جیت کر پاکستان کو بیٹنگ کی دعوت دی، قومی ٹیم کا ٹاپ آرڈر ایک بار پھر ناکام ثابت ہوا، شان مسعود کھاتہ کھولے بغیر آؤٹ ہوئے، عابد علی 25، حارث سہیل 1 رنز بنا کر پویلین لوٹے، پچھلے میچ کے سنچری میکر فواد عالم بھی صرف 2 رنز کے مہمان ثابت ہوئے۔ کپتان کین ولیمسن نے ایک بار پھر ایک بیٹنگ کلاس دکھاتے ہوئے مسلسل دوسری اور ٹیسٹ کیریئر کی 24 ویں سنچری سکور کی، اس دوران ہینری نکولس نے ان کا بھرپور ساتھ دیتے ہوئے نصف سنچری سکور کی۔ کپتان محمد رضوان اور اظہر علی ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے نصف سنچریاں سکور کیں تاہم اظہر علی روس ٹیلر کا شکار ہو کر 93 رنز پر آؤٹ ہوئے، محمد رضوان نے 61 رنز کی اننگز کھیلی۔ فہیم اشرف نے اپنی آل راؤنڈر کارکردگی میں تسلسل دکھاتے ہوئے 48 رنز کی اننگز کھیلی جب کہ اپنا پہلا ٹیسٹ کھیلنے والے ظفر گوہر نے بھی 34 رنز سکور کیے۔ نیوزی لینڈ کی جانب سے کائل جیمیسن نے 5، ٹم ساؤتھی اور ٹرینٹ بولٹ نے 2، 2 وکٹیں حاصل کیں۔ واضح رہے کہ نیوزی لینڈ کو 2 ٹیسٹ میچز کی سیریز میں پہلے ہی ایک صفر کی ناقابل شکست برتری حاصل ہے۔

ولیمسن اور لیتھم کی عمدہ شراکت کی بدولت نیوزی لینڈ کی پوزیشن مستحکم ہو گئی

شاہین شاہ آفریدی کی نوبال نے ہنیر نکلز کو ایک اور موقع فراہم کردیا جس کا بعد میں بھاری خمیازہ بھی بھگتنا پڑا، کپتان ولیمسن نے سنچری بنالی

نیوزی لینڈ نے 3 وکٹوں کے نقصان پر 286 رنز بنالئے، نیوزی لینڈ کو پاکستان کی پہلی اننگز کا اسکور برابر کرنے کے لیے مزید 11 رنز درکار، 7 وکٹیں باقی

کرائسٹ چرچ (این این آئی) نیوزی لینڈ نے پاکستانی فیلڈرز کی جانب سے ناقص فیلڈنگ اور کیچ ڈراپ کیے جانے کے بعد کپتان کین ولیمسن اور ہنری نکولس کی عمدہ شراکت کی بدولت پاکستان کیخلاف دوسرے ٹیسٹ میچ کی پہلی اننگز میں اپنی پوزیشن مستحکم کر لی، شاہین شاہ آفریدی کی نوبال نے ہنیر نکلز کو ایک اور موقع فراہم کر دیا جس کا بعد میں بھاری خمیازہ بھی بھگتنا پڑا، نیوزی لینڈ کے کپتان ولیمسن سنچری بنانے میں کامیاب رہے، دوسرے روز کھیل کے اختتام پر نیوزی لینڈ نے 3 وکٹوں کے نقصان پر 286 رنز بنالئے، نیوزی لینڈ کو پاکستان کی پہلی اننگز کا اسکور برابر کرنے کے لیے مزید 11 رنز درکار ہیں اور اس کی 7 وکٹیں باقی ہیں۔ تفصیلات کے مطابق کرائسٹ چرچ میں کھیلے جا رہے سیریز کے دوسرے اور آخری ٹیسٹ میچ کے پہلے روز پاکستانی ٹیم 297 رنز بنا کر آؤٹ ہو گئی تھی۔ میچ کے دوسرے روز کیوی اوپنرز ٹام لیتھم اور ٹام بلنڈل میدان میں اترے اور اپنی ٹیم کو 50 رنز سے زائد کا عمدہ آغاز فراہم کیا۔ پاکستان کو پہلی کامیابی اس وقت حاصل ہوئی جب 52 کے مجموعی اسکور پر فہیم اشرف نے ٹام بلنڈل کی 16 رنز کی اننگز کا خاتمہ کردیا۔ فیلڈ امپائر نے بلنڈل کو آؤٹ قرار نہیں دیا جس کے بعد پاکستان نے ریویو لینے کا فیصلہ کیا جو بالکل درست ہوا اور کیوی بلے باز ایل بی ڈبلیو قرار پائے۔ اگلے ہی اوور میں شاہین شاہ آفریدی نے دوسرے اوپنر ٹام لیتھم کی 33 رنز کی اننگز کا خاتمہ کر کے پاکستان کو دوسری اہم کامیابی دلائی۔ پاکستانی باؤلرز نے بہترین لائن اور لینتھ کے ساتھ باؤلنگ کرتے ہوئے کین، ولیمسن اور روس ٹیلر پر مشتمل نیوزی لینڈ کی سب سے تجربہ کار جوڑی کو پریشان کرنے کا سلسلہ جاری رکھا اور کھانے کے وقفے کے بعد محمد عباس نے ٹیلر کو پویلین واپسی پر مجبور کردیا۔ دو اوور بعد ہی محمد رضوان کے عمدہ کیچ کی بدولت پاکستان نے ہنری نکلز کی قیمتی وکٹ بھی حاصل کرلی تاہم اس موقع پر شاہین شاہ آفریدی نوبال کر گئے اور پاکستان ایک یقینی وکٹ سے محروم ہوگیا جس کا بعد میں بھاری خمیازہ بھی بھگتنا پڑا۔ ایک نئی زندگی ملنے کے بعد نکلو نے سنبھل کر کھیلنا شروع کیا اور کپتان کے ساتھ مل کر اننگز کو آگے بڑھایا اور چائے کے وقفے تک کوئی وکٹ نہ گرنے دی۔ دونوں کھلاڑیوں نے اپنی اپنی نصف سنچریاں مکمل کرنے کے بعد جارحانہ انداز اختیار کیا اور تیزی سے اسکور کرنا شروع کیا۔ پاکستان کو 70 ویں اوور میں 82 رن پر بیٹنگ کرنے والے ولیمسن کی اہم وکٹ لینے کا موقع ملا لیکن سلپ میں موجود شان مسعود اور حارث سہیل کیچ لینے میں ناکام رہے۔ نیوزی لینڈ کے کپتان نے اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسی اوور میں نسیم شاہ کو مزید 3 چوکے جڑ دیئے اور کچھ دیر بعد ٹیسٹ کرکٹ میں اپنی 24 ویں سنچری اسکور کر لی۔ ولیمسن 107 کے اسکور پر پہنچے تو پاکستان کو وکٹ لینے کا ایک اور موقع دیا تاہم اس مرتبہ فہیم اشرف کی گیند پر گلی میں موجود شان مسعود کیچ لینے میں پھر ناکام رہے۔ پاکستان نے نئی گیند لی تو شاہین شاہ آفریدی کی گیند پر پاکستان نے وکٹ لینے کا موقع گنوایا اور ایک مرتبہ پھر خوش قسمت بلے باز ہنری نکولس ہی تھے جن کی گیند پر کپتان محمد رضوان کیچ نہ لے سکے۔ جب میچ کے دوسرے دن کا کھیل ختم ہوا تو نیوزی لینڈ نے 3 وکٹوں کے نقصان پر 286 رنز بنائے تھے۔ ہنری نکولس 88 اور کپتان ولیمسن 112 رنز پر بیٹنگ کر رہے ہیں اور دونوں کھلاڑی اب تک دوسری وکٹ کے لیے 215 رنز جوڑ چکے ہیں۔

الحمراء کا گھر بیٹھے آرٹ سیکھنے کی سہولت کی فراہمی نوجوانوں کو نئے سال کا تحفہ ہے

لاہور (آن لائن) الحمراء نے فنون لطیفہ پر ٹیوٹوریل ریلیز کر دیئے۔ آن ایئر کرنے کے دوسرے مرحلے کا آغاز فلیوٹ سے کیا گیا ہے۔ 300 لیکچرز منصوبہ کا حصہ ہیں۔ لاہور آرٹس کونسل الحمراء فنون لطیفہ کے شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد خصوصاً نوجوان آرٹسٹوں کو آرٹ پر 300 ٹیوٹوریل ریلیز کرنے کی صورت نئے سال کا تحفہ دے رہا ہے۔ الحمراء آرٹس کونسل کی اس کاوش نے گھر بیٹھے آرٹ سیکھنا آسان بنا دیا ہے۔ یہ اتنا بڑا اقدام ہے کہ اس سے دُنیا میں پاکستان کے آرٹ سے محبت کرنے والی قوم کے بیانیہ کو مزید تقویت ملے گی۔ ریکارڈ شدہ مواد کو بار بار دیکھ کر بہتر انداز میں سیکھنے کا موقع ملے گا۔ الحمراء کا یہ قدم تاریخ میں پہلی بار اٹھایا گیا جسے عملی جامہ پہنانے پر بڑی محنت کی گئی۔ اس خوشی کے موقع پر ایگزیکٹو ڈائریکٹر لاہور آرٹس کونسل الحمراء ثمن رائے نے کہا کہ یہ تاریخی اقدام ہے، دُنیا کے کونے کونے سے لوگ مستفید ہونگے، آرٹ کے تمام فنون کی تاریخ، ارتقاء، ترقی کا احاطہ کیا گیا ہے، کووڈ کے دور جب دُنیا اپنے اپنے گھروں میں محصور تھی ان دنوں اس کاوش کو عملی جامہ پہنایا گیا، گٹار، ستار، وائلن، اداکاری، مصوری، موسیقی، ووکل، سکلپچر، فلیوٹ، طبلہ، سارنگی، کی بورڈ سمیت تمام ٹیوٹوریل نئے سال کا تحفہ ہے۔

کیوی بلے بازوں کے کیچز ڈراپ ہونا مہنگا ثابت ہوا، محمد عباس

تیسرے روز کوشش ہوگی جلد از جلد میزبان بیٹسمینوں کو آؤٹ کریں، گفتگو

کرائسٹ چرچ (این این آئی) قومی ٹیم کے فاسٹ بولر محمد عباس نے کہا ہے نیوزی لینڈ کے اہم بلے بازوں کے کیچز ڈراپ ہونا مہنگا ثابت ہوا۔ کرائسٹ چرچ ٹیسٹ کے دوسرے روز کا کھیل ختم ہونے کے بعد گفتگو کرتے ہوئے پیسر نے کہا کہ ڈراپ کیچز سے مایوسی ہوتی ہے، بولر وکٹ لے اور نوبال ہو جائے تب بھی مایوسی ہوتی ہے، پاکستان ٹیم نے پہلے سیشن میں بہت محنت کی اور اچھی پوزیشن میں رہے، دوسرا سیشن بھی ٹھیک رہا لیکن تیسرے میں ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ فاسٹ بولر نے کہا کہ کوشش کریں گے کہ منگل کو آتے ہی نیوزی لینڈ پر دباؤ ڈالیں، پہلی کوشش یہی ہے کہ جلد از جلد میزبان بیٹسمینوں کو آؤٹ کریں، رنز روکنے کی بھی کوشش کریں گے، ایک سوال پر انہوں نے کہا کہ پچ پہلے دن کی نسبت تھوڑی تبدیل ہوئی ہے، ٹیسٹ میچ ہر شعبے کا ٹیسٹ ہوتا ہے، اگر وکٹیں نہ ملیں تو رنز روکنے کی کوشش کرتا ہوں۔

پاکستان انڈر 19 کرکٹ ٹیم کا تربیتی کیمپ نیشنل ہائی پرفارمنس سینٹر لاہور میں شروع

نیوزی لینڈ میں پاکستان شاہینز کے ساتھ موجود اعجاز احمد اگلے ہفتے سے انڈر 19 ٹیم کیمپ کا چارج سنبھال لیں گے

لاہور (این این آئی) اگلے سال ویسٹ انڈیز میں شیڈول کرکٹ ورلڈ کپ کی تیاریوں کیلئے پاکستان انڈر 19 کرکٹ ٹیم کا تربیتی کیمپ نیشنل ہائی پرفارمنس سینٹر لاہور میں شروع ہوگیا۔ چھ ہفتوں پر محیط کیمپ کے اس پہلے میں اکتیس کھلاڑیوں کو بلایا گیا تھا جن میں سے تین نوجوان کرکٹرز پاکستان کپ کیلئے ڈومیسٹک ٹیموں کا حصہ ہونے کے سبب شریک نہیں کیمپ کے ابتدائی روز ہائی پرفارمنس سینٹر کے بیٹنگ کوچ محمد یوسف، ہیڈ آف انٹرنیشنل پلیئرز ڈویلپمنٹ ثقلین مشتاق، ہیڈ آف کوچنگ گرانٹ بریڈ برن نے لیکچرز دیا۔ نیوزی لینڈ میں پاکستان شاہینز کے ساتھ موجود اعجاز احمد اگلے ہفتے سے انڈر 19 ٹیم کیمپ کا چارج سنبھال لیں گے۔ ڈائریکٹر ہائی پرفارمنس سینٹر کے مطابق انڈر 19 کرکٹرز کے کیمپ سال بھر مختلف مراحل میں لگانے کا سلسلہ جاری رہے گا، جلدی کیمپ لگانے کا مقصد اگلے سال ورلڈ کپ کے لیے بہترین ٹیم تیار کرنا ہے، پاکستان نے آخری بار انیس سو چھ میں یہ ٹرافی اٹھائی تھی۔

قومی کرکٹرز کا سانحہ کرائسٹ چرچ کے شہداء کے لواحقین سے ملاقات کے موقع پر گروپ فوٹو

پی ایس ایل 6 کے میچز محدود شائقین کے ساتھ کرانے کی تجویز

لاہور (آن لائن) پاکستان سپر لیگ سیزن 6 کے میچز محدود شائقین کے ساتھ کرانے کی تجویز سامنے آ گئی ہے تاہم حتمی فیصلہ حکومت کی اجازت سے مشروط ہوگی۔ ذرائع کے مطابق حکومت کی جانب سے اجازت ملنے اور حتمی فیصلے کے بعد پی ایس ایل سیزن 2021 میں شائقین کرکٹ کو اپنے پسندیدہ کرکٹرز سٹیڈیم میں بیٹھ کر ایکشن میں دیکھنے کا موقع ملے گا۔ ذرائع کے مطابق تمام پی ایس ایل فرنچائزز کے مالکان بھی تماشائیوں کو سٹیڈیم میں داخلے کی اجازت دینے کے حق میں ہیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ پاکستان کرکٹ بورڈ کورونا وبا کی باعث بدلتی صورتحال اور اس کے اثرات پر نظر رکھے ہوئے ہے اور تماشائیوں کو سٹیڈیم میں داخلے کی اجازت دینے کے حوالے سے حتمی فیصلہ کرکٹ اور عوام کے وسیع تر مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے کیا جائے گا۔

ٹی وی کمنٹیٹر ثنا میر کووڈ 19 کا شکار ہوگئیں

کراچی (این این آئی) سابق قومی ویمن کرکٹ کپتان اور ٹی وی کمنٹیٹر ثنا میر کووڈ 19 کا شکار ہوگئیں۔ وہ کراچی کے نیشنل اسٹیڈیم پر جاری قائد اعظم ٹرافی میں کمنٹری کر رہی تھیں، ان کا کورونا ٹیسٹ مثبت آنے کے بعد اسٹیڈیم میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ کمنٹری باکس میں ذمہ داریاں ادا کرنے والے پریشانی کا شکار ہوگئے اور ان کیکورونا ٹیسٹ کرالیے گئے۔ کمنٹیٹرز و سابق ٹیسٹ کرکٹر بازید خان کا بھی ٹیسٹ لیا گیا، طارق سعید، زوہیب حسن، علی یونس اور سکندر بخت کے بھی ٹیسٹ ہوگئے۔ پریزینٹیٹر سویرا پاشا کا بھی کووڈ 19 ٹیسٹ ہوگیا جن کی رپورٹس کا انتظار ہے۔ پی سی بی کے ترجمان کے مطابق ثنا میر کا ٹیسٹ مثبت آنے کے بعد حفاظتی تدابیر اپنائی گئیں، کمنٹری باکس اور اطراف میں سینیٹائزیشن اسپرے کیا گیا، کمنٹیٹرز معمول کے مطابق ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔

ایس ایس بی قائد اعظم ڈے ایتھلیٹکس چیمپئن شپ، ایس ٹی ایف گرلز کلب کی پہلی پوزیشن

بوائز میں اسپیڈ اسٹار کلب نے میدان مار لیا، احمد علی راجپوت اور عبدالشکور میمن نے انعامات تقسیم کئے

کراچی (این این آئی) سیکریٹری اسپورٹس اینڈ یوتھ افیئرز سید امتیاز علی شاہ کی ہدایت کے مطابق سندھ اسپورٹس بورڈ قائد اعظم ڈے ایتھلیٹکس چیمپئن شپ کا انعقاد کیا گیا جس میں اسکول، کالجز، یونیورسٹیز کے علاوہ کلب لیول کے کھلاڑیوں نے بھی شرکت کی۔ نیشنل کوچنگ سینٹر میں ہونے والے ان مقابلوں میں 100 میٹر، 200 میٹر، 400 میٹر، 800 میٹر، 1500 میٹر اور 5000 میٹر ریس، 4X100 ریلے، شاٹ پٹ، جیولین ڈسکس اور لانگ جمپ شامل تھے۔ بوائز کے فائنل مقابلوں میں اسپیڈ اسٹار کلب 81 پوائنٹس کے ساتھ فاتح ٹرافی کی حقدار قرار پائی، ایتھلیٹکس فلکس اسکول 80 پوائنٹس کے ساتھ دوسرے جبکہ سندھ ٹریک اینڈ فیلڈ 73 پوائنٹس کے ساتھ تیسرے نمبر پر رہی، خواتین کے مقابلوں میں سندھ ٹریک اینڈ فیلڈ کلب 87 پوائنٹس کے ساتھ اول پوزیشن، اسپیڈ اسٹار کلب 46 پوائنٹس کے ساتھ دوسرے جبکہ کراچی اسکول گیمز اکیڈمی 30 پوائنٹس کے ساتھ تیسری پوزیشن کی حقدار قرار پائی۔ ایونٹ کے مہمان خصوصی سندھ اولمپک ایسوسی ایشن کے سیکریٹری احمد علی راجپوت اور سندھ اسپورٹس بورڈ کے سپرنٹنڈنٹ عبدالشکور میمن تھے انہوں نے فاتح ٹیموں اور کھلاڑیوں میں ٹرافیز اور نقد انعامات تقسیم کئے اس موقع پر ان کے ہمراہ ایڈمنسٹریٹر سندھ اسپورٹس بورڈ سید انجم حسین زیدی، عبدالرزاق بلوچ، اصغر بلوچ اور انجینئر محفوظ الحق بھی موجود تھے۔

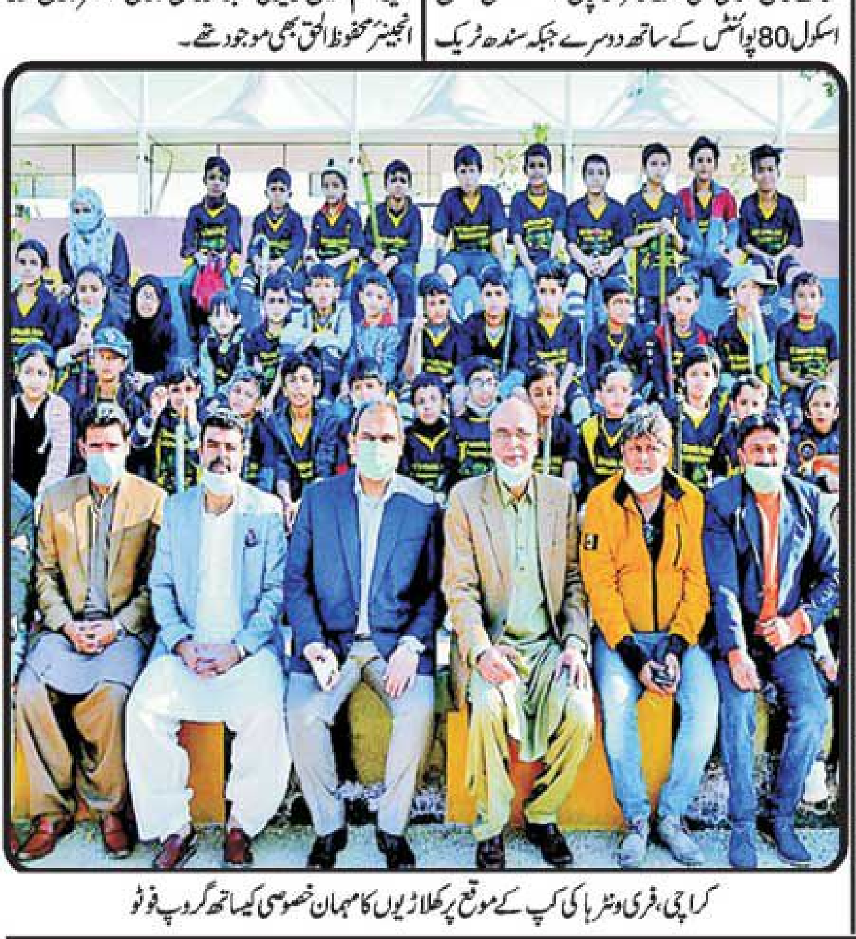

کراچی، فری ونٹر ہاکی کپ کے موقع پر کھلاڑیوں کا مہمان خصوصی کیساتھ گروپ فوٹو

[illegible]

بقیہ 1

[illegible] آوازیں اُٹھ رہی ہیں، اپوزیشن، اس صورت حال کے پیش نظر ذاتی ایجنڈے کو چھوڑ کر قومی مفاد کو ترجیح دے۔ شاہ محمود قریشی نے کہا کہ ہم نے اپوزیشن کو دعوت دی ہے کہ شفاف انتخابات سمیت قومی امور پر بات چیت کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے کرونا وبا سے نمٹنے کیلئے جامع حکمت عملی کی تشکیل جیسے قومی اہمیت کے موضوع پر مشاورت کے لیے اپوزیشن کو مدعو کیا۔

بقیہ 2

ملوث ہے۔ ہماری تمام تر ہمدردیاں ہزارہ کمیونٹی کیساتھ ہیں۔ وزیر اعلیٰ جام کمال کی ہدایت پر اس واقع کی تحقیقات جاری ہیں شرپسند عناصر کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ بھارت اور دیگر پاکستان دشمن عناصر اس طرح کی کاروائیوں سے سی پیک کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں۔ پی ڈی ایم پر بات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ ملک میں پی ڈی ایم افراتفری پھیلانا چاہتے ہیں۔ 2 سال کی حکومت پر تنقید سمجھ سے بالاتر ہے۔ ن لیگ اور دیگر جماعتوں نے ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کیا۔ بلوچستان کی قوم پرست جماعتوں کا کردار بھی انتہائی مایوس کن رہا۔ بلوچستان میں ماضی میں صرف جنرل پرویز مشرف کے وقت پر ترقیاتی کام ہوئے۔ پی ڈی ایم عوام میں کورونا وائرس کے پھیلاؤ کا باعث بن رہی ہے۔ ہماری حکومت نے آ کر بلوچستان میں ترقی کے نئے دور کا آغاز کیا۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان جام کمال کی قیادت میں بلوچستان ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ہماری حکومت نے بلوچستان میں سیاحت کی فروغ کے لئے اقدامات شروع کئے ہیں ہم نے زراعت، صحت، تعلیم اور دیگر شعبہ جات میں تاریخی اقدامات کئے ہیں۔ بلوچستان میں ڈیٹ پروسسنگ پلانٹ لگایا ہے۔ تا کہ بلوچستان کی کھجور کو پروسیس کر کے ایکسپورٹ کیا جاسکے۔ پہلی بار صوبے میں نادار مریضوں کے لئے بلوچستان میں ہیلتھ انڈومنٹ فنڈ کا قیام عمل میں لایا ہے۔ جسکے تحت غریب مریضوں کو کینسر جیسے موذی امراض کا علاج بھی حکومتی اخراجات پر کروایا جا رہا ہے۔ بلوچستان میں زراعت کو فروغ دینے کے لئے بلوچستان میں 22 ڈیمز بنا رہے ہیں۔ کچھی کینال پر دوبارہ کام شروع کیا ہے۔ کوسٹل بیلٹ کی ڈولپمنٹ پر موجودہ حکومت کی خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ کوسٹل بیلٹ کی سیاحت کو فروغ دینے کے لئے اقدامات کر رہے ہیں۔ کوسٹل بیلٹ میں ہوٹلز، ریسٹورنٹس اور دیگر سہولیات کی فراہمی کو ممکن بنا رہے ہیں۔ بلوچستان قدرتی حسن سے مالا مال ہے۔ ہم نے کوشش کی کہ بلوچستان کی لوکل گورنمنٹ کو فنڈز دیں تا کہ لوکل گورنمنٹ مضبوط ہو لوکل گورنمنٹ کو مضبوط کر رہے ہیں۔ کریمہ بلوچ کے معاملے پر بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کریمہ بلوچ کے معاملے پر ریاست پاکستان کو بے جا الزامات دیئے گئے۔ کنیڈین پولیس نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ کریمہ بلوچ کی موت قدرتی ہے۔ ایک عورت کی موت پر سیاست قابل افسوس ہے۔ انکا مزید کہنا تھا کہ بلوچستان عوامی پارٹی نے سب سے زیادہ فنڈز اپوزیشن جماعتوں کو دیا۔ کوئٹہ شہر کی حالت بہتر کرنے پر ہمارا فوکس ہے۔

بقیہ 3

خان نے استعفیٰ نہیں دیا تو 31 جنوری کو دیکھیں گے، عمران اگر عزت سے جانے پر راضی نہیں تو عوام کے ساتھ مل کر کچھ اور فیصلہ کریں گے۔ رانا طارق کے گھر میڈیا سے بات کرتے ہوئے مسلم لیگ (ن) کی نائب صدر مریم نواز نے کہا کہ گزشتہ روز بہاولپور کیعوام نے میرا دل جیت لیا، عوام میرے ساتھ پیدل چلے شاندار استقبال کیا، اور وہاں کے عوام نے سیاسی مزاج سے ہٹ کر اپنا ہی ریکارڈ توڑا، کیوں کہ ریلیاں یہاں کا کلچر نہیں، میں حیران ہوں کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگ کبھی گھروں سے نہیں نکلے، اسی لیے میں نے کل کہا تھا پنجاب جاگ گیا ہے۔ مریم نواز نے کہا کہ لانگ مارچ ضرور ہوگا لیکن پی ڈی ایم اس کی تاریخ کا اعلان عوام اور موسم کی سہولت کو مدنظر رکھ کر کرے گی، ہم استعفے بھی دیں گے اور عمران خان نے استعفیٰ نہیں دیا تو 31 جنوری کو دیکھیں گے، عمران اگر عزت سے جانے پر راضی نہیں تو عوام کے ساتھ مل کر کچھ اور فیصلہ کریں گے۔ اس سے قبل مچھ واقعے کی مذمت کرتے ہوئے سماجی رابطے کی ویب سائٹ ٹویٹر پر اپنی ٹویٹ میں مریم نواز نے کہا کہ مچھ میں دہشت گردی کی قابل مذمت واردات وفاقی اور صوبائی حکومت کی سنگ دلی، بے حسی اور نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے، حکومت کو نہ کام آتا ہے اور نہ ہی زخموں پر مرہم رکھنا آتا ہے، ایسی حکومت کو عوام پر مسلط رہنے کا کوئی حق نہیں۔

بقیہ 4

انہوں نے سول سیکرٹریٹ کوئٹہ میں سانحہ مچھ کے حوالے سے منعقدہ اعلیٰ سطح اجلاس کی صدارت کی، اجلاس میں چیف سیکرٹری بلوچستان کیپٹن (ر) فضیل اصغر، آئی جی ایف سی میجر جنرل فیاض حسین شاہ سمیت دیگر اعلیٰ حکام نے شرکت کی اس موقع پر شیخ رشید احمد کو سانحہ مچھ اور سیکورٹی صورتحال سے متعلق بریفنگ دی گئی۔

بقیہ 5

استعفے دیکر سیٹیں خالی کردیں، ہم مولانا فضل الرحمن کو حلوہ بھی کھلائیں گے۔ نجی ٹی وی سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمیں اپوزیشن کے استعفوں کا انتظار ہے، اپوزیشن کے استعفوں سے اس ملک کی بہتری ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ پی ٹی آئی اپوزیشن کی خالی سیٹیں جیت کر ملک کی بہتری کے لیے نئی ترامیم کرے گی۔ وزیر دفاع نے کہا کہ پی ڈی ایم لانگ مارچ اور استعفوں کا شوق جلد پورا کرلے، اپوزیشن کو کھانا بھی دیں گے۔ پرویز خٹک نے کہا کہ پی ڈی ایم میں شامل جماعتیں چوں چوں کا مربہ ہیں۔

بقیہ 6

ضروری سہولیات اور مکمل تحفظ فراہم کرنے کی سنجیدہ کاوشیں کررہی ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے سموار کے روز گورنر ہاؤس کوئٹہ میں آل پاکستان انجمن تاجران کے چیئرمین خواجہ محمد شفیق کی قیادت میں تاجروں اور صنعتکاروں کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انجمن تاجران بلوچستان کے صدر رحیم آغا کی قیادت میں محمد عمران ترین، محمد صدیق عمرانی شیخ محمد طاہر، میر محمد رحیم بنگلزئی، سید حیدر آغا، نعمت خان ترین، محمد یونس، حکیم طاہر خان، محمد عاصم اور ملک طاہر ڈوگر بھی موجود تھے۔ گورنر یاسین زئی نے کہا کہ معاشی ترقی اور خوشحالی کیلئے امن بنیادی شرط ہے۔ وفد نے اپنی درپیش مشکلات سے گورنر کو آگاہ کیا اور مطالبہ کیا کہ شہید تاجر اللہ داد ترین کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔ گورنر بلوچستان یاسین زئی نے اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلاتے ہوئے کہا کہ صوبے بھر کے تاجروں کو درپیش مسائل ومشکلات کا ہمیں احساس ہے۔ کرونا وائرس کی وجہ سے کاروباری اور تجارتی مراکز کی بندش سے زندگی کے تمام شعبے بالخصوص تاجر برادری بہت متاثر ہوچکی ہے تاہم حکومت تمام تجارتی وکاروباری سرگرمیوں کی بحالی اور معاشی استحکام کیلئے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لارہی ہے۔

بقیہ 7

رپورٹ ہوئے۔ اسلام آباد نیشنل کمانڈ اینڈ آپریشن سینٹر نے کورونا کے تازہ اعداد وشمار جاری کردیئے، این سی او سی کے مطابق گزشتہ 24 گھنٹوں میں کورونا کے 1 ہزار 895 نئے کیسز رپورٹ ہوئے، گزشتہ روز 39 افراد جاں بحق ہوئے۔ این سی او سی کے مطابق ملک بھر میں ایکٹو کیسز کی تعداد 35 ہزار 722 ہوگئی، ملک بھر اب تک 4 لاکھ 88 ہزار 529 کیسز کی تعداد ہوچکی ہے۔ این سی او سی کے مطابق اموات کی مجموعی تعداد 10 ہزار 350 ہوچکی ہے۔ این سی او سی کے مطابق اب تک 4 لاکھ 42 ہزار 457 افراد صحتیاب ہوچکے ہیں، سندھ میں تعداد 2 لاکھ 18 ہزار 597 تک پہنچ گئی۔ این سی او سی کے مطابق پنجاب میں تعداد 1 لاکھ 40 ہزار 714 اور اسلام آباد میں 38 ہزار 263، کے پی کے میں 59 ہزار 484، بلوچستان میں تعداد 18 ہزار 247 ہوگئی۔ این سی او سی کے مطابق آزاد جموں وکشمیر میں 8 ہزار 357 اور گلگت بلتستان میں تعداد 4 ہزار 867 ہے، گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران 30 ہزار 139 کورونا ٹیسٹ کیے گئے، ملک بھر میں اب تک 68 لاکھ 49 ہزار 867 کورونا ٹیسٹ کیے جاچکے ہیں۔ این سی او سی کے مطابق اسلام آباد این آئی ایچ نے دو افراد میں B.1.1.7 کورونا وائرس کی موجودگی کی تصدیق کی ہے، یہ دو افراد برطانیہ سے واپس آئے تھے۔ این سی او سی کے مطابق کورونا وائرس کی نئی قسم دسمبر 2020 میں برطانیہ میں رپورٹ ہوئی، وزارت صحت نے دسمبر 2020 سے برطانیہ سے آنے والے تمام مسافروں کا کورونا کی نئی قسم کے لئے ٹیسٹ لازمی قرار دیا ہے، برطانیہ میں رپورٹ ہونے والی نئی کورونا کی قسم اب تک 31 دیگر ممالک میں بھی پھیل چکی ہے، کلینیکل نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ کورونا کی نئی قسم پہلے سے موجود وائرس سے زیادہ تیزی سے پھیلتا ہے لیکن تاحال نئے وائرس کی زیادہ شدت کے ثبوت نہیں ہیں۔

بقیہ 8

کی صدارت کی اور کورونا کی تازہ صورتحال کا جائزہ لیا۔ پیر کو وفاقی وزیر اسد عمر کی زیر صدارت نیشنل کمانڈ اینڈ آپریشن سنٹر کا اجلاس ہوا جس میں ملک میں کورونا وائرس کی تازہ صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں معاون خصوصی برائے صحت ڈاکٹر فیصل سلطان اور سیکرٹری صحت عامر خواجہ اجلاس میں شریک ہوئے۔ ذرائع کے مطابق اجلاس میں ملک میں کورونا مثبت کیسز کی شرح پر بریفنگ دی گئی، چاروں صوبوں کے نمائندے ویڈیو لنک کے ذریعے اجلاس میں شریک ہوئے، اجلاس میں تعلیمی اداروں کو کھولنے سے متعلق بھی صورت حال کا جائزہ لیا گیا۔

بقیہ 9

حیدر نے اپنے ہاتھ سے ایک سال کے عرصے میں لکھا جو لائق تحسین ہے۔ یہ بات انہوں نے سموار کے روز گورنر ہاؤس کوئٹہ میں فیصل آباد کے پیر امتیاز حیدر شاہ نورانی سے ملاقات کے دوران کہی۔ بعدازاں گورنر بلوچستان کو پیر امتیاز حیدر شاہ نورانی نے اپنے سے لکھے گئے قرآن پاک کے نسخے سے متعلق تفصیلات سے بھی آگاہ کیا۔

بقیہ 10

کا امتحان ہونا ہے، وہ شروع ہو جائیں گی اور ان جماعتوں کے طالبعلم اپنے اسکول وکالجز میں جائیں گے اور پڑھائی شروع ہو جائے گی، 25 جنوری سے پرائمری سے 8 ویں تک باقی طالبعلم اسکول آنا شروع کردیں گے، یکم فروری کو یونیورسٹی، کالجز سمیت ہائر ایجوکیشن کے ادارے کھول دیئے جائیں گے۔ پیر کو وفاقی وزیر اسد عمر کی زیر صدارت نیشنل کمانڈ اینڈ آپریشن سنٹر کا اجلاس ہوا جس میں ملک میں کورونا وائرس کی تازہ صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں معاون خصوصی برائے صحت ڈاکٹر فیصل سلطان اور سیکرٹری صحت عامر خواجہ اجلاس میں شریک ہوئے۔ ذرائع کے مطابق اجلاس میں کورونا مثبت کیسز کی شرح پر بریفنگ دی گئی، چاروں صوبوں کے نمائندے ویڈیو لنک کے ذریعے اجلاس میں شریک ہوئے، اجلاس میں تعلیمی اداروں کو کھولنے سے متعلق بھی صورت حال کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس کے بعد معاون خصوصی برائے صحت ڈاکٹر فیصل سلطان نے وفاقی وزیر تعلیم کے ہمراہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے سخت احتیاطی اقدامات اٹھائے، جن کا تعلق ہمارے تعلیمی اداروں کو بند کرنے سے تھا اور جو دیگر ہم نے ایس او پیز پر عملدرآمد کیا جیسے بڑے اجتماعات، شادی ہال اور ریسٹورنٹس بند جگہ پر ڈائننگ پر پابندی عائد کی۔ انہوں نے کہا کہ سب سے واضح اثر تعلیمی بند کرنے سے پڑا، یہ تعلیمی ادارے ہمارے ملک کے مستقبل کیلئے بہت اہم حصہ ہیں اور ہم نے بادل نخواستہ ہی انہیں بند کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ڈیٹا سے یہ چیز واضح ہوئی ہے کہ شاید اس وقت ہمیں اس معاملے میں مزید احتیاط اور التوا کرنے کی ضرورت پڑے تاکہ تعلیمی ادارے کھولنے سے قبل ہماری دوسری لہر کی شدت میں کمی آچکی ہو۔ ڈاکٹر فیصل سلطان نے کہا کہ تعلیمی ادارے ادارے کرنے کا اثر پڑا اور دوسری لہر میں کچھ ٹھہراؤ دیکھنے میں آیا۔ اس موقع پر وزیر تعلیم شفقت محمود نے کہا کہ ہماری حکومت کے پیش نظر اولین چیز یہ ہے کہ ہم نے بچوں کی صحت کا خیال رکھنا ہے اور بچوں کی صحت سے کوئی رسک نہیں لینا اور تفصیلی بحث مباحثے کے بعد یہ فیصلے ہوئے ہیں جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ 18 جنوری نویں سے 12 ویں کی وہ جماعتیں جن کا امتحان ہونا ہے، وہ شروع ہو جائیں گی اور ان جماعتوں کے طالبعلم اپنے اسکول وکالجز میں جائیں گے اور ان کی پڑھائی شروع ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ 25 جنوری سے پرائمری سے 8 ویں تک باقی طالبعلم اسکول آنا شروع کردیں گے جبکہ یکم فروری کو یونیورسٹی، کالجز سمیت ہائر ایجوکیشن کے ادارے کھول دیے جائیں گے۔ شفقت محمود نے کہا کہ بتدریج تین مرحلوں میں تعلیمی ادارے کھولنے کا عمل مکمل ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے 10 تاریخ موسم سرما کی تعطیلات دی تھیں اور اساتذہ اور انتظامی عملے کو 11 جنوری سے اسکول، کالجز، یونیورسٹیز آنے کی اجازت ہوگی اور یونیورسٹیز آن لائن کام کرسکتی ہیں۔ وفاقی وزیر تعلیم نے کہا کہ بورڈ کے جو امتحانات مارچ یا اپریل کے اوائل میں ہونے تھے ان کو ملتوی کیا جارہا ہے اور بورڈ کے امتحانات اب مئی اور جون میں ہوں گے کیونکہ بچوں نے ابھی تک اپنا کورس ورک مکمل نہیں کیا اور وہ اس عرصے میں اپنا کورس ورک مکمل کرسکیں گے۔ انہوں نے واضح کیا کہ 14 یا 15 تاریخ صحت کی صورتحال کا دوبارہ جائزہ لیں گے تاکہ اس بات کو یقینی بناسکیں کہ بیماری کنٹرول میں ہے اور ہم جو دیکھ رہے ہیں ٹرینڈ اسے لحاظ سے چل رہا ہے۔ یاد رہے کہ گزشتہ سال کے اوائل میں ملک بھر میں کورونا وائرس کے پھیلاؤ کے چند ہفتوں بعد 15 مارچ سے تمام تعلیمی ادارے بند کردیے گئے تھے جبکہ سندھ میں 26 فروری کو پہلا کیس سامنے آنے کے بعد سے ہی تعلیمی ادارے بند کردیے گئے تھے۔ وائرس کی صورتحال میں بہتری کے بعد 6 ماہ کے طویل عرصے کے بعد 15 ستمبر کو دوبارہ کھول دیے گئے تھے البتہ نومبر کے آخری ہفتے میں کورونا وائرس کی دوسری لہر کے پیش نظر 26 نومبر سے ملک بھر میں تعلیمی ادارے بند کرنے کا اعلان کیا تھا۔

بقیہ 11

تھانہ نصیر آباد میں ایس ایچ او مچھ تھانے کی مدعیت میں درج کرلیا گیا۔ سی ٹی ڈی حکام کے مطابق ضلع بولان کے علاقے مچھ کی کوئلہ کان فیلڈ پر دس کانکنوں کے لرزہ خیز قتل کا سی ٹی ڈی تھانہ نصیر آباد میں ایس ایچ او پولیس تھانہ مچھ پیر بخش بگٹی کی مدعیت میں نامعلوم ملزمان کیخلاف درج کیا گیا مقدمہ میں قتل، انسداد دہشت گردی سمیت دیگر دفعات درج کی گئی ہیں یہ مقدمہ واردات کے 35 گھنٹے بعد درج کیا گیا کیونکہ پولیس اور لیویز کے درمیان حدود کا تعین نہیں ہوسکا تھا مقدمہ کے اندراج کے باوجود ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

بقیہ 12

عدالت میں ایڈووکیٹ حماد سعید ڈار کی بازیابی کے لیے دائر درخواست پر سماعت ہوئی، اس موقع پر حماد سعید ڈار خود عدالت پہنچ گئے۔ اس موقع پر ڈی آئی جی آپریشنز وقار الدین سید بھی عدالت میں پیش ہوئے جبکہ ایس پی صدر سرفراز ورک اور ایس پی انویسٹی گیشن ملک نعیم بھی عدالت میں موجود تھے۔ عدالت میں جب کیس کی سماعت شروع ہوئی تو عدالت میں پیش ہونے والے وکیل حماد سعید ڈار نے کہا کہ گھر سے مجھے اٹھایا گیا تو چہرے پر ماسک اور آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی، جس کے بعد 25 سے 30 منٹ تک گاڑی چلائی گئی اور پھر ایک کمرے میں لے گئے۔ اس پر چیف جسٹس نے پولیس کے فوری ردعمل سے متعلق پوچھا تو ڈی آئی جی پولیس کا کہنا تھا کہ ہم نے فوری طور پر ایف آئی آر درج کردی تھی، جس پر چیف جسٹس اطہر من اللہ نے ریمارکس دیے کہ فوری طور پر تو کچھ نہیں کیا گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ متعلقہ ایس ایچ او کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، اس پر ڈی آئی جی نے بتایا کہ ایس ایچ او کو شوکاز نوٹس جاری کردیا گیا ہے۔ اس پر چیف جسٹس اطہر من اللہ نے ریمارکس دیے کہ بڑے آدمی کا بیٹا غائب ہونے پر جس طرح ایکشن کیا جاتا ہے، عام آدمی کے لیے بھی ویسے ہی لیا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ حماد سعید ڈار نے بتایا ہے کہ انہیں اغوا کیا گیا تھا، شکر ہے کہ حماد سعید واپس آگئے تاہم ریاست کا رویہ درست نہیں تھا۔ چیف جسٹس اطہر من اللہ نے کہا کہ اسلام آباد، وفاقی حکومت کے زیر انتظام علاقہ ہے، وفاقی حکومت کا مطلب وزیراعظم اور وفاقی کابینہ ہے۔ بعدازاں عدالت نے ڈی آئی جی اسلام آباد پولیس سے 10 دن میں رپورٹ طلب کرتے ہوئے کہا کہ گہرائی میں جاکر تفتیش کرکے رپورٹ عدالت میں رپورٹ پیش کریں۔ اس موقع پر عدالت میں موجود اسلام آباد ہائیکورٹ واسلام آباد بار ایسوسی ایشن کے عہدیدار نے کہا کہ ہم اس عدالت کے بے حد مشکور ہیں، اس پر چیف جسٹس نے ریمارکس دیے کہ اگر حماد سعید بازیاب نہ ہوتے تو یہ عدالت کارروائی کرتی۔ چیف جسٹس نے ڈی آئی جی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ بہت سنجیدہ نوعیت کا معاملہ ہے اور یہ ہر بار ہورہا ہے جبکہ اب تک کبھی بھی پتا نہیں چلا کہ یہ کیا کس نے ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ اس بار گہرائی میں جاکر تفتیش کریں اور اس کیس کو مثال بنائیں۔ بعدازاں مذکورہ کیس کی سماعت کا تحریری حکم نامہ جاری کیا گیا جس میں عدالت نے سیکریٹری داخلہ کو معاملہ وزیراعظم اور کابینہ کے نوٹس میں لانے کی ہدایت کردی۔ عدالت نے کہا کہ اُمید ہے وزیراعظم اس معاملے پر مناسب اقدامات کریں گے، آئندہ سماعت پر آئی جی اسلام آباد پولیس، سیکریٹری داخلہ واقعے کی رپورٹ عدالت میں جمع کرائیں۔ اسلام آباد ہائیکورٹ نے کہا کہ ہر شہری کو تحفظ فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے، 1400 اسکوائر میل پر مشتمل وفاقی دارالحکومت میں جرائم کی شرح بڑھتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ عدالت نے کہا کہ ڈی آئی جی آپریشنز وقار الدین سید نے عدالت کو معاملے کی مکمل تحقیقات کی یقین دہانی کرائی ہے۔ علاوہ ازیں اپنی رہائی کے بعد ایک ویڈیو پیغام میں حماد سعید ڈار نے کہا کہ میں اسلام آباد ہائیکورٹ بار کے وکلا اور میڈیا کی کوششوں کی وجہ سے رہا کردیا گیا ہوں، میں چیف جسٹس اسلام آباد ہائیکورٹ کا تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے چھٹی کے دن میرے کیس کی سماعت کرتے ہوئے ایکشن لیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد بار کونسل، اسلام آباد ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن اور اسلام آباد بار ایسوسی ایشن نے بروقت میری غیرقانونی گرفتاری کے خلاف احتجاج کیا اور آواز اٹھائی جس سے میری رہائی ممکن ہوئی۔ عدالت کے باہر میڈیا سے گفتگو میں حماد سعید ڈار نے کہا کہ جمعہ کی رات ڈیڑھ بجے کے قریب گھنٹی بجی اور کچھ لوگ اندر آئے اور والد کو کہا کہ آپ کے بیٹے سے ملنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ 12 سے 15 لوگ تھے جس میں سے 2 کو اندر بلایا گیا، مگر 10 کے قریب لوگ زبردستی گھر کے اندر گھس آئے اور مجھے دیکھتے ہی انہوں نے دھکم پیل شروع کردی اور مجھے پکڑ لیا۔ حماد سعید ڈار نے کہا کہ ان لوگوں نے میری چیزیں، لیپ ٹاپ، موبائل لے کر میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور مجھے ساتھ لے گئے، جس کے بعد گاڑی پر بٹھا کر 30 منٹ گاڑی چلی اور ایک چھوٹی سی جگہ لے گئے جہاں مجھے رکھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی اس لیے اندازہ نہیں ہوا کہ مجھے کس طرف لے کر گئے تھے، ساتھ ہی ان کا کہنا تھا کہ ابھی تک یہ بھی سمجھ نہیں آئی کہ وہ کون لوگ تھے اور مجھ سے کیا چاہتے تھے۔ وکیل کا کہنا تھا کہ میں نے پوچھا میرے خلاف کوئی چیز ہے تو بتائیں، کوئی شکایت یا وارنٹ گرفتاری ہے تو میں خود پیش ہوجاتا ہوں تاہم انہوں نے مجھے کوئی چیز نہیں بتائی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ بار اور میڈیا نے جو کوششیں کیں، اس کی وجہ سے مجھے چھوڑا گیا۔

بقیہ 13

لیا۔ تفصیلات کے مطابق ورلڈ بینک کی جانب سے نجی کمپنی کے مزدور سامیزئی واٹر چینل کی کھودائی کا کام کر رہے تھے کہ اچانک ویکسی ویٹر مشین کے قریب زوردار دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں مشین کے اگلے حصے کو جزوی نقصان پہنچا۔ واقعہ کی اطلاع ملتے ہی قانون نافذ کرنے والے ادارے اور بم ڈسپوزل عملہ جائے وقوعہ پر پہنچ گیا اور پورے علاقے کو گھیرے میں لیا اور دھماکے کی جگہ سے شواہد جمع کیے تاہم دھماکے میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا مزید تفتیش جاری ہے۔

بقیہ 14

ہے کہ سکولز کھولنے تعلیمی نظام بہتری کی طرف گامزن ہوگا، ایس او پیز کے تحت سکول کھولیں گے۔ اپنے بیان میں سپریم کونسل نے کہا کہ حکومتی سکولز کھولنے کا فیصلہ خوش آئند ہے، حکومت کے فیصلے کو بھرپور الفاظ میں سراہتے ہیں۔ افضل بابر، عبدالوحید خان، زاہد ڈار، حافظ بشارت نے مشترکہ بیان میں کہا کہ حکومتی فیصلے کے تحت سکولز کھولیں گے، سکولز کھولنے تعلیمی نظام بہتری کی طرف گامزن ہوگا، ایس او پیز کے تحت سکولز کھولیں گے، بچوں کی زندگیاں محفوظ بنانا اور تعلیم بچانا اولین ترجیح ہے

بقیہ 15

پورٹ اور سی پیک کے باعث اس خطے کی اہمیت میں اضافہ ہوگیا ہے جبکہ حکومت کی جانب سے یہاں سرمایہ کاری اور کاروبار کیلئے بے شمار مراعات اور سہولیات فراہم کی جارہی ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ تاجر برادری ان مواقع سے فائدہ اٹھائے اور اپنے کاروبار کو بلوچستان میں وسعت دے، بلوچستان سرمایہ کاری بورڈ اس سلسلے میں ہر قسم کی معاونت کیلئے تیار ہے، انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ جام کمال کی مدبرانہ قیادت میں بلوچستان ترقی کی راہ پر گامزن ہے سرمایہ کار بلا خوف اپنا سرمایہ یہاں لگا سکتے ہیں، انہوں نے کہا کہ صوبے میں منظم منصوبہ بندی کے تحت تجارتی سرگرمیوں کو فروغ دیا جارہا ہے اور ان اقدامات کی بدولت سرمایہ کاروں کا اعتماد بھی بحال ہورہا ہے۔

بقیہ 16

مظاہرین سے مذاکرات کے لئے پہنچے تاہم مظاہرین نے احتجاج ختم کرنے سے انکار کردیا۔ پیر کی شب صوبائی وزراء میر ظہور بلیدی اور نور محمد دمڑ بھی مظاہرین سے مذاکرات کے لئے پہنچے اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے صوبائی وزیر خزانہ میر ظہور بلیدی نے کہا کہ سانحہ مچھ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں، دکھ کی اس گھڑی میں ہم لواحقین کو تنہا نہیں چھوڑینگے، حکومت کی جانب سے ملزمان کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے جارہے ہیں دہشتگردی کے اس واقعے میں ملوث ملزمان کو عبرتناک سزا دی جائیگی، آپ ہمارے یہاں آنے کو میتھ سجھ لیں ظہور بلیدی نے لواحقین سے اپیل کی وہ میتوں کی تدفین کریں، تاہم سابق صوبائی وزیر مجلس وحدت المسلمین کے رہنماء آغا رضا نے کہا کہ حکومتی وفد نے آنے میں بہت دیر کردی اگر وہ کل یہاں آتے تو صورتحال مختلف ہوسکتی تھی لواحقین اور مظاہرین نے احتجاج ختم کرنے سے انکار کردیا جس کے بعد صوبائی وزراء واپس لوٹ گئے۔

بقیہ 17

سنجاوی روڈ کی تعمیر سے صرف ضلع ہرنائی نہیں بلکہ مختلف اضلاع کے عوام اور کاروباری حلقے مستفید ہونگے ہر علاقے کی ترقی میں مواصلاتی نظام کا اہم کردار ہوتا ہے الیکشن کے دوران عوام سے جو وعدے کئے تھے ان کو پورا کررہے ہیں حلقے کے دونوں اضلاع میں تعلیم صحت، روزگار اور دیگر شعبوں میں انقلابی اقدامات کئے جارہے ہیں ان خیالات کا اظہار انہوں نے دمڑ ہاؤس سنجاوی میں ضلع ہرنائی کے نومنتخب ضلع زکوٰۃ چیئرمین سید شادی گل بخاری کی قیادت میں ملنے والے ضلع ہرنائی کے ایک وفد سے ملاقات کے دوران بات اور سنجاوی میں مختلف ترقیاتی منصوبوں کا معائنہ کرنے کے دوران پارٹی کارکنوں، ضلعی آفیسران سے بات چیت کرتے ہوئے کیا ضلع زکوٰۃ چیئرمین سید شادی گل بخاری نے صوبائی وزیر حاجی نور محمد خان دمڑ کا ہرنائی کوئٹہ، ہرنائی سنجاوی شاہراہوں کی تعمیر کی منظوری اور این ایچ اے کے حوالے کرنے پر صوبائی وزیر کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہرنائی کوئٹہ، ہرنائی سنجاوی شاہراہوں کی تعمیر ضلع ہرنائی کے تمام عوام کا اجتماعی، دیرینہ حل طلب مسئلہ تھا اس موقع پر بی اے پی اربن ہرنائی کے جنرل سیکرٹری شیر باز خان ترین، تحریک انصاف سنٹرل کمیٹی کے رکن صدام ترین، ودیگر قبائلی عمائدین، ملک بڈو دمڑ، سابق ڈپٹی کمشنر ہرنائی عظیم جان دمڑ، بی اے پی ضلع زیارت کے ضلعی آرگنائزنگ سیکرٹری حاجی خان محمد دمڑ سمیت بڑی تعداد میں قبائلی معتبرین، وعلماء کرام ودیگر مختلف افراد موجود تھے صوبائی وزیر حاجی نور محمد خان دمڑ نے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ اپنے حلقے کے دونوں اضلاع ضلع زیارت وضلع ہرنائی کے تمام علاقوں کی ترقی ہماری اولین ترجیح ہر علاقے کی ضروریات کے مطابق ترقیاتی کاموں کی منصوبہ بندی کررہے ہیں جس سے علاقے میں ترقی کا ایک نیا دور شروع ہورہا ہے انفرادی کی بجائے اجتماعی نوعیت کے منصوبوں کی اولیت دی جارہی ہے بطور حلقے کا نمائندہ ان کے فرائض منصبی میں شامل ہے کہ وہ اپنے حلقے کے تمام علاقوں پر توجہ دے، ہم نے تمام علاقوں کی ترقی کیلئے جامع پالیسی اپنائی ہے انہوں نے کہا کہ ترقیاتی منصوبوں کی بروقت تکمیل اور وقت پر مانیٹرنگ بھی ضروری ہے اپنے حلقے کے عوام کی ترقی کیلئے میدان میں نکلے ہیں عوام کی حمایت اور تعاون سے سرخرو ہونگے الیکشن کے وقت عوام سے جو وعدے کئے تھے ان کو بتدریج پورا کررہے ہیں کسی بھی علاقے سے ناانصافی نہیں کریں گے تعلیم آبنوشی، صحت، مواصلات، روزگار، اور زندگی کی دیگر تمام سہولیات کی فراہمی کیلئے اقدامات کئے جارہے ہیں صوبائی وزیر نے جاری مختلف ترقیاتی منصوبوں کا معائنہ بھی کیا اور متعلقہ محکموں کے آفیسران کو ترقیاتی منصوبوں کو معیاری میٹریل، پی سی ون کے مطابق وقت مقررہ پر تکمیل یقینی بنانے کی ہدایت کی دریں اثناء صوبائی وزیر ریونیو ایچ ای، واسا حاجی نور محمد خان دمڑ، صوبائی وزیر لائیو اسٹاک مٹھا خان کاکڑ نے صوبائی وزیر تعلیم سردار یار محمد رند سے ملاقات کی اور اس موقع پر صوبے میں امن وامان، تعلیم، سمیت مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا گیا، اس موقع پر سیکرٹری ایجوکیشن شیر خان بازئی، سیکرٹری کالجز ہاشم غلزئی، ڈائریکٹر اسکولز نظام مینگل بھی موجود ہے

بقیہ 18

بلوچستان ترقی کی راہ پر گامزن ہے بلوچستان اور نصیر آباد ڈویژن میں ترقی کا دور شروع ہوچکا ہے اور صوبائی حکومت بلوچستان میں ترقی لانا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان عوامی پارٹی صوبے کے تمام لوگوں کی پارٹی ہے وزیراعلیٰ بلوچستان جام کمال خان کی محنت اور کوششوں سے پارٹی عوام کے امنگوں اور خواہشات کو ہر ممکن پورا اترنے کی کوشش کررہی ہے صوبائی حکومت کی کارکردگی بہتر اور تاریخی ہے انشاء اللہ تعالیٰ 2023 تک صوبے کے تمام دیرینہ مسائل حل ہوکر صوبہ بلوچستان دیگر صوبوں سے ترقی وخوشحالی میں آگے نکل جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ علاقائی عوامی مسائل کو حل کرنے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں بلارنگ ونسل عوام کی خدمت جاری رہیگا اس وقت بھی حلقہ انتخاب میں کروڑوں روپے کے اجتماعی منصوبوں پر کام کا عمل تیزی سے جاری ہے سرپرست اعلیٰ مشرق میڈیا سینئر صحافی عزیز اللہ ساسولی ودیگر مختلف شعبہ زندگی کے افراد نے پھولوں کے ہار پہنائے اور استقبال کیا اس موقع پر میر علی شیر سولنگی میر شبیر احمد مری وڈیرہ کریم بخش ڈوکی رئیس عبدالقادر پندرانی حاجی حسین پندرانی سیٹھ عبدالوہاب رند نور حسن بنگلزئی خلیل احمد جتک ڈاکٹر عبدالقادر جتک انجمن تاجران منجھوشوری کے صدر محمد جان جتک میر اللہ بخش جتک سردار علی رند ودیگر بھی موجود تھے سرپرست اعلیٰ مشرق میڈیا سینئر صحافی عزیز اللہ ساسولی عبداللہ بلوچ نے صوبائی مشیر حاجی محمد خان لہڑی کو ٹوپی اجرک کا تحفہ پیش کیا تمام معزز مہمانوں کی اعزاز میں مشرق میڈیا کے نمائندوں نے پرتکلف چائے پارٹی کا اہتمام کیا۔

بقیہ 19

کو پشاور سے گرفتار کرلیا گیا۔ پولیس نے ڈاکٹر سید عالم محسود کو پشاور کے علاقے حیات آباد میں ان کی رہائش گاہ سے گرفتار کیا۔ پولیس کے مطابق عالم محسود کو پاکستان اور سیکورٹی فورسز کے خلاف توہین آمیز اور اشتعال انگیز تقاریر پر گرفتار کیا گیا۔ واضح رہے کہ ڈاکٹر سید عالم محسود نے ایم این اے علی وزیر کی رہائی کے لیے توہین آمیز تقاریر کی تھیں۔ دوسری جانب پی ٹی ایم رہنما کی گرفتاری کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئی ہے۔

بقیہ 20

کی ہدایت کی ہے۔ جاری اعلامیہ کے مطابق ٹیکس سال 2020ء کے لئے انکم ٹیکس گوشوارے وصول ہونے میں خاطر خواہ بہتری آئی ہے، 8 دسمبر 2020 تک 17 لاکھ 68 ہزار ٹیکس گزاروں نے انکم ٹیکس گوشوارے داخل کیے گئے تھے، مقررہ تاریخ تک ان ریٹرنز کے ساتھ تقریباً 22 ارب روپے کا ٹیکس جمع ہوا تھا۔ اعلامیہ کے مطابق 4 جنوری تک انکم ٹیکس گوشوارے داخل کرنے والوں کی تعداد 23 لاکھ 16 ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ اعلامیہ کے مطابق اس ضمن میں گوشواروں کے ساتھ ادا شدہ ٹیکس 43.6 ارب روپے اکھٹا ہوا ہے، پچھلے سال اس عرصہ میں 21 لاکھ 81 ہزار گوشوارے جمع ہوئے اور ادا شدہ انکم ٹیکس 28 ارب روپے تھا، اس طرح اس سال ادا شدہ انکم ٹیکس میں 55 فیصد اضافہ حاصل ہوا۔ اعلامیہ کے مطابق 8 دسمبر کے بعد داخل ہونے والے گوشواروں کی تعداد 5 لاکھ 47 ہزار کے قریب ہے، ان کے ساتھ جمع ہونے والا ٹیکس بھی تقریباً 22 ارب روپے ہے۔ اعلامیہ کے مطابق ایف بی آر کیم مارچ کے بعد ایکٹیو ٹیکس پیئر لسٹ جاری کردے گا

بقیہ 21

ہوئے کہا ہے کہ نیب قانون ہم نے نہیں بنایا، پہلے موجود ہے، نیب کے قوانین کو مزید موثر کرنے کی ضرورت ہے نیب کی تحویل میں صرف دو اموات ہوئی ہیں، نیب قوانین میں ترمیم بہتری کیلئے تو کرسکتے ہیں، اپنے مقصد کے لیے ختم نہیں کرسکتے، آمدن سے زائد اثاثوں پر پاکستان میں دس سال نااہلی کی سزا ہے، رجنگنا میں ساری عمر کی نااہلی کا قانون موجود ہے، کچھ ممالک میں عمر قید کی سزا کا قانون ہے۔ پیر کو سینیٹ کا اجلاس چیئرمین سینیٹ محمد صادق سنجرانی کی زیرصدارت ہوا جس میں سینیٹر شیری رحمان نے بلوچستان مچھ میں دس افراد کے شہادت پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہزارہ کمیونٹی کے خلاف مستقل مظالم ہورہے ہیں، وزیراعلیٰ بلوچستان مظلوم فیملی کے ہاں جائے، کان کن مظلوم طبقہ وزیراعظم جائیں اُن پر مرہم رکھیں۔ سینیٹ میں قائد ایوان ڈاکٹر شہزاد وسیم نے کہا کہ بلوچستان مچھ واقعہ کی تہہ تک پہنچیں گے ملزموں کو قرار واقعی سزا ملے گی، مچھ کے واقعہ کے پیچھے ہاتھوں کو ڈھونڈنے کی ضرورت ہے، باغی گروپ دوبارہ اپنے آپ کو ری آرگنائز کررہے ہیں۔ سینیٹر کبیر محمد شاہی نے کہا کہ دوہزار دس کے بعد موجودہ دور میں دوبارہ ہزارہ کمیونٹی کی کلنگ شروع ہوگئی، سنگلاخ پہاڑوں میں دو پولیس اہلکار تحفظ فراہم نہیں کرسکتے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ یا کسی وزیر نے بھی ان سے ہمدردی کرنے نہیں گیا، حکومت کا رویہ بہت افسوسناک ہے۔ سینیٹر میر کبیر نے کہا کہ بلوچستان میں ہزارہ کمیونٹی کا دوبارہ قتل عام شروع ہوا ہے، مچھ واقعہ پر حکومت کے کانوں پر جوں نہیں رینگی، نہ وزیراعظم گئے ہیں نہ وزیراعلیٰ گئے ہیں۔ سینیٹر جاوید عباسی نے کہا کہ بلوچستان کے واقعہ نوٹس لینا چاہیے وفاقی دارالحکومت میں طالب علم کو قتل کردیا جاتا ہے، پولیس سرعام لوگوں کو قتل کررہی ہے اور سرعام ڈکیتیاں ہورہی ہیں، اسلام آباد میں امن و امان کی صورتحال خراب ہوتی جارہی ہے۔ بابر اعوان نے کہا کہ اسامہ ستی کے قتل میں ملوث اہلکاروں کو گرفتار کرلیا گیا، جوڈیشل انکوائری کا حکم دیا گیا، معاشرہ کس جانب چل پڑا ہے، اس معاملے پر سپریم کورٹ کا فیصلہ موجود ہے، خود بھی اسامہ کے لواحقین سے ملاقات ہوئی، پوری فیملی تعلیم یافتہ ہے، بچے کو بیگناہ مارا گیا انہوں نے کہا کہ مچھ وفاقی وزیر داخلہ کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے، وہ بلوچستان جائیں گے۔ وزیراعظم کے مشیر ڈاکٹر بابر اعوان نے کہا کہ طالب علم کے قتل میں پولیس اہلکار گرفتار ہوچکے ہیں، میں اُسامہ ندیم ستی کے گھر گیا اور اُن کے والدین سے ملا۔ جمعیت علمائے اسلام کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا کہ ہم حکومت کہاں اُس کی رٹ کہاں ہے اسامہ ندیم ستی کو قتل کردیا جاتا ہے، اُسامہ ندیم پر بائیس فائر کیے گئے یہ المناک مسئلہ ہے اس پر جوڈیشل کمیشن تشکیل دیا جائے۔ ڈپٹی چیئرمین سینیٹ سلیم مانڈوی والا نے قومی احتساب بیورو (نیب) کی جانب سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو ایوان کی انسانی حقوق کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ کردیا۔ انہوں نے کہا کہ پہلی مرتبہ نیب کا معاملہ سینیٹ ایجنڈا پر آیا ہے، نیب نے سینیٹرز کو پریشان کر رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نیب کو خط لکھا تھا کہ کسی سینیٹر کو گرفتار کرنے سے قبل یا انہیں بلانے سے قبل سینیٹ کو اطلاع دی جائے، چیئرمین نیب نے کہا تھا کہ اس حوالے سے سینیٹ کو اطلاع دیا کریں گے اور اس پر عمل جاری بھی تھا، لیکن روبینہ خالد دو سال سے احتساب عدالت میں در بدر ہورہی ہیں اور نہ ان کا کیس چلتا ہے، محسن عزیز روس میں تھے جب انہیں فون آیا کہ نیب نے مالم جبہ کیس میں آپ کے خلاف انکوائری شروع کردی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیری رحمٰن کے سابقہ شوہر سے جبراً 164 کا بیان لکھوایا گیا، وہ انتہائی شریف آدمی ہیں، میرے پاس اب تک ان افراد کی 100 درخواستیں آچکی ہیں جو جیل میں ہیں یا نیب عدالتوں میں زل رہے ہیں، ان کے ساتھ نیب کی جانب سے زیادتی ہورہی ہے۔ سلیم مانڈوی والا نے کہا کہ مجھے کہا گیا کہ ہم آپ کے چیئرمین سینیٹ کو بھی دیکھ لیں گے، کس ادارے میں اتنی جرات ہے کہ وہ کہے کہ چیئرمین سینیٹ کو دیکھ لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ کیس چلانے سے پہلے میڈیا میں عزت کو اچھالا جاتا ہے، میں نے کہا کہ مجھ سے ہونے والی تحقیقات کو میڈیا میں چلائیں، نوٹس کو تو بہت میڈیا پر چلاتے ہیں، مجھ سے پوچھا گیا کہ آپ منگلا کور کے ساتھ کاروبار کرتے ہیں، کہا گیا کہ آپ بے نامی ٹرانزیکشنز کرتے ہیں، ڈپٹی چیئرمین سینیٹ نے منگلا کور کے ساتھ بے نامی ٹرانزیکشن کی؟ پورا ملک اس پر ہنس رہا ہے، اس ایوان کے ذریعے مطالبہ کیا جائے کہ کسی کی میڈیا میں پگڑی نہیں اچھالی جائے گی۔ ان کا کہنا تھا کہ مجھے ایک وفاقی وزیر کا فون آیا کہ آپ ہمارے دل کی آواز ہیں، ہم نیب کے ساتھ کام نہیں کرسکتے، یہ کام کیوں نہیں کرپا رہے؟ کیا حکومت کو یہ علم نہیں ہے۔

بقیہ 22

اپنی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ دہشت گردی ہو یا پھر کوئی اور ٹارگٹ کلنگ ہو حکومت پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ کسی صورت بری الزمہ نہیں ہوسکتی انہوں نے کہا کہ ہماری حکومت میں دہشت گردی اور مذہبی منافرت ختم ہو گئی تھی اب نااہل صوبائی اور وفاقی حکومت کے دور میں ایک مرتبہ پھر دہشت گردی کے واقعات میں اضافہ ہوگیا ہے حکومت ہر محاذ پر ناکام ہوچکی ہے کوئی کام ٹھیک طریقے سے نہیں ہورہا حکومت کا سارا زور پی ڈی ایم کو زیر کرنے اور اپنی کرسی کو مضبوط کرنے پر صرف کیا جارہا ہے عوام کا کوئی پرسان حال نہیں مدینہ کی ریاست میں ہر انسان کی عزت و آبرو اور جان و مال محفوظ تھی لیکن ہمارے ہاں کسی کی جان ومال محفوظ نہیں ہماری عورتوں کی عزتیں سرعام سڑکوں پر لوٹی جاتی ہیں لیکن ملزمان اور دہشت گرد کھلے عام دندناتے پھرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مچھ کے واقعہ میں تمام شہیدوں کے لواحقین کی مالی مدد کی جائے تاکہ مزدوروں کے بچوں کو دو وقت کی روٹی میسر ہو اور وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں وزیراعظم اور وزیر اعلیٰ صرف مذمت کرنے سے اپنی جان چھڑا رہے ہیں انہیں ورثاء کیلئے مالی پیکج کا اعلان کرنا چاہیے تھا انہوں نے کہا کہ اس طرح کے واقعات میں جو بھی ہمسائیہ ممالک ملوث ہیں انہیں بے نقاب کیا جائے اور عالمی سطح پر انکے خلاف آواز اٹھائی جائے۔

بقیہ 23

مہذب احتساب کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا، احتساب کا عمل جاری رہے گا۔ ذرائع کے مطابق وزیراعظم عمران خان کی زیر صدارت ترجمانوں کا اجلاس ہوا جس میں وزیراعظم عمران خان نے ترجمانوں سے مشاورت کی۔ ذرائع کے مطابق پی ڈی ایم کا توڑ نکالنے کے لئے حکومتی حکمت عملی تیار کرلی گئی جس کے مطابق پی ڈی ایم کو ہر فورم پر بھرپور جواب دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ سینیٹ کے انتخابات میں اپوزیشن کو بھرپور جواب دیا جائے گا۔ جلاس سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ کوئی بھی معاشرہ مہذب احتساب کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا، احتساب کا عمل جاری رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن کا احتساب شروع ہوا تو سب اکٹھے ہوگئے۔ ذرائع کے مطابق وزیراعظم کا ترجمانوں کو اپوزیشن رہنماؤں کے کرپشن کیسز کو اجاگر کرنے کا ٹاسک دیتے ہوئے حکومتی کارکردگی کو اجاگر کرنے کی ہدایت دیدی۔ وزیراعظم نے کہا کہ ایک طرف ماضی کی حکومتیں قومی خزانے کو لوٹتی رہیں دوسری طرف موجودہ حکومت ترقی پر گامزن ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ پی ڈی ایم فارغ ہوچکی ہے، پی ڈی ایم اپنی موت آپ مررہی ہے، حکومت کو پی ڈی ایم سے کوئی خطرہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پی ڈی ایم نے کورونا کے دنوں عوام کی زندگی سے کھیلنے کوشش کی، اپوزیشن کی پوری تحریک این آر او کیلئے ہے جو نہیں دونگا۔ وزیراعظم نے کہا کہ کمزور معیشت کو درست ٹریک پر لگادیا ہے، تمام معاشی اعشاریے درست سمت میں ہیں۔ ذرائع کے مطابق وزیر اعظم نے ترجمانوں کو معاشی کامیابیاں اجاگر کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ نئے سال میں کارکردگی کو مزید بہتر کرنے اور ڈیلیوری پر توجہ ہوگی۔

بقیہ 24

سربراہی میں 5 رکنی بینچ نے سینیٹ انتخابات اوپن بیلٹ/شو آف ہینڈز سے کرانے کیلئے دائر صدارتی ریفرنس پر سماعت کی۔ 5 رکنی بینچ میں چیف جسٹس گلزار احمد کے ساتھ ساتھ جسٹس مشیر عالم، جسٹس عمر عطا بندیال، جسٹس اعجاز الاحسن اور جسٹس یحییٰ آفریدی بھی شامل تھے۔ دوران سماعت اٹارنی جنرل برائے پاکستان خالد جاوید خان نے بتایا کہ آرٹیکل 226 کی تشریح کے لیے سپریم کورٹ سے رجوع کیا ہے، مذکورہ ریفرنس میں سینیٹ انتخابات خفیہ رائے شماری سے نہ کرنے کا قانونی سوال اٹھایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سوال یہ ہے کہ کیا آرٹیکل 226 کا اطلاق صرف آئین کے تحت ہونے والے انتخابات پر ہوتا ہے، جس پر جسٹس یحییٰ آفریدی نے کہا کہ عدالت اس تضاد میں کیوں پڑے۔ عدالتی بینچ کے رکن جسٹس اعجاز الاحسن نے ریمارکس دیے کہ آپ کے مطابق آئین و قانون کے تحت انتخابات کا مختلف طریقہ کار ہے، آپ چاہتے ہیں عدالت آئین اور قانون کے تحت ہونے والے انتخابات میں فرق واضح کرے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا قومی اسمبلی کا انتخاب آئین کے تحت نہیں ہوتا؟ جس پر اٹارنی جنرل نے جواب دیا کہ عام انتخابات الیکشن ایکٹ 2017 کے تحت ہوتے، آئین کے تحت نہیں۔ اس پر جسٹس اعجاز الاحسن نے کہا کہ آئین میں سینیٹ اور اسمبلی انتخابات کا ذکر ہے، مقامی حکومتوں کے انتخابات کا آئین میں ذکر نہیں۔ انہوں نے کہا کہ انتخابات کیسے ہونے ہیں یہ بات الیکشن ایکٹ میں درج ہوگی، الیکشن ایکٹ بھی آئین کے تحت ہی بنا ہوگا، ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ کیا کوئی قانون آئین سے بالاتر ہوسکتا ہے؟ جسٹس اعجاز الاحسن نے کہا کہ آئین یا قانون میں ترمیم کے لیے پارلیمنٹ کے پاس اختیار ہے، سینیٹرز صوبوں کے نمائندے ہوتے ہیں، سینیٹرز کو منتخب کرانے والے ووٹرز اپنی سیاسی جماعتوں کو جواب دہ ہیں۔ بعدازاں کیس کی سماعت میں اٹارنی جنرل نے الیکشن کمیشن اور الیکٹورل کالج کو نوٹس جاری کرنے کی استدعا کی، جس پر چیف جسٹس نے ریمارکس دیے کہ چاروں صوبائی حکومتوں اور الیکشن کمیشن کو نوٹس جاری کر رہے ہیں، چاروں ایڈووکیٹ جنرلز اور الیکشن کمیشن کے جواب کا جائزہ لیں گے۔ عدالت عظمیٰ نے مذکورہ معاملے پر چیئرمین سینیٹ، قومی اسمبلی سمیت چاروں صوبائی اسمبلیوں کے اسپیکرز، الیکشن کمیشن، وفاق وصوبائی ایڈووکیٹ جنرلز کو نوٹس جاری کردیے۔ اٹارنی جنرل اور دیگر کو اپنی تحریری معروضات جمع کرانے کا حکم دیتے ہوئے عدالت نے کہا کہ نوٹس اخبارات میں بھی شائع کیا جائے تاکہ جو اس معاملے پر رائے دینا چاہے وہ دو ہفتوں میں تحریری معروضات عدالت میں جمع کرائے۔ علاوہ ازیں عدالت عظمیٰ نے کوئٹہ سے تعلق رکھنے والے سینئر ایڈووکیٹ ہادی شکیل کو عدالت میں پیش ہونے کا کہتے عدالتی معاون کے طور پر طلب کرلیا۔ جس کے بعد کیس کی سماعت 11 جنوری تک ملتوی کردی گئی۔ واضح رہے کہ وفاقی حکومت نے 23 دسمبر کو صدر مملکت کی منظوری کے بعد سینیٹ انتخابات اوپن بیلٹ کے ذریعے کرانے کے لیے سپریم کورٹ میں ریفرنس دائر کردیا تھا۔ صدر مملکت ڈاکٹر عارف علوی نے آئین کے آرٹیکل 186 کے تحت سپریم کورٹ میں ریفرنس بھجوانے کی وزیر اعظم کی تجویز کی منظوری دے دی اور ریفرنس پر دستخط کیے تھے۔ عدالت عظمیٰ میں دائر ریفرنس میں صدر مملکت نے وزیراعظم کی تجویز پر سینیٹ انتخابات اوپن بیلٹ کے ذریعے کرانے کی تجویز مانگی ہے۔ ریفرنس میں مؤقف اپنایا گیا ہے کہ آئینی ترمیم کے بغیر الیکشن ایکٹ میں ترمیم کرنے کے لیے رائے دی جائے۔ وفاقی حکومت نے ریفرنس میں کہا ہے کہ خفیہ انتخاب سے الیکشن کی شفافیت متاثر ہوتی ہے اس لیے سینیٹ کے انتخابات اوپن بیلٹ کے ذریعے منعقد کرانے کا آئینی وقانونی راستہ نکالا جائے۔

بقیہ 25

جن کی شدت ریکٹر سکیل پر 3.6 ریکارڈ کی گئی جبکہ اسکی گہرائی زمین کے اندر 86 کلومیٹر اور زلزلے کا مرکز بیلہ سے 40 کلومیٹر جنوب مغرب میں تھا۔

بقیہ 26

ویزا امیگریشن سروسز کی بحالی کے حوالے سے ہم مکمل ٹائم لائن نہیں دے سکتے، اس حوالے سے فیصلہ پر معلومات جاری کریں گے۔ ترجمان امریکی سفارتخانہ نے کہا کہ فی الوقت ہم امیگرینٹ ویزا کیلئے امریکی شہریوں کے اہل خانہ وبچوں کے انٹرویوز کررہے ہیں، دیگر ویزا کیٹیگری کیلئے جلد از جلد خدمات کی بحالی کی امید ہے۔ امریکی سفارتخانہ نے کہا کہ تاہم درخواست دہندگان اور اپنے ملازمین کا تحفظ ہماری اولین ترجیح ہے۔

بقیہ 27

عناصر نے بے گناہ کانکنوں کو ذبح کرکے اپنے غیرملکی آقاؤں کو خوش کرنے کی کوشش ہے مچھ واقعہ کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک سے دہشتگردی کے خاتمے کیلئے سیکورٹی فورسز اور حکومت ایک پیج پر ہیں اور انشاء اللہ جلد ہی دہشت گردوں کو اپنے منطقی انجام تک پہنچا کر دم لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں ہونے والی دہشت گردی میں بھارت ملوث ہے جو بے گناہ افراد کو نشانہ بناکر برادر اقوام کو آپس میں لڑانے کی سازشوں میں مصروف ہیں لیکن عوام باشعور ہیں وہ انکی ایسی سازشوں کو ناکام بنادیں گے۔ ثوبیہ کرن کبزئی نے مچھ واقعہ میں جاں بحق ہونے والے افراد کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

بقیہ 28

اڑائی گئی ہیں، اقوام متحدہ، انسانی حقوق کے ہائی کمشنر اور انسانی حقوق کونسل، انسانی حقوق کے بین الاقوامی اداروں بشمول ایمنسٹی انٹرنیشنل اور ہیومن رائٹس واچ کے ساتھ انٹرنیشنل پارلیمنٹری وویمن کاکس سمیت خواتین کی تنظیمیں معاملے پر نوٹس لیں، بھارتی سپریم کورٹ کے فیصلے سے قبل بین الاقوامی برادری بھی معاملے کی سنگینی اور عجلت کا نوٹس لے۔ وہ پیر کو پابند سلاسل کشمیر کی جدوجہد آزادی کی صف اول کی رہنما آسیہ اندرابی کے اہلخانہ کے ہمراہ پریس کانفرنس سے خطاب کررہی تھیں۔ اس سے قبل وفاقی وزیر انسانی حقوق نے آسیہ اندرابی کے اہلخانہ کی درخواست پر ان سے ملاقات کی۔ وزیرانسانی حقوق نے معاملے کی نجات، جس سے مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارت کے ہاتھوں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کی صورتحال جھلکتی ہے کا نوٹس لیا۔ وفاقی وزیرانسانی حقوق ڈاکٹر شیریں مزاری نے ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کو بتایا کہ مودی سرکار مسلسل انسانی حقوق اور عالمی انسانی قوانین کی خلاف ورزیوں کی مرتکب ہو رہی ہے اور ان حقوق کی پامالی کے دائرے کو وسعت دے رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ چوتھے جینوا کنونشن کی شق 49 قابض حکومت کو قطع نظر اس کے کہ اس کے عزائم کیا ہیں حراست میں لیے گئے کسی فرد یا گروہ کو متبوضہ علاقے سے قابض قوت کے زیرانتظام علاقے میں منتقلی کی اجازت نہیں دیتی۔ انہوں نے کہا کہ جینوا کنونشن کی شق 49 کی بار بار خلاف ورزی کرتے ہوئے بھارت نے ڈاکٹر عاشق حسین فکتو (طویل ترین عرصے تک قید کی مشقت اٹھانے والے سیاسی قیدی) آسیہ اندرابی اور دیگر کشمیری اسیروں کو بھارت کی مختلف جیلوں خصوصاً بدنام زمانہ تہاڑ جیل میں قید کرکے اس قانون کی کئی بار دھجیاں اڑائی ہیں۔ ان کے مطابق سید علی گیلانی، شبیر احمد شاہ، اشرف سحرائی، ڈاکٹر فیاض، میر واعظ عمر فاروق، یاسین ملک اور مسرت عالم بھٹ بھی ان میں شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان قیدیوں کی حراست روم سٹیچوٹ آف انٹرنیشنل کریمنل کورٹ کی دفعہ 8(2B)(VIII) اور چوتھے جینوا کنونشن کے آرٹیکل 143 کے تحت ایک جنگی جرم ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت چوتھے جینوا کنونشن کے آرٹیکل 76 کی خلاف ورزی کا بھی مرتکب ہو رہا ہے جو انٹرنیشنل کمیٹی آف ریڈ کراس (ICRC) کے نمائندوں کو قیدیوں سے ملاقات کا حق دیتا ہے۔ ان کے مطابق بھی آرٹیکل 76 حکم دیتا ہے کہ خواتین قیدیوں کو الگ جگہوں پر قید کیا جائے اور خواتین عملہ براہ راست ان کی دیکھ بھال کرے۔ وزیرانسانی حقوق نے بجا طور پر نشاندہی کی کہ بھارتی سپریم کورٹ نے نومبر 2012 کے اپنے فیصلے میں مرنے تک کو عمر قید کی تعریف قرار دیا ہے جسے بھارت سرکار آسیہ اندرابی کو تاعمر زندان میں ڈالنے کیلئے ایک نظیر کے طور پر استعمال کررہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فیصلہ 14 سے 18 جنوری کے درمیان متوقع ہے اور یہ عدالتی قتل سے کسی طور کم نہیں۔ وزیرانسانی حقوق نے اقوام متحدہ، اس کے انسانی حقوق کے ہائی کمشنر اور انسانی حقوق کونسل، انسانی حقوق کے بین الاقوامی اداروں بشمول ایمنسٹی انٹرنیشنل اور ہیومن رائٹس واچ کے ساتھ انٹرنیشنل پارلیمنٹری وویمن کاکس سمیت خواتین کی تنظیموں سے معاملے پر اقدامات اٹھانے کی اپیل کی ہے۔ پریس کانفرنس میں زیر حراست کشمیری رہنما آسیہ اندرابی کے اہلخانہ کے بیانات بھی براہ راست سنوائے گئے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت سرکار کے ہاتھوں انسانی حقوق اور عالمی انسانی قوانین خصوصاً تحفظ کی ذمہ داری کے اصول (R2P) جس کی 2005 کی عالمی سمٹ کے دوران اقوام متحدہ کی تمام رکن ریاستوں نے توثیق کی، کی پیہم خلاف ورزیوں پر بین الاقوامی برادری کی خاموشی تشویشناک ہے۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ لازم ہے کہ بین الاقوامی برادری معاملے کی سنگینی اور عجلت کا نوٹس لے قبل اس کے کہ عدالت اپنا فیصلہ جاری کرے۔ شیریں مزاری نے کہا کہ حکومت پاکستان نے آسیہ اندرابی اور دیگر حریت رہنماؤں کے حوالے سے اقوام متحدہ کو خط تحریر کیے ہیں لیکن میرے خیال میں ہمیں اس سے آگے جانا چاہیے، میں سمجھتی ہوں کہ ہم اس حوالے سے بہت کچھ کر سکتے ہیں لیکن ہم نہیں کر پا رہے، مختلف ممالک کی پارلیمنٹ میں ویمن کاکس ہیں، ہمیں آسیہ اندرابی کا کیس وہاں لے جانا چاہیے، آسیہ اندرابی کے کیس کا فیصلہ آنے سے پہلے ہمیں اسے ایک تحریک کی شکل دینا ہو گی۔ آسیہ اندرابی کے بیٹے قاسم نے کہا کہ مسئلہ کشمیر پر پاکستان کی کاوشوں سے مطمئن ہیں۔ قاسم اندرابی نے کہا کہ میری ماں کو 2016 سے قید میں رکھا گیا ہے، میرے والدین بھارتی قید میں ہیں، معلوم نہیں کس حال میں ہیں انہوں نے کہا کہ ماں سے کبھی کبھار فون پر بات ہوتی ہے، میری ماں کی عمر اس وقت ساٹھ سال ہے انکو جیل میں قید کیا گیا، بچپن میں ماں سے باپ کی گرفتاری کے متعلق پوچھتا تو وہ بتاتی کہ ہوم ورک نہ کرنے کی وجہ سے وہ گرفتار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بچپن میں میری سب سے بڑی خواہش اپنے والد سے جیل جا کر ملاقات کرنے کی تھی، یہ صرف میری نہیں کشمیر کے ہر گھر کی کہانی ہے۔

بقیہ 29

صورت برداشت نہیں کرسکتے اور نہ ہی ایسے اقدامات سے بلوچستان کے پرامن ماحول کو خراب کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ بلوچستان ہم سب کا مشترکہ گھر ہے یہاں پر آباد تمام اقوام عزت و احترام کے ساتھ باہمی رشتوں سے منسلک صدیوں سے غم اور خوشی سے مشترکہ زندگی بسر کررہے ہیں۔ انھیں ایسے انسانیت سوز واقعات سے کسی صورت علیحدہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بی این پی عوامی ایک سیاسی وجمہوری جماعت کی حیثیت سے بلوچستان میں بسنے والی اقوام اور مذاہب کا مشترکہ گلدستہ ہے۔ کسی بھی ظلم اور زیادتی پر خاموش نہیں رہی اور نہ ہی ایسے دحشیانہ اقدامات پر انھیں تنہا چھوڑیں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے کراچی میں اپنی رہائش گاہ پر بی این پی عوامی لسبیلہ کے ضلعی آرگنائزر میر قدرت اللہ زہری ڈپٹی آرگنائزر اکبر اسکانی آرگنائزنگ کمیٹی کے ممبر سید لطیف شاہ کی قیادت میں ملنے والی وفد سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ بلوچستان کے پرامن ماحول اور حالات کو برقرار رکھنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ جس کے لیے بی این پی عوامی کی قیادت کے ساتھ کارکنوں پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ پرامن سیاسی ماحول وحالات کو برقرار رکھنے کے لیے سیاسی شعوری عمل کو اجاگر کرنے کے لئے شعوری آگاہی پروگراموں کا انعقاد کرکے بی این پی عوامی کا قومی پروگرام گھر گھر پہنچائے۔ آج ہم محدود وسائل میں رہتے ہوئے بلاتفریق رنگ ونسل عوام کی خدمت میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ ہر فورم پر سیاسی وجمہوری انداز میں آواز بلند کرنے اور ان قومی واجتماعی مسائل کی نشاندہی کے ساتھ حل طلب مسائل کے حل کے لیے فوری اقدامات اٹھائے۔ جو حلقہ انتخاب سمیت بلوچستان بھر اجتماعی اقدامات غریب ونادار افراد کیلئے انڈومنٹ فنڈز معذور افراد کو بھی معاشرے میں باعزت مقام دلانے کے لیے روزگار کی فراہمی معاشرتی بگاڑ کے سبب بننے والی اقدامات بلخصوص منشیات کی ناسور کی تدارک اور خاتمے کے لیے بنیادی اقدامات یونیورسٹی کالجز کے قیام کے ساتھ بنیادی تعلیمی اداروں پر خصوصی توجہ بیروزگار نوجوانوں کو قابلیت کی بنیادوں پر باعزت روزگار کی فراہمی سمیت دیگر بنیادی اجتماعی مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر اولیت دیکر اجتماعی عوامی اور قومی ذمہ داریوں سے کسی صورت غافل نہیں رہے۔ جس پر بلوچستانی عوام میں بی این پی عوامی کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ بلوچستان بھر سے عوام بی این پی عوامی کو اپنی سیاسی مستقبل کی ضامن اور حقوق کا پاسبان سمجھ کر پارٹی کا حصہ بن رہے ہیں۔ جس پر انھیں کسی صورت مایوس نہیں کرینگے۔

بقیہ 30

حسین بخاری اسامہ کے گھر پہنچے اور لواحقین سے اظہار تعزیت کیا۔ اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مقتول طالبعلم اسامہ ستی کے گھر آئے اسامہ ستی کا قتل ظلم عظیم ہے۔ انہوں نے قانونی امداد کیلئے بخاری لاء چیمبر کی خدمات فراہمی کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسامہ کے قتل کے ذمہ دار وزیراعظم اور وزیر داخلہ ہیں، چیف جسٹس اسلام آباد ہائیکورٹ کورٹ کا حکم جاری کریں۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی ملزمان کو سزا دلوانے کے لئے قانونی اخلاقی امداد فراہم کرے گی، ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ انصاف کے تقاضے پورے نہ ہوئے تو اسلام آباد بند کر دینگے۔ انہوں نے کہا کہ کیس کی جلد سماعت کے ذریعے تین ماہ میں فیصلہ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مطالبہ ہے کہ جے آئی ٹی تشکیل دی جائے، قتل میں ثبوت چھپانے والے جرم کے مرتکب ہورہے ہیں، پندرہ روز میں چالان سپیڈی عدالت میں ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس پولیس گردی کرنے والوں کو مثالی سزائیں ملیں۔

بقیہ 31

جائے، ہزارہ برادری کو اسلام آباد سے مثبت پیغام جانا چاہیے، سلام آباد میں امن وامان کی صورتحال اور طالب علم کے قتل پر سینٹ رپورٹ طلب کرے جبکہ حکومتی اراکین نے کہا ہے کہ حکومت اور ریاستی ادارے دہشتگردوں کے مقابلہ کے لیے پرعزم ہے، ریاست عوام کے ساتھ مل کر دہشتگردوں کو شکست فاش دے گی، اسامہ ستی کے قتل کی عدالتی تحقیقات کا حکم دیدیا گیا، تحقیقاتی ٹیم میں سب اداروں کے نمائندے شامل ہوں گے، قاتلوں کو سخت سزا ملنی چاہیے۔ منگل کو چیئرمین سینیٹ صادق سنجرانی کی صدارت میں سینیٹ کا اجلاس ہوا جس میں سینیٹر شیری رحمان نے بلوچستان مچھ میں گیارہ افراد کی شہادت پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہزارہ وال کمیٹی کے خلاف مستقل مظالم ہورہے ہیں، وزیراعلیٰ بلوچستان مظلوم فیملی کے ہاں جائیں، کان کن مظلوم طبقہ کے پاس وزیراعظم جائیں اُن پر مرہم رکھیں۔ قائد ایوان شہزاد وسیم نے کہا کہ مچھ میں گیارہ افراد کی شہادت پر افسوس ہے، حکومت اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اور ریاستی ادارے دہشتگردوں کے مقابلہ کے لیے پرعزم ہے، ریاست عوام کے ساتھ مل کر دہشتگردوں کو شکست فاش دے گی۔ ڈاکٹر شہزاد وسیم نے کہا کہ بلوچستان مچھ واقعہ کی تہہ تک پہنچیں گے ملزموں کو قرار واقعی سزا ملے گی، مچھ کے واقعہ کے پیچھے ہاتھوں کو ڈھونڈنے کی ضرورت ہے، باغی گروپ دوبارہ اپنے آپ کو منظم کررہے ہیں۔ سینیٹر میر کبیر نے کہا کہ بلوچستان میں ہزارہ کیمونٹی کا دوبارہ قتل عام شروع ہوا ہے، مچھ واقعہ پر حکومت کے کانوں پر جوں نہیں رینگی، نہ وزیراعظم گئے ہیں نہ وزیراعلیٰ گئے ہیں۔ سینیٹر عثمان کاکڑ نے کہا کہ بلوچستان میں کوئی سویلین حکومت ہے نہ کوئی سویلین اتھارٹی ہے، ہزارہ کیمونٹی کو تحفظ فراہم کیا جائے اور ٹارگٹ کلنگ بند کرائی جائے۔ سینیٹر جاوید عباسی نے کہا کہ ہزارہ برادری کو اسلام آباد سے مثبت پیغام جانا چاہیے، اسلام آباد میں پولیس کے ہاتھوں طالب علم کے قتل کی مذمت کرتے ہیں، پولیس کی ذمہ داری لوگوں کی جان و مال کا تحفظ ہے، پولیس کو شہریوں پر فائرنگ کا لائسنس کس نے دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد محفوظ نہیں، ڈکیتی کی وارداتیں ہورہی ہیں، قائمہ کمیٹی داخلہ میں بھی اسلام آباد میں امن وامان کی صورتحال پر بات ہوئی ہے، اسلام آباد میں امن وامان کی صورتحال اور طالب علم کے قتل پر سینٹ رپورٹ طلب کرے، غیر ذمہ دار ادارہ طالب علم کے قتل کی تحقیقات کرے۔ ڈاکٹر بابر اعوان نے کہا کہ اسامہ ستی کے قتل کی عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے تحقیقاتی ٹیم میں سب اداروں کے نمائندے شامل ہوں گے، قاتلوں کو سخت سزا ملنی چاہیے، اسامہ ستی کے اہلخانہ سے ملاقات کی ہے۔

عوامی اشتہارات
IMROZ CLASSIFI

تمام اشتہارات نیک نیتی کے جذبے سے شائع کئے جاتے ہیں کسی اشتہار کے غیر حقیقی ہونے کے بارے میں "ادارہ" کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا ☆غلط اشتہار شائع ہونے کی صورت میں 3 دن میں ہمیں اپنی شکایت درج کرائیں ورنہ "ادارہ" ذمہ دار نہ ہوگا۔

تصحیح نام

میرے اصل نام محمد انور ولد احمد جان ہے جبکہ میرے میٹرک کی ڈی ایم سی رول نمبر 5 3 2 1 1 میں غلطی سے میرے والد کا نام احمد خان درج ہوا ہے لہٰذا درستگی کیلئے مشتہر ہے۔

المشتہر: محمد انور ولد احمد جان

بقیہ 32

کے حوالے سے 2015 اور 2020 کی گائیڈ لائن بھی غیر قانونی ہے۔ لاہور ہائیکورٹ کی جسٹس عائشہ اے ملک نے تیس صفحات پر مشتمل تحریری فیصلے میں حکم دیا ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں اس بات کو یقینی بنائیں کہ متاثرہ خواتین کے ٹوفنگر میڈیکل ٹیسٹ نہ کیا جائے۔ عدالت نے ریپ سے متاثرہ خواتین کے لئے صوبائی حکومت کو بین الاقوامی معیار کے مطابق گائیڈ لائنز بنانے کا حکم بھی دیا ہے۔ جسٹس عائشہ اے ملک نے عدالتی فیصلہ میں کہا کہ خواتین سے جنسی زیادتی کے واقعات کو سنگین گھناؤنا جرم قرار دے دیا۔ تحریری فیصلہ میں کہا گیا ہے کہ خواتین زیادتی کیسز کا ٹرائل انتہائی محتاط طریقے سے شہادتوں کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ قانون شہادت آرڈر میں 2016 میں ترمیم کے باوجود متاثرہ خواتین کے کردار پر بڑے سوال اٹھائے جاتے ہیں۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اور وومن رائٹس آرگنائزیشن سمیت دیگر اداروں نے ٹوفنگر میڈیکل ٹیسٹ پر پابندی لگائی ہے۔ پاکستان نے اقوام متحدہ کا ممبر ہونے کی وجہ سے معاہدہ پر دستخط کیے ہوئے ہیں۔ پاکستانی، یورپی یونین سمیت دیگر ممالک کی عدالتوں نے متاثرہ خواتین کے کردار پر سوال کرنے پر پابندی عائد کررکھی ہے۔ انٹی ریپ آرڈیننس 2020 بھی شیڈول میں جرائم سے متاثرہ خواتین کا ٹوفنگر میڈیکل ٹیسٹ روکتا ہے۔

بقیہ 33

دیتے ہوئے کیس نمٹا دیا۔ پیر کو جسٹس عمر عطا بندیال کی سربراہی میں تین رکنی بنچ نے سماعت کی۔ وکیل درخواست گزار نے کہا کہ کیس نمٹایا نہ جائے، دو جے آئی ٹیز بنی تھیں جنکی رپورٹس ٹرائل کورٹ میں پیش نہیں کی گئیں۔ جسٹس عمر عطاء بندیال نے کہا کہ ٹرائل کورٹ کے فیصلے کے بعد درخواست گزار دوبارہ عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہت وقت گزر چکا ہم چاہتے ہیں انصاف پر مبنی فیصلہ ہونا چاہیے۔ وکیل درخواست گزار نے کہا کہ سپریم کورٹ سندھ پولیس اہلکاروں کیخلاف کارروائی کا حکم دے۔ جسٹس عمر عطاء بندیال نے کہا کہ سپریم کورٹ تحقیقاتی ایجنسی نہیں بن سکتی۔ عدالت نے کہا کہ مرکزی اپیل پر تفصیلی فیصلہ بعد میں جاری کیا جائیگا، جے آئی ٹی رپورٹس 2 ہفتوں میں ٹرائل کورٹ میں جمع کرائی جائیں، ٹرائل کورٹ جے آئی ٹی رپورٹس پر جلد از جلد فیصلہ کرے، استغاثہ اور گواہان کو سیکورٹی فراہم کی جائے۔ بعدازاں عدالت عظمیٰ نے کیس نمٹا دیا

بقیہ 34

ڈاکٹر تعینات کیئے جائیں گے۔ تاکہ مرض کی صحیح تشخیص ہوسکے۔ اور غریب لوگوں کو صحت کی بہتر سہولیات میسر ہوسکیں۔ ان خیالات کا اظہار ایڈیشنل سیکرٹری صحت بلوچستان شجاعت علی کھوسہ نے ڈسٹرکٹ پریس کلب صحبت پور (رجسٹرڈ) میں صحافیوں کیساتھ گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ شجاعت علی کھوسہ نے کہا کہ حکومت بلوچستان وزیر اعلیٰ بلوچستان جام کمال خان، صوبائی سیکرٹری صحت نور الحق بلوچ کی خصوصی کاوشوں سے عوام کو صحت کی بہتر بنیادی سہولیات کی فراہمی کا کام تیزی سے جاری ہیں۔ بلوچستان کے دور دراز کے صحت کے مراکز کی ریپئر اور نئی عمارتیں تعمیر کرکے عوام کو صحت کی سہولت فراہم کی جائیں گی۔ ایڈیشنل سیکرٹری شجاعت علی کھوسہ نے مزید کہا کہ ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے کیلئے 1500 ڈاکٹرز کی ایڈہاک پر بھرتی کا عمل جاری ہے۔ جس کو بہتر طبی سہولیات فراہم کرینگے۔

بقیہ 35

اجلاس کے دوران چیئرمین قائمہ کمیٹی رحمٰن ملک نے کہا کہ سیکرٹری قانون اہم قانون سازی کے دوران اپنی حاضری یقینی بنائے، کمیٹی ایکشن لے گی اگر کمیٹی کے ایجنڈا اجلاس میں سیکرٹری قانون نہیں آتے۔

بقیہ 36

ازاں سانحہ مچھ کے شہداء کے لواحقین کو فی الفور انصاف کی فراہمی کے لیے وفاقی وزیر داخلہ شیخ رشید کی سربراہی میں اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا پیر کے روز وزیراعظم عمران خان کی خصوصی ہدایات پر وفاقی وزیرداخلہ شیخ رشید ڈپٹی اسپیکر قومی اسمبلی محمد قاسم خان سوری سانحہ مچھ کے شہداء کے لواحقین کے غم میں شریک ہونے، اپنی ہزارہ برادری کو فی الفور انصاف کی یقین دھانی کے لیے اور سیکورٹی کی صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے کوئٹہ پہنچے جہاں وزیراعظم عمران خان کی خصوصی ہدایات پر سانحہ مچھ کے شہداء کے لواحقین کو فی الفور انصاف کی فراہمی کے لیے وفاقی وزیر داخلہ شیخ رشید کی سربراہی میں اعلیٰ سطحی اجلاس ہوا اجلاس میں صوبائی وزیر داخلہ میر ضیاء لانگو، عبدالخالق ہزارہ، چیف سیکرٹری بلوچستان، آئی جی ایف سی اور دیگر نے شرکت کی اجلاس میں اعلیٰ سطح کے سیکورٹی اور پولیس حکام، چیف سیکرٹری بلوچستان اور دیگر اعلیٰ افراد نے وزیر داخلہ کو مچھ واقعے سے آگاہ کیا محکمہ داخلہ کے ایک عہدیدار نے بتایا کہ وفاقی وزیر مظاہرین سے ملاقات کریں اور قاتلوں کی گرفتاری کا یقین دلائیں گے کوئٹہ کے مغربی بائی پاس میں نسلی ہزارہ شیعہ برادری کے ممبران 11 کوئلے کے کان کنوں کے قتل کے خلاف سراپا احتجاج ہیں سرد موسم میں خواتین اور بچے بھی مظاہرے میں شامل ہیں مظاہرین نے میتوں کے ہمراہ احتجاجی دھرنا دیئے بیٹھے ہیں۔

مطالبات کی منظوری کیلئے مرحلہ وار احتجاج کیا جائیگا، ایکشن کمیٹی

حکومت اور وزیر خزانہ کی جانب سے اعلان کردہ اضافی تنخواہیں اور بونس کی تاحال ادائیگی نہ ہونے سے ملازمین اضطراب کا شکار ہیں

آج سے دو گھنٹے جو کہ محکمہ تعلقات عامہ آفس کے علاوہ صوبے بھر کے سیکٹر اور ڈویژنل آفیسر میں 12 بجے سے 2 بجے تک ٹوکن ہڑتال کی جارہی ہے

کوئٹہ (خ ن) نظامت تعلقات عامہ جوائنٹ ایکشن کمیٹی نے مطالبات کی منظوری کے سلسلے میں آج سے 2 گھنٹے کی ٹوکن ہڑتال شروع کردی۔ اس موقع پر 12 بجے سے 2 بجے تک ٹوکن ہڑتال کے دوران مطالبات کے حق میں نعرے لگائے گئے۔ ٹوکن ہڑتال اور احتجاج میں صدر آفیسرز ویلفیئر ایسوسی ایشن وقاص شاہین، جنرل سیکرٹری ظفر علی ظفر، آل پاکستان کلرک اینڈ ٹیکنیکل ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری شمس اللہ کاکڑ ڈائریکٹر شہزادہ فرحت احمد زئی، نور محمد کھیتران، فیض محمد کھیتران، نجیب اللہ لانگو، اشفاق احمد، اسلم صدیقی منظور احمد مگسی، شمس الرحمان، عنایت الرحمان، تیمور خان کاکڑ عبدالباری

بقیہ 29 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

زکواۃ کی منصفانہ اور شفاف تقسیم اولین ترجیحات میں شامل ہے، سکندر سلطان القادری

امانت کو مستحقین تک پہنچا کر غربت میں کمی لانے کی بھرپور کوشش کرونگا، ڈسٹرکٹ زکوۃ چیئرمین جعفر آباد

ڈیرہ اللہ یار (این این آئی) ڈسٹرکٹ زکوۃ چیئرمین جعفرآباد سکندر سلطان القادری نے کہا ہے کہ زکواۃ کی منصفانہ اور شفاف تقسیم اولین ترجیحات میں شامل ہے امانت کو مستحقین تک پہنچا کر غربت میں کمی لانے کی بھرپور کوشش کرونگا گزشتہ روز انہوں نے ضلعی زکواۃ دفتر پہنچ کر اپنے عہدے کا چارج سنبھال لیا جماعت الصالحین پاکستان کے سربراہ پیر خالد سلطان القادری

بقیہ 30 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ملک میں مہنگائی، بے روزگاری عروج پر پہنچ گئی ہے، مولانا عطاء اللہ

10 جنوری کو نصیر آباد میں ہونیوالے پی ڈی ایم کا جلسہ عوامی سیلاب ہوگا

سبی (این این آئی) پی ڈی ایم کے ضلعی صدر و جمعیت علماء اسلام کے سرپرست اعلیٰ مولانا عطاء اللہ بنگلزئی نے کہا کہ 10 جنوری کو نصیر آباد میں ہونے والے پی ڈی ایم کا جلسہ عوامی سیلاب ہوگا، حکمران عوام کو ریلیف دینے میں ناکام ہو چکے ہیں اور عوام نے پی ٹی آئی حکومت کو مسترد کر دیا ہے، سانحہ مچھ کی شدید مذمت کرتے ہیں، علاقائی مسائل پانی، بجلی اور سوئی گیس کی لوڈشیڈنگ

بقیہ 31 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

راولپنڈی، وفاقی وزیر زبیدہ جلال سے یو اے ای کے سفیر حماد عبید ابراہیم سالم الزعبی ملاقات کر رہے ہیں

راولپنڈی ڈویژن میں جلد نیا ڈینٹل کالج بنایا جائے گا، ڈاکٹر یاسمین راشد

کورونا وائرس کی پہلی لہر کو بھی ناکام بنایا اور انشاء اللہ کورونا وائرس کی دوسری لہر کو بھی ناکام بنائیں گے

لاہور (این این آئی) صوبائی وزیر صحت ڈاکٹر یاسمین راشد نے کہا ہے کہ راولپنڈی ڈویژن میں جلد نیا ڈینٹل کالج بنایا جائے گا، ڈی ایچ کیو چکوال کا پی سی ون تیار ہے، مدر اینڈ چائلڈ ہسپتال اٹک کو ترجیحی بنیادوں پر مکمل کیا جائے گا، ملک کا تین بار وزیراعظم بننے والا نواز شریف کو اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے وطن واپس آنا چاہیے اور پاکستانی عدالتوں کا سامنا کرنا چاہیے، نواز شریف نے

بقیہ 37 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پی ڈی ایم میں کوئی اختلافات نہیں، شیری رحمٰن

پیپلز پارٹی پی ڈی ایم کے فیصلوں اور قراردادوں پر قائم ہے، میڈیا سے گفتگو

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان پیپلز پارٹی کی نائب صدر شیری رحمٰن نے کہا ہے کہ پی ڈی ایم میں کوئی اختلافات نہیں، پی ڈی ایم کے بیانات دینے والے احمقوں کی جنت میں رہ رہے ہیں، پیپلز پارٹی پی ڈی ایم کے فیصلوں اور قراردادوں پر قائم ہے، مذاکرات تب ہی ہونگے جب نااہل وزیراعظم مستعفی ہونگے۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ

بقیہ 38 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سینٹ انتخابات میں خرید و فروخت کرپشن ہے، سینیٹر فیصل جاوید

دھاندلی کے خلاف بات کرنے والی اپوزیشن اوپن بیلٹ کے خلاف ہے، میڈیا سے گفتگو

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان تحریک انصاف کے سینیٹر فیصل جاوید نے کہا ہے کہ سینٹ انتخابات میں خرید و فروخت کرپشن ہے، دھاندلی کے خلاف بات کرنے والی اپوزیشن اوپن بیلٹ کے خلاف ہے۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عمران خان نے دنیا کرکٹ میں نیوٹرل ایمپائر لائے۔ انہوں نے کہا کہ عمران خان نے الیکشن کی شفافیت کیلئے دھرنا

بقیہ 41 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے داخلہ کا سینیٹر کلثوم پروین کی وفات اظہار افسوس

اسلام آباد (این این آئی) سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے داخلہ نے سینیٹر کلثوم پروین کی وفات اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا ہے کہ سینیٹر کلثوم پروین کی خدمات ہمیشہ کے لئے یاد رکھی جائے گی۔ پیر کو سینیٹر رحمان ملک کی

بقیہ 40 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ژوب ایکسائز اینٹی نارکوٹکس کی کاروائی 9 کلو 195 گرام چرس اور ایک موٹر سائیکل برآمد

ژوب (این این آئی) ژوب ایکسائز ٹیکسیشن اینڈ اینٹی نارکوٹکس آفیسر شیخ جہانگیر شاہ کی خصوصی ہدایت پر ژوب ایکسائز اینٹی نارکوٹکس کی کامیاب کاروائی جس میں 9 کلو 195 گرام چرس اور ایک موٹر سائیکل برآمد کیا گیا۔ چیک

بقیہ 32 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

برقی لائنوں کی مرمت کے سلسلے میں بجلی بند رہے گی، کیسکو اعلامیہ

کوئٹہ (این این آئی) کوئٹہ الیکٹرک سپلائی کمپنی (کیسکو) کے اعلامیہ کے مطابق برقی تنصیبات اور لائنوں پر ضروری مرمت کے کاموں کے سلسلے میں 06 جنوری کو سریاب گرڈ اسٹیشن کے اولڈ لیاقت

بقیہ 33 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اینٹی نارکوٹکس پولیس ایران کے چار رکنی وفد کا اے این ایف ہیڈ کوارٹر کا دورہ

اسلام آباد (این این آئی) اینٹی نارکوٹکس پولیس ایران کے 4 رکنی وفد نے اینٹی نارکوٹکس فورس ہیڈ کوارٹر کا دورہ کیا اور خطے میں انسداد منشیات سے متعلق امور اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔ ترجمان اے این ایف

بقیہ 34 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

جعلی اکاؤنٹس کیس، ٹرائل کورٹ ریفرنس کے ٹرائل کورٹ سے ریفرنس پر سماعت سے متعلق رپورٹ طلب

اسلام آباد (این این آئی) سپریم کورٹ نے جعلی بینک اکاؤنٹس کیس کے ملزم عمیر کی درخواست ضمانت پر ٹرائل کورٹ ریفرنس کے ٹرائل کورٹ سے ریفرنس پر سماعت سے متعلق رپورٹ طلب کرلی۔ پیر کو سماعت جسٹس مشیر

بقیہ 35 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

کورونا کیسز کا ممکنہ پھیلاؤ اور خطرات، واشنگٹن ڈی سی میں پاکستانی سفارتخانہ بند کر دیا گیا

واشنگٹن (این این آئی) کورونا کیسز کا ممکنہ پھیلاؤ اور خطرات، واشنگٹن ڈی سی میں پاکستانی سفارتخانہ بند کر دیا گیا۔ ترجمان پاکستانی سفارتخانے کے مطابق پاکستانی سفارتخانہ آئندہ تین روز تک بند رہے گا،

بقیہ 36 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سبی پولیس کی کاروائی، موٹر سائیکل سمیت آٹھ کلو چرس برآمد

سبی (این این آئی) ڈی آئی جی پولیس سید فدا حسین شاہ اور ایس ایس پی ملک فیض فاروق لہڑی کے ہدایت پر منشیات اور جرائم پیشہ افراد کے خلاف کاروائی، صدر پولیس نے دوران کاروائی قومی شاہراہ پر ایک موٹر سائیکل سے آٹھ کلو چرس برآمد کر کے ملزم کو گرفتار کر لیا ہے، گرفتار ملزم سے تفتیش جاری ہے۔ تفصیلات کے مطابق ایس ایچ او صدر پولیس میر محمد نواز بنگلزئی کی نگرانی میں ایڈیشنل ایس ایچ او صدر میر محمد قاسم کھوسہ نے بھاری نفری کے ہمراہ قومی شاہراہ پر چیکنگ کے دوران ایک موٹر سوار شوکت علی سے آٹھ کلو اعلیٰ کوالٹی کے چرس برآمد

بقیہ 39 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

عدل و انصاف وہ پیمانہ ہے جس کی بدولت انسانیت زندہ ہے، جے یو آئی

طاقتور معاشرے میں بے بس افراد کے کشت و خون سے جنم لینے والی مایوسی اور بداعتمادی کی فضاء مملکت اور ریاست کیلئے نیگ شگون نہیں، امیر مولانا عبدالرحمٰن رفیق

اس قسم ظلم اور بربریت برپا کرنے والے انسان کہلانے کے مستحق نہیں، جمعیت علماء اسلام ضلع کی مچھ میں بے گناہ کان کنوں کے بے رحمانہ قتل کی شدید الفاظ میں مذمت

کوئٹہ (این این آئی) جمعیت علماء اسلام ضلع کوئٹہ کے امیر مولانا عبدالرحمٰن رفیق سینئر نائب امیر مولانا خورشید احمد جنرل سیکرٹری حاجی بشیر احمد کاکڑ مولانا محمد ایوب مفتی عبدالسلام ریشانی ڈپٹی جنرل سیکرٹری حافظ مسعود احمد سیکرٹری اطلاعات عبدالغنی شہزاد مولانا محمد طاہر توحیدی مولانا جمال الدین حقانی مفتی نیک محمد فاروقی سیکرٹری مالیات میر سرفراز شاہوانی ایڈووکیٹ حاجی قاسم خان خلجی مولانا محمد عارف شمشیر سالار حافظ مجیب الرحمٰن ملاخیل حاجی صادق الدین ایڈووکیٹ ملک عبداللہ خان ناصر مولانا سید سعداللہ آغا ملک نصیر احمد ایڈووکیٹ حافظ دوست محمد نے مچھ میں بے گناہ کان کنوں کے بے رحمانہ

بقیہ 42 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پاکستان پیپلز پارٹی کا اسامہ ستی قتل کا غیر جانبدار تحقیقات کا مطالبہ

اسامہ ستی قتل کیس میں انصاف ہوتا ہوا نظر آنا چاہیے، سینیٹر شیری رحمٰن کا بیان

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان پیپلز پارٹی نے اسامہ ستی قتل کا غیر جانبدار تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسامہ ستی قتل کیس میں انصاف ہوتا ہوا نظر آنا چاہیئے۔ اپنے بیان میں سینیٹر شیری رحمٰن نے کہا کہ اس افسوسناک واقعے کی مذمت کرتے ہیں، پیپلز پارٹی اسامہ ستی کے خاندان کے ساتھ ہے، اسامہ ستی قتل کیس میں انصاف ہوتا ہوا نظر آنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ

بقیہ 46 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پی ڈی ایم کا شو تھا پاور نہیں تھی، جنوبی پنجاب کو محروم کس نے رکھا؟ شاہ محمود قریشی

حکومت نے جنوبی پنجاب کیلئے خصوصی فنڈز مختص کیے گئے جو جنوبی پنجاب کی تعمیر و ترقی پر خرچ ہونگے

اسلام آباد (این این آئی) وزیر خارجہ مخدوم شاہ محمود قریشی نے کہا ہے کہ پی ڈی ایم کا شو تھا پاور نہیں تھی، جنوبی پنجاب کو محروم کس نے رکھا؟ پچھلی کئی دہائیوں سے پنجاب میں کس کی حکومت تھی؟ کس کے دور میں غیر منصفانہ طور پر جنوبی پنجاب کے فنڈز کہیں اور خرچ کیے گئے؟ حکومت نے جنوبی پنجاب کیلئے خصوصی فنڈز مختص کئے گئے جو جنوبی پنجاب کی تعمیر و ترقی پر خرچ

بقیہ 47 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

شہید ذوالفقار علی بھٹو کا 92 واں یوم ولادت (آج) منایا جائیگا

ملک بھر کی طرح اسلام آباد میں بھی سیمینارز اور دیگر تقریبات منعقد ہوں گی

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی چیئرمین قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کا 92 واں یوم ولادت (آج) 5 جنوری منگل کو منایا جائے گا، ملک بھر کی طرح وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں بھی سیمینارز اور دیگر تقریبات منعقد ہوں گی اور سالگرہ کے کیک کاٹے جائیں گے اس سلسلے میں وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں مرکزی تقریب پیپلز پارٹی کے دیرینہ کارکن راجہ ظہیر

بقیہ 48 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

گستاخانہ فلم، سیکرٹری پی ٹی اے کو ذاتی حیثیت میں (آج) پیش ہونے کا حکم

ہائی کورٹ نے سیکرٹری آئی ٹی، چیئرمین پی ٹی اے اور سیکرٹری خارجہ کو نوٹس جاری کرتے ہوئے جواب طلب کرلیا

اسلام آباد (این این آئی) اسلام آباد ہائی کورٹ نے گستاخانہ فلم ”Lady of Heaven“ پر پابندی کیلئے شہداء فاؤنڈیشن کی درخواست پر سیکرٹری پی ٹی اے کو ذاتی حیثیت میں (آج) منگل کو پیش ہونے کا حکم اور سیکرٹری آئی ٹی، چیئرمین پی ٹی اے اور سیکرٹری خارجہ کو نوٹس جاری کرتے ہوئے جواب طلب کرلیا۔ پیر کو اسلام آباد ہائی کورٹ کے جسٹس عامر فاروق نے درخواست پر

بقیہ 49 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

شیعہ سنی سے اپیل ہے کہ دشمن کی چالوں میں نہ آئے اور دشمن کا متحد ہو کر مقابلہ کرے، رحمٰن ملک

اسلام آباد (این این آئی) سینٹ قائمہ کمیٹی داخلہ کے چیئرمین سینیٹر رحمٰن ملک نے ہزارہ برادری کے تیرہ بیگناہ افراد کے بہیمانہ قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہزارہ برادری پر حملہ ملک میں فرقہ وارانہ فسادات

بقیہ 43 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے داخلہ نے اسامہ قتل کیس کی رپورٹ دس روز میں طلب کرلی

اسلام آباد (این این آئی) سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے داخلہ نے اسامہ قتل کیس کی رپورٹ دس روز میں طلب کرلی۔ پیر کو اجلاس کے دوران ڈی آئی جی آپریشنز وقار الدین سید نے اسامہ قتل پر کمیٹی کو بریفنگ دیتے ہوئے

بقیہ 44 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

کورونا مریضوں کو آکسیجن استعمال کرنے سے قبل ڈاکٹروں سے مشورے کی تجویز

اسلام آباد (این این آئی) اسلام آباد کی انتظامیہ نے کورونا وائرس کے مریضوں کو طبی امداد اور گھر میں خود علاج کرنے سے گریز کرنے کا مشورہ دیدیا ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ڈاکٹر زعیم ضیا نے ایک

بقیہ 45 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

عمران خان عوام کا سمندر تمہیں گھر بھیجنے کے لئے آرہا ہے، احسن اقبال

لاہور (این این آئی) پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سیکرٹری جنرل احسن اقبال نے کہا ہے کہ نا اہل، نالائق

بقیہ 50 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پی ٹی آئی کو غیر ملکی اداروں سے پروہیبیٹڈ فنڈنگ ہوئی، اپوزیشن کے الزامات مسترد

حلال اور حرام کی روزی میں فرق ختم ہو گیا ہے اور اس کلچر کی روح رواں ماضی کی حکومتیں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستا مسلم لیگ (ن) کا کردار کلیدی تھی

سپریم کورٹ نے وزیراعظم کو صادق و امین قرار دیا، فارن فنڈنگ کی تعریف بھی طے ہوئی، پی ٹی آئی نے اپنے تمام سرٹیفائیڈ اکاؤنٹس جمع کرا دیئے، شبلی فراز کی پریس کانفرنس

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات سینیٹر شبلی فراز نے اپوزیشن کے الزامات مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان تحریک انصاف کو پروہیبیٹڈ فنڈنگ ہوئی جس میں کسی ملٹی نیشنل یا کسی غیر ملکی ایجنسی اور غیر ملکی لوگوں سے پیسے وصول ہوتے ہیں، حلال اور حرام کی روزی میں فرق ختم ہو گیا ہے اور اس کلچر کی روح رواں ماضی کی حکومتیں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستا مسلم لیگ (ن) کا کردار کلیدی تھی جس میں مولانا فضل الرحمٰن بھی تھے، سپریم کورٹ نے وزیراعظم کو صادق و امین قرار دیا، فارن فنڈنگ کی تعریف بھی طے ہوئی، پی ٹی آئی نے اپنے تمام سرٹیفائیڈ اکاؤنٹس جمع کرا دیئے۔ پیر کو وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات شبلی فراز نے پارلیمانی سیکرٹری فرخ حبیب کے ہمراہ پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ملک میں سیاست اور پیسے کا کلچر بن گیا ہے وہ ان حکومتوں کی مہربانی ہے جنہوں نے اس ملک کے اخلاقی ڈھانچے کا تہس نہس کردیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ زندگی کے ہر شعبے میں کرپشن کے کلچر کو فروغ دیا اور اتنا عام کردیا جس سے ہمارے اداروں اور سیاست میں جو روایات اور معیار تھا اس کو تبدیل کردیا اور آج ہم اس نہج پر ہیں کہ کرپشن کو کوئی کرپشن نہیں سمجھتا۔ انہوں نے کہا کہ حلال

بقیہ 51 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

وزیراعظم عمران خان سے وفاقی وزیر بابر اعوان ملاقات کر رہے ہیں

کوئی بھی مذہب انسانیت سوز واقعات کی اجازت نہیں دیتا، حمزہ خان ناصر

مچھ واقعہ میں ملوث عناصر صوبے میں انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں، ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا

کوئٹہ (این این آئی) پاکستان تحریک انصاف کے صوبائی رہنما حمزہ خان ناصر نے مچھ کے علاقے گیشتری کول مائنز میں نامعلوم افراد کی جانب سے 11 کانکنوں کو ہاتھ پاؤں باندھ کر ذبح کرنے کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسلام سمیت کوئی بھی مذہب اس طرح کے انسانیت سوز واقعہ کی اجازت نہیں دیتا مچھ واقعہ میں ملوث عناصر صوبے میں انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں جس میں انہیں

بقیہ 18 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

مریضوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، حاجی محمد شفاء مینگل

سول ہسپتال کی لیبارٹری میں گزشتہ چند دنوں سے تین، چار ٹیسٹ نہیں ہو رہے

کوئٹہ (این این آئی) پاکستان پیرامیڈیکل اسٹاف ایسوسی ایشن سول ہسپتال یونٹ کے صدر حاجی محمد شفاء مینگل، جنرل سیکرٹری صاحب جان کاکڑ، عرفان اللہ کاسی، حسین درانی، رشید زہری و دیگر نے کہا ہے کہ سول ہسپتال کی لیبارٹری میں گزشتہ چند دنوں سے تین، چار ٹیسٹ نہیں ہو رہے ہے جس کی وجہ سے دور دراز سے آئے مریضوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے

بقیہ 19 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

چھ ہزار ایک سو سینتالیس کلومیٹر کی نئی سڑکوں کا اضافہ کر رہے ہیں، مراد سعید

پہلے چھبیس ماہ میں گزشتہ حکومتوں سے چار ہزار کلومیٹر اضافی سڑکیں شروع کیں، وفاقی وزیر

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر برائے مواصلات مراد سعید نے کہا ہے کہ چھ ہزار ایک سو سینتالیس کلومیٹر کی نئی سڑکوں کا اضافہ کر رہے ہیں، پہلے چھبیس ماہ میں گزشتہ حکومتوں سے چار ہزار کلومیٹر اضافی سڑکیں شروع کیں، سی پیک کے مغربی روٹ پر کام کا آغاز کر دیا ہے، ژوب کچلاک روڈ ایک ماہ میں مکمل کریں گے، کوئٹہ بائی پاس روڈ کا آغاز بھی اسی ماہ ہوگا۔ اسلام آباد میں موٹر وے اور ہائی

بقیہ 20 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اسد خٹک پاکستان پہنچ گئے، اپنی سابقہ وینا کیخلاف قانونی جنگ لڑنے کا اعلان

بہت سوچا لیکن اب صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے، مجھے امید ہے ایک باپ کو انصاف ملے گا

لاہور (این این آئی) معروف اداکارہ وینا ملک کے سابق شوہر اسد خٹک پاکستان پہنچ گئے جنہوں نے اپنی سابقہ وینا کے خلاف قانونی جنگ لڑنے کا اعلان کیا ہے۔ سماجی رابطے پر اطلاع دیتے ہوئے اسد خٹک نے کہا کہ الحمدللہ پاکستان پہنچ گیا ہوں۔ اسد خٹک نے کہا کہ وینا میرے بچوں کے لے کر پاکستان آگئی، قانونی راستہ اپناتے میں سارے ثبوت لایا ہوں، قانون کے ذریعے

بقیہ 21 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ٹانک ملک کا سب سے پسماندہ ضلع، ذمہ دار منتخب نمائندے ہیں، سردار علی امین گنڈا پور

جان بوجھ کر ٹانک کو پسماندہ رکھا، جناتر کی عوام آج بھی پانی کی بوند بوند کو ترس رہی ہے، وفاقی وزیر امور کشمیر

ٹانک (این این آئی) وفاقی وزیر برائے امور کشمیر سردار علی امین گنڈا پور نے کہا ہے کہ ٹانک ملک کا سب سے پسماندہ ضلع ہے جس کے ذمہ دار ٹانک کے منتخب نمائندے ہیں جنہوں نے ٹانک کو جان بوجھ کر پسماندہ رکھا، جناتر کی عوام آج بھی پانی کی بوند بوند کو ترس رہی ہے جناتر سمیت ٹانک کی محرومیوں کا ازالہ کر کے رہونگا ان خیالات کا اظہار انہوں نے چیف آف جناتر ملک

بقیہ 22 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ریپ کرنیوالے کے عمر بھر سزا کا مطلب قید تا مرگ ہونا چاہیے، سینیٹر جاوید عباسی

اگر کوئی ریپ کا جھوٹا الزام لگاتے ہیں ان کیلئے بھی سخت سزا تجویز کی جائے، رحمٰن ملک

اسلام آباد (این این آئی) سینیٹر جاوید عباسی نے کہا ہے کہ ریپ کرنے والے کے عمر بھر سزا کا مطلب قید تا مرگ ہونا چاہیے جس پر سینیٹر رحمٰن ملک نے کہا ہے کہ اگر کوئی ریپ کا جھوٹا الزام لگاتے ہیں ان کیلئے بھی سخت سزا تجویز کی جائے۔ پیر کو سینیٹ قائمہ کمیٹی داخلہ کا سینیٹر رحمان ملک کی زیر صدارت اجلاس ہوا جس میں سینیٹ قائمہ داخلہ اجلاس میں کرمنل لاء ترمیمی بل 2020 سیکشن

بقیہ 23 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پانچ فروری کو کشمیریوں سے یکجہتی کا اظہار کرینگے، مولانا غفور حیدری

19 جنوری کو الیکشن کمیشن کے سامنے احتجاجی مظاہرے کے حوالے سے حکمت عملی طے کرلی ہے

اسلام آباد (این این آئی) جمعیت علمائے اسلام کے سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری نے کہا ہے کہ 19 جنوری کو الیکشن کمیشن کے سامنے احتجاجی مظاہرے کے حوالے سے حکمت عملی طے کرلی ہے، عمران خان کی بات مودی کی جیت اور 3 حصوں میں کشمیر کو تقسیم کرنے کا فارمولا سب کے سامنے ہے، پانچ فروری کو کشمیریوں سے یکجہتی کا اظہار کرینگے، چھ جنوری کو بنوں اور تیرہ جنوری کو لورالائی

بقیہ 24 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پی ڈی ایم کا چورن نہیں بکا، فواد چوہدری

میرا مفت مشورہ ہے ذرا سانس لیں، چائے پئیں، کوئی نیا چورن بازار میں لائیں

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر سائنس و ٹیکنالوجی فواد چوہدری نے کہا ہے کہ پی ڈی ایم کا چورن نہیں بکا، میرا مفت مشورہ ہے ذرا سانس لیں، چائے پئیں، کوئی نیا چورن بازار میں لائیں۔ اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ آپ مکمل پٹ گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مریم نواز اور بلاول تو نئے مہمان ہیں، فضل الرحمٰن جیسے پرانے گھاگ نے جیسی غیر ذمہ دارانہ گفتگو کی، ان کی

بقیہ 25 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

وفاقی حکومت اور اے این ایف نے کے پی حکومت کا انسداد منشیات قانون چیلنج کر دیا

عدالت نے مقدمہ کے فیصلے تک صوبائی قانون پر عملدرآمد روکنے کی استدعا مسترد کر دی

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی حکومت اور اے این ایف نے کے پی حکومت کا انسداد منشیات قانون چیلنج کر دیا جس پر سپریم کورٹ نے آئندہ ہفتے تک جواب طلب کرلیا۔ پیر کو وفاقی حکومت کی آئینی درخواست پر جسٹس مشیر عالم کی سربراہی میں تین رکنی بنچ نے سماعت کی۔ عدالت نے کے پی حکومت سے آئندہ ہفتے تک جواب طلب کرلیا۔ اے این ایف نے کہا کہ منشیات کے حوالے

بقیہ 26 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

یو کے میگزین Mirror (مرر) نے شوگری ڈرنکس کو صحت کیلئے منی ٹائم بم قرار دیدیا

چینی کا سب سے بڑا ذریعہ شوگری ڈرنکس ہیں، چینی کا استعمال بھی تمباکو نوشی کی طرح ہی خطرناک ہے

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان نیشنل ہارٹ ایسوسی ایشن (پناہ) کے جنرل سیکرٹری ثناء اللہ گھمن نے کہا کہ کسی بھی چیز کی زیادتی نقصان دہ ہے، متوازن خوراک کے استعمال سے انسانی جسم توانا رہتا ہے، چینی کا ایک بڑا ذریعہ شوگری ڈرنکس ہیں، جو فیشن کی طرح ہر محفل کا حصہ بن چکی ہیں، اس کا باقاعدگی سے استعمال دل، ذیابیطس، موٹاپا، ذہنی خرابی اور کینسر سمیت متعدد امراض

بقیہ 27 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

احمد یار، دھند کے باعث ٹریفک کے المناک حادثات

ماں بیٹے سمیت 3 افراد جاں بحق، 6 افراد زخمی ہو گئے

احمد یار (این این آئی) دھند کے باعث ٹریفک کے المناک حادثات میں ماں بیٹے سمیت 3 افراد جاں بحق، 6 افراد زخمی ہو گئے۔ تفصیلات کے مطابق کبیر روڈ پر تیز رفتار ٹریکٹر ٹرالی اور موٹر سائیکل میں تصادم جس کے نتیجہ میں کمسن محمد عمار اور والدہ روبینہ بی بی موقعہ پر موت کی نیند سو گئے جبکہ محمد ارشد اور بیٹی رباب ارشد شدید زخمی ہو گئے دوسرا حادثہ نواحی گاؤں 149/EB میں کا شکار

بقیہ 28 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

لاہور، مسلم لیگ کے مرکزی رہنما احسن اقبال و دیگر میڈیا نمائندوں سے گفتگو کر رہے ہیں

شہید بھٹو نے طاقت کا سرچشمہ عوام کو بنایا، علی مدد جتک

1973 کا آئین دے کر ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کا عالمی دنیا میں وقار بلند کیا، صدر پیپلز پارٹی بلوچستان

شہید اسلامی دنیا کو متحد کرنے والے عالم اسلام کے عظیم رہنما تھے شہید بھٹو نے جمہوریت کے لیے اپنی اور اپنی خاندان کی قربانی دی

کوئٹہ (این این آئی) پاکستان پیپلز پارٹی بلوچستان کے صدر حاجی علی مدد جتک، جنرل سیکرٹری سید اقبال شاہ سیکرٹری اطلاعات سردار سربلند جوگیزئی، نائب صدر شیخ بلال مندوخیل نے شہید ذوالفقار علی بھٹو کو انکی 91 ویں سالگرہ پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ شہید بھٹو نے جمہوریت کے لیے اپنی اور اپنی خاندان کی قربانی دی۔ یہاں جاری ہونے والے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ 1973 کا آئین دے کر ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کا عالمی دنیا میں وقار بلند کیا شہید اسلامی دنیا کو متحد کرنے والے عالم اسلام کے عظیم رہنما تھے۔ انہوں نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کو ایٹمی طاقت

بقیہ 1 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

مستونگ بازار میں کوئٹہ روڈ پر میڈیکل میں نقب زنی کی واردات

نامعلوم چوروں نے میڈیکل سٹور کی چھت پر عقب سے نقب لگا کر نقدی موبائل کارڈز و دیگر سامان چرا کر فرار

مستونگ (این این آئی) مستونگ بازار میں کوئٹہ روڈ پر میونسپل کمیٹی کے سامنے لعل میڈیکل اسٹور میں نقب زنی کی واردات نامعلوم چوروں نے میڈیکل اسٹور چھت پر عقب سے نقب لگا کر نقدی موبائل کارڈز و دیگر سامان چرا کر فرار ہوئے چوروں نے میڈیکل اسٹور میں توڑ پھوڑ بھی کیا۔ اطلاع ملنے پر سٹی پولیس حکام اور بازار یونین کے صدر ماما غلام سرور شاہوانی سرپرست اعلی

بقیہ 2 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

مچھ میں بیگناہ کانکنوں کے بے دردی سے قتل کی مذمت کرتے ہیں، مولانا علی محمد ابوتراب

بیگناہ انسانوں کو قتل اسلام، انسانیت کے خلاف ہے، واقعات سے پاکستان کی دنیا میں سبکی، بدنامی ہوتی ہے

کوئٹہ (این این آئی) مرکزی جمعیت اہلحدیث بلوچستان کے امیر و سیکرٹری جنرل متحدہ مجلس عمل مولانا علی محمد ابوتراب سیکرٹری جنرل جماعت مولانا عبدالغنی ضامرانی صوبائی نائب امراء مولانا عبدالرزاق خارانی مولانا عصمت اللہ سالم و صوبائی رہنما مفتی سمیع اللہ حاجی عطاء اللہ کھوسہ ضلعی صدر مولانا ذکریا ذاکر مولانا حزب اللہ عثمانی مولوی عبدالقیوم شیرانی نجیب اللہ عابد مولانا عطاء محمد کاکڑ

بقیہ 3 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

خضدار پریس کلب کے انتخابات دوسالہ مدت کے لئے مکمل ہو گئے

عبداللہ شاہوانی چیئرمین، منیر نور گرگناڑی صدر، محمد ایوب بلوچ سینئر نائب صدر اور مولانا محمد صدیق مینگل جنرل سیکرٹری بلامقابلہ منتخب

خضدار (این این آئی) خضدار پریس کلب کے انتخابات دو سالہ مدت کے لئے مکمل ہو گئے، عبداللہ شاہوانی چیئرمین، منیر نور گرگناڑی صدر، محمد ایوب بلوچ سینئر نائب صدر اور مولانا محمد صدیق مینگل جنرل سیکرٹری بلامقابلہ منتخب ہو گئے۔ پیر کو یہاں خضدار پریس کلب کے انتخابات چیئرمین الیکشن کمیٹی محمد یونس بلوچ، کمیٹی ممبران عبداللہ خدرانی، اور امام الدین جاموٹ کے منتخب

بقیہ 4 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ملک چلانا ہے تو پرائیویٹ ٹرانزیکشن کو نیب سے نکالنا ہوگا، سلیم مانڈوی والا

چیئرمین نیب کو کہا میرا کیس عدالت میں لے جائیں، میں غلط ہوا تو سزا دیں، سینٹ میں اظہار خیال

اسلام آباد (این این آئی) ڈپٹی چیئرمین سلیم مانڈوی والا نے کہا ہے کہ اگر ملک چلانا ہے تو پرائیویٹ ٹرانزیکشن کو نیب سے نکالنا ہوگا، لوگ نیب جیلوں میں سڑ رہے ہیں، معاملات کمیٹی میں اٹھائیں گے، چیئرمین نیب کو کہا میرا کیس عدالت میں لے جائیں، میں غلط ہوا تو سزا دیں، صحیح ہوا تو آپ کو سزا ملے گی، سینیٹ کو نیب کو لگام دینا ہو گی۔ پیر کو ڈپٹی چیئرمین سلیم مانڈوی والا نے سینٹ میں

بقیہ 8 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سابق ڈائریکٹر جنرل فشریز بلوچستان منیر احمد موسیانی کو معطل کر دیا گیا

کوئٹہ (این این آئی) سابق ڈائریکٹر جنرل فشریز بلوچستان منیر احمد موسیانی کو معطل کر دیا گیا، تفصیلات کے مطابق پیر کو چیف سیکرٹری بلوچستان نے گریڈ 18 کے آفیسر سابق ڈائریکٹر جنرل فشریز بلوچستان منیر احمد

بقیہ 5 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سبی کی تمام ماتحت عدالتوں کے ججوں کو ڈیوٹی پر تاخیر سے پہنچنے کی بنیاد پر اظہار وجوہ کے نوٹسز جاری

کوئٹہ (این این آئی) چیف جسٹس بلوچستان ہائی کورٹ جسٹس جمال خان مندوخیل کی ہدایت پر سبی کی تمام ماتحت عدالتوں کے ججوں کو ڈیوٹی پر تاخیر سے پہنچنے کی بنیاد پر اظہار وجوہ کے نوٹسز جاری کر دیئے گئے ہیں ان

بقیہ 6 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

وزیراعظم اسامہ کیس کو خود دیکھ رہے ہیں، متاثرہ فیملی کو انصاف ملے گا، زلفی بخاری

اسلام آباد (این این آئی) معاون خصوصی وزیراعظم زلفی بخاری نے کہا ہے کہ وزیراعظم اسامہ کیس کو خود دیکھ رہے ہیں، متاثرہ فیملی کو انصاف ملے گا۔ پیر کو معاون خصوصی وزیراعظم زلفی بخاری نے اسامہ ستی شہید کی قل

بقیہ 7 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سابق ڈی جی ایل ڈی اے احد چیمہ کی درخواست ضمانت پر سماعت اگلے ہفتے تک ملتوی

اسلام آباد (این این آئی) سپریم کورٹ نے سابق ڈی جی ایل ڈی اے احد چیمہ کی درخواست ضمانت پر سماعت اگلے ہفتے تک ملتوی کر دی۔ پیر کو جسٹس عمر عطا بندیال کی سربراہی میں تین رکنی بنچ نے سماعت کی۔۔۔ اعظم نذیر تارڑ معاون وکیل نے بتایا کہ امجد پرویز کی طبیعت ناساز ہے کرونا رپورٹ ابھی نہیں آئی، جب تک کرونا

بقیہ 9 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

تین دفعہ کا وزیراعظم اپنی بات پر تو کھڑا ہو، یاسمین راشد کی نواز شریف پر تنقید

راولپنڈی (این این آئی) وزیر صحت پنجاب ڈاکٹر یاسمین راشد نے سابق وزیراعظم نواز شریف کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ تین دفعہ کا وزیراعظم اپنی بات پر تو کھڑا ہو۔ لیڈر بننا ہے تو ملکی عدالت کا سامنا

بقیہ 10 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد، وفاقی وزیر انسانی حقوق شیریں مزاری پریس کانفرنس کر رہی ہیں

غریب عوام کی حالت زار روز بروز خراب ہو رہی ہے، مولانا عبدالحق ہاشمی

ملک و ملت کی ترقی و خوشحالی کیلئے بلاتفریق لٹیروں کا احتساب، لوٹی ہوئی دولت کی برآمدگی، چوروں کو قرار واقعی سزا ضروری ہے

بدامنی کی لہر کے سامنے بند باندھنے، عدل و انصاف اتحاد و یکجہتی کیلئے دہشت گردی کا خاتمہ وقت کی اہم ضرورت ہے، امیر جماعت اسلامی بلوچستان

کوئٹہ (این این آئی) امیر جماعت اسلامی بلوچستان مولانا عبدالحق ہاشمی نے کہا کہ ملک و ملت کی ترقی و خوشحالی کیلئے بلاتفریق لٹیروں کا احتساب، لوٹی ہوئی دولت کی برآمدگی، چوروں کو قرار واقعی سزا ضروری ہے۔ بدامنی کی لہر کے سامنے بند باندھنے، عدل و انصاف اتحاد و یکجہتی کیلئے دہشت گردی کا خاتمہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ عوام اور بالخصوص نوجوان طبقہ نبی پاک کی ناموس کی حفاظت، اسلام کی عظمت اور شعائر اسلام کے تحفظ کیلئے کمربستہ ہو جائیں حکومت و اپوزیشن کے دائیں بائیں کرپٹ، خائن اور قومی دولت لوٹنے والے براجمان ہیں۔ جماعت اسلامی قوم کو لٹیروں بدامنی مہنگائی سے

بقیہ 11 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، نظامت تعلقات عامہ جوائنٹ ایکشن کمیٹی کے 2 گھنٹے ٹوکن ہڑتال سے وقاص شاہین، ظفر علی ظفر، شمس اللہ کاکڑ، شہزادہ فرحت احمد زئی، نور محمد کھیتران و دیگر خطاب کر رہے ہیں

سنی شیعہ کو آپس میں لڑانے کیلئے سازشیں کی جا رہی ہیں، عبید اللہ بابت

ہم دشمن کی ہر ناروا سازشوں کو ناکام بنا دینگے، صوبے میں امن کے قیام کیلئے ہم مشترکہ کوششوں پر یقین رکھتے ہیں، رہنماء پشتونخوا ملی عوامی پارٹی

ہمیں لڑانے کی سازش کرنے والوں کے ناپاک عزائم کو کسی صورت کامیاب نہیں ہونے دینگے اس انسانیت سوز واقعہ سے پوری قوم شدید صدمے سے دوچار ہے

لورالائی (این این آئی) پشتونخواملی عوامی پارٹی کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری سابق صوبائی وزیر عبید اللہ جان بابت جے یو آئی کے مرکزی رہنما سابق وفاقی وزیر مولانا امیر زمان جے یو آئی کے ضلعی امیر سابق صوبائی وزیر مولوی فیض اللہ پی پی پی کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات سردار سربلند جوگیزئی اے این پی کے ضلعی صدر منظور کاکڑ ایڈووکیٹ نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ مچھ میں ہزارہ برادری کے گیارہ غریب مزدور کان کنوں کو بے دردی کے ساتھ قتل کرنے کی شدید مذمت کرتے ہیں صوبے میں سنی اور شیعہ کو آپس میں لڑانے کیلئے اس طرح کی سازشیں کی جارہی ہیں لیکن ہم دشمن

بقیہ 12 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

لاہور، مسلم لیگ (ن) کے صدر شہباز شریف کو احتساب عدالت میں پیشی کیلئے لایا جا رہا ہے

قومی ادارہ صحت نے برطانیہ سے آئے 2 مسافروں میں کورونا کی نئی قسم کی تصدیق کردی

اسلام آباد (این این آئی) قومی ادارہ صحت نے برطانیہ کا دورہ کرنے والے دو افراد میں نئی قسم کے کورونا وائرس بی 1.1.7 کی موجودگی کی تصدیق کردی ہے۔ قومی ادارہ

بقیہ 13 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

وفاق اور سندھ میں میڈیکل کالجز میں انٹری ٹیسٹ کا تنازعہ حل نہ ہوسکا

کراچی (این این آئی) وفاق اور سندھ میں میڈیکل کالجز میں انٹری ٹیسٹ کا تنازعہ حل نہ ہوسکا، میڈیکل کے طلبا نے پی ایم سی کے انٹری ٹیسٹ کے خلاف سندھ

بقیہ 14 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

حالات خطرناک نظر آرہے ہیں، بہاولپور ریلی میں لاکھوں لوگ تھے، خورشید شاہ

سکھر (این این آئی) پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما خورشید شاہ نے کہا ہے کہ حالات خطرناک نظر آرہے ہیں، بہاولپور کی ریلی میں ہزاروں لاکھوں لوگ

بقیہ 15 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پولیس اور دیگر محکموں میں اصلاحات کا عمل ناگزیر ہو چکا ہے، سید سبط الحید ربخاری

اصلاحات کے نام پر گزشتہ دو سال سے عوام کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے، سینئر رہنما پاکستان پیپلز پارٹی

اسلام آباد (این این آئی) سینئر رہنما پاکستان پیپلز پارٹی سید سبط الحید ربخاری نے کہا ہے کہ اصلاحات کے نام پر گزشتہ دو سال سے عوام کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے، پولیس اور دیگر محکموں میں اصلاحات کا عمل ناگزیر ہو چکا ہے قانون سازی اب عوام کے لیے نہیں بلکہ پولیس افسران اور ان کے ماتحت پولیس ملازمین کے لیے ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ شیخ رشید جس محکمے اور وزارت کا بھی

بقیہ 16 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

مریم اورنگزیب نے عمران خان کو ووٹ چوری کا کپتان قرار دیدیا

نااہل اور کرپٹ ٹولہ نواز شریف، شہباز شریف کے منصوبوں پر تختیاں تو لگا سکتا ہے، انہیں آباد نہیں کرسکتا، ترجمان مسلم لیگ (ن)

نیب نیازی گٹھ جوڑ ملک میں سیاسی انتقام اور جھوٹے مقدمات میں مصروف ہے اور ملک کی بدنامی، قومی خزانے کو نقصان ہو رہا ہے، میڈیا سے گفتگو

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ترجمان مریم اورنگزیب نے وزیراعظم عمران خان کو کرپشن، آٹا، چینی، ایل این جی، دوائی اور ووٹ چوری کا کپتان قرار دے دیا۔ عدالت کے باہر میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے مریم اورنگزیب نے وزیراعظم عمران خان کو کرپشن، آٹا، چینی، ایل این جی، دوائی اور ووٹ چوری کا کپتان قرار دے دیا۔ انہوں نے کہا کہ عوام صبح دوپہر شام کرائے کے ترجمانوں کی بے سُری 'بکیں، بکیں' سننے پر مجبور ہیں، نواز شریف اور شہباز شریف کی لاہور سے بہاولپور اور لاڑکانہ تک بنائی موٹر وے نااہل چور ٹولہ اب تک آباد نہیں

بقیہ 17 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں